پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

7

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر

فہرست روایات

روایت⑨	ایک شخص کا غرائب علم سیکھنے کے لئے آنا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس سے چند سوالات کرنا، مثلاً حق تعالی کی معرفت، موت کی پہچان، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جواب میں ارشاد فرمانا کہ پہلے اس پر پختگی اختیار کرو، پھر آکر غرائب علم سیکھنا۔	۱۶۰
روایت⑩	" آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: جو شخص بازار سے کوئی عمدہ چیز اپنے بچوں کے لئے لائے تو پہلے بچیوں کو دے"۔	۱۷۲
روایت⑪	"آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:"الحمد لله على النعمة أمان لزوالها" .کسی نعمت پر اللہ تعالی کی حمد کرنا اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے"۔	۲۰۸
روایت⑫	"آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:"الذكر نعمة من الله فأدوا شكرها". ذکر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہذا اس کا شکر ادا کرو"۔	۲۱۷
روایت⑬	"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"الدنيا حلم، وأهلها عليها مجازون ومعاقبون". دنیا ایک خواب ہے، اور اہل دنیا کو اس پر جزا اور سزا دی جائے گی۔	۲۲۲
روایت⑭	ایک بادشاہ کا ایک عالی شان محل بنوا کر لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کرنا، پھر ایک شخص کا بادشاہ کو محل کے دو عیبوں کی جانب متوجہ کرنا: ① بادشاہ کی موت ② محل کا اجڑ جانا۔	۲۲۷
روایت⑮	"كان يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أصابه مرض أوهم: اشتدي أزمة! تنفرجي". جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کوئی مصیبت یا غم پہنچتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے: اے مصیبت! تو سخت ہو جا، ٹل جائے گی۔	۲۳۳

روایت(۱۶)	آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بچپن میں گم ہونا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا پریشان ہونا، اور ایک بوڑھے کا حضرت حلیمہ کو بتوں کے پاس لے جانا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام سن کر بتوں کا گر جانا۔	۲۴۷
روایت(۱۷)	"إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع". شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہوں کو تنگ کر دو۔	۲۸۲
روایت(۱۸)	"اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: "ابن آدم خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وتكفلت برزقك فلا تتعب، فاطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء". اے ابن آدم! تجھے میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، لہذا تو کھیل کود میں مت لگ، اور تیری روزی کا ذمہ میں نے لیا ہے، لہذا تو مت تھک، تو مجھے طلب کر، تو مجھے پالے گا، اگر تو نے مجھے پالیا تو تو نے ہر چیز کو پالیا، اور اگر میں تجھے نہ ملا تو تجھے کوئی شئ نہ ملی، اور میں تیرے لئے ہر شئ سے زیادہ محبوب ہوں۔	۲۸۹
روایت(۱۹)	"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: علم کا صرف اللہ تعالی کے لئے سیکھنا اللہ تعالی کے خوف کے حکم میں ہے، اور اس کی طلب (یعنی تلاش کے لئے کہیں جانا) عبادت ہے، اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے، اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے، اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے، اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالی کے یہاں قربت ہے"۔	۲۹۳

نمبر شمار	فصل دوم (مختصر نوع)	صفحہ نمبر
روایت ①	" آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر جھک جانے (یعنی عاجزی اختیار کرنے) سے تمہاری عزت گھٹ جائے تو قیامت کے دن مجھ سے لے لینا"۔	۳۳۵
روایت ②	" آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص ادب میں سستی کرے گا تو اسے سنت سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص سنت میں سستی کرے گا تو اسے فرائض سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص فرائض میں سستی کرے گا تو اسے معرفت سے محرومی کی سزا دی جائے گی"۔	۳۳۷
روایت ③	"رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا: آپ کی سب سے زیادہ طاقت کہاں استعمال ہوئی؟ جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا: تین موقعوں پر: ① جنت سے مینڈھا لاتے وقت ② جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا ③ اور جب آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے"۔	۳۳۹
روایت ④	"نبی اکرم ﷺ نے واقعۂ افک میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے منافقین کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی کو نہیں بیٹھنے دیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فحاشی سے ملوث عورت سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا قدم اس پر نہ پڑے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے جوتوں میں	۳۴۰

	گندگی لگی ہوئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اسے اتار دیں، تو اب یہ کیسے ہوسکتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والی ذرہ برابر بھی کسی برائی میں مبتلا ہو اور اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے جدا کرنے کا حکم نہ دے"۔	
روایت⑤	ایک مرتبہ یہ درود پڑھنا دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے: "اللهم صل على محمد السابق للخلق نوره والرحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك، ومن بقي ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لاغاية لها ولا انتهاء ولا أمد لها ولا انقضاء صلواتك التي صليت عليه صلاة دائمة بدوامك، وعلى آله وصحبه كذلك والحمد لله على ذلك".	۳۴۳
روایت⑥	روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت ہے۔	۳۴۸
روایت⑦	ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مانگ نکالنے کی چاہت کرنا، بال گھنگھریالے ہونے کی وجہ سے مانگ نہ نکلنا، پھر صحابی رضی اللہ عنہ کا مانگ نکالنے کے لئے اپنے سر کے درمیان گرم سلاخ کا پھیرنا۔	۳۵۰
روایت⑧	ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیوی کی خدمت سے خوش ہو کر ان سے کہنا کہ جو تم مانگو گی میں ضرور دوں گا، اس پر بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا، الحاصل پریشان ہو کر صحابی رضی اللہ عنہ بیوی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے گئے، راستے میں صحابی رضی اللہ عنہ کو ٹھوکر لگی، تو بیوی نے یہ کہہ کر طلاق کا مطالبہ چھوڑ دیا: اب تک تمہیں کوئی مصیبت نہیں پہنچی تھی، اس	۳۵۱

	لئے میں تمہیں منافق سمجھ رہی تھی، اور اب میں مطمئن ہوگئی ہوں۔	
روایت⑨	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کھانے کے ٹکڑے اٹھانا حوروں کا مہر ہے“۔	۳۵۶
روایت⑩	”ایک دفعہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سارے مدینے والوں کی دعوت کی، اسی دوران اچانک رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر پڑی جو کسی گہری سوچ میں تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی دعوت کی ہے اور تم یہاں بیٹھے کیا غور و فکر کر رہے ہو؟ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں یہاں اسی فکر میں بیٹھا ہوں کہ کیسے آپ ﷺ کا ایک ایک امتی جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والا بن جائے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر عبد الرحمن ہزار سال بھی مدینے والوں کی دعوت کرتا رہے تو تمہارے ثواب کو نہیں پا سکتا“۔	۳۵۹
روایت⑪	مہمانوں کے ساتھ بلاؤں کا گھر سے چلے جانا۔	۳۶۰
روایت⑫	”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”من ترك ستي لم ينل شفاعتي“. جس نے میری سنت ترک کی وہ میری شفاعت نہیں پائے گا“۔	۳۶۱
روایت⑬	نماز میں یوسف علیہ السلام کی جانب توجہ چلے جانے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا پریشانی میں مبتلاء ہونا۔	۳۷۰
روایت⑭	جنت میں جنتیوں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کا سورۂ یاسین	۳۷۳

	پڑھنا، اور اللہ تبارک وتعالی کا سورۂ رحمن پڑھنا اور ایک روایت کے مطابق سورۂ انعام پڑھنا۔	
روایت⑮	حضرت ادریس علیہ السلام میں ستاروں کی جنسیت تھی وہ آٹھ سال تک زُحل سے ہم رفتار رہے، غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے، اُن کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے درس میں حاضر رہتے تھے۔	۳۷۷
روایت⑯	”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک وہ ہے جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہو گا“۔	۳۷۹
روایت⑰	معراج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کتوں کی مانند چیخ رہی ہیں، آوازیں نکال رہی ہیں، نوحہ کر رہی ہیں اور ان کا برا حال ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوندوں کے ساتھ زبان درازی کرتی تھیں، آج اللہ تعالی نے انھیں یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں۔	۳۸۰
روایت⑱	”برتن دھو کر پینے سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا“۔	۳۸۱
روایت⑲	”جب کوئی بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، تو اللہ تعالی دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں“۔	۳۸۵
روایت⑳	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے قافلے کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے عاجز ہو گیا، اور موت کے قریب تھا، اونٹ اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے،	۳۸۶

	اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے سے قافلے والوں کے لئے ایک حبشی غلام کی مشک سے سارے قافلے کا سیر اب ہونا، اور پھر غلام کی مشک کا بھر جانا، نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے سے اس حبشی غلام کا سفید ہو جانا۔	
روایت (۲۱)	ہجرت کے وقت نبی علیہ السلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دروازے پر پہنچے، ہلکی سی آواز میں سلام کیا، صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فوراً باہر تشریف لائے جیسے پہلے ہی سے جاگ رہے ہوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگ سو رہے ہیں، کیا آپ جاگ رہے تھے؟ جواب میں صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے کچھ دنوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آپ کو ہجرت کا حکم ملے گا، اور یہ بھی دل مانتا تھا کہ جب آپ ہجرت کے لئے روانہ ہوں گے تو اس غلام کو اپنی غلامی میں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، پھر دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ حکم رات کو ملا، اور آپ تشریف لائے تو آپ کو جگانے کی تکلیف اٹھانی پڑے گی، چنانچہ جس دن سے خیال آیا، اسی دن سے میں نے رات کو سونا چھوڑ دیا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ آپ کو میرے دروازے پر آکر کھڑا ہونا پڑے۔	۳۹۵
روایت (۲۲)	"آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات اپنی امت کی کچھ عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا پایا: (۱) ایک عورت پردہ نہ کرنے کی وجہ سے بالوں کے بل لٹکائی گئی تھی (۲) ایک عورت شوہر کو تکلیف دینے کی وجہ سے زبان کے بل لٹکائی گئی تھی (۳) غسل جنابت، غسل	۳۹۷

	حیض نہ کرنے اور نماز کا مذاق اڑانے کی وجہ سے ایک عورت کے پیر اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے ④ شوہر کے بستر میں ایذاء کا سبب بننے کی وجہ سے ایک عورت پستانوں کے بل لٹکائی گئی تھی ⑤ چغل خوری اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ایک عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح، جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا ⑥ احسان جتلانے اور حسد کرنے کی وجہ سے ایک عورت کی شکل کتے کی شکل کی طرح تھی"۔	
روایت㉓	"آپ ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خادم کے کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی"۔	۴۰۵
روایت㉔	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا خواب میں دیکھنا کہ نبی ﷺ پر بارش ہو رہی ہے، آپ ﷺ کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، بارش کا جو پانی نبی اکرم ﷺ پر آرہا ہے وہ سارا کا سارا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر آرہا ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھنا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے چھینٹوں کا اڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑنا۔	۴۱۵
روایت㉕	"عرب کے سرداروں کا آنحضور ﷺ سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ لیجئے تاکہ جھگڑا نہ ہو اور آنحضور ﷺ کا ان کو جواب دینا کہ میں اس حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جانبین سے ان کی بحث، پھر سیلاب کا آنا اور اسے روکنے کے لئے سرداروں نے اپنے نیزے ڈالے جنہیں سیلاب بہا کر لے گیا، اور آپ ﷺ نے اس میں ایک شاخ ڈالی تو سیلاب مڑ کر سمندر کی جانب چلا گیا"۔	۴۱۷

روایت㉖	”حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتے تو سلام میں پہل کرتے، ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلام میں تاخیر کی، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام میں پہل کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے سلام میں تاخیر کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات خواب میں جنت میں ایک ایسا بڑا محل دیکھا کہ اس جیسا محل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے بھائی سے سلام میں پہل کرے، تو میں نے چاہا کہ یہ محل ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہو جائے، تو میں نے سلام میں تاخیر کی، تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے سلام میں سبقت لے کر اس محل کے حق دار بن جائیں“۔	۴۲۱
روایت㉗	مساجد اپنے آباد کرنے والوں کو کشتی کی صورت میں پل صراط پار کروا کر جنت میں لے کر جائیں گی۔	۴۲۴
روایت㉘	روز قیامت مساجد کا سفید بختی اونٹوں کی شکل میں آنا، جسے موذنین آگے سے اور ائمہ پیچھے سے چلا رہے ہوں گے، جس پر یہ لوگ قیامت کے تمام مراحل سے گزر جائیں گے، اور کہا جائے گا یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افراد ہیں جو باجماعت نماز کی حفاظت کرتے تھے۔	۴۲۶
روایت㉙	”جس نے نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھی، اللہ رب العزت جنت میں ایک فرشتہ کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتہ جنت کے ایک دریا کے اندر غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے، اس کے	۴۲۹

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ”غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ“ کے حصہ ہفتم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے چھ حصوں میں تھے، اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی حمزہ نذیر صاحب کے تعاون کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: "لرد دانق من حرام يعدل عند الله سبعين ألف حجة".
حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ تعالیٰ کے ہاں ستر ہزار مقبول حج کے برابر ہے۔

حکم: باطل، من گھڑت

زیر بحث روایت کے دو طریق ہیں: ① طریق ابو یعقوب اسحاق بن وہب طُہرمُسی ② طریق ابو العباس احمد بن محمد بن صلت ہروی

روایت بطریق ابو یعقوب اسحاق بن وہب طُہرمُسی

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں اسحاق بن وہب طُہرمُسی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"روى عن ابن وهب بأحاديث مناكير، وما أظنه رآه". یہ ابن وہب کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا ہے، اور میرا خیال نہیں ہے کہ اس نے ابن وہب کو دیکھا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے:

"حدثنا حمزة بن العباس الجوهري بمصر، وعمران بن موسى بن فضالة وغيرهما، قالوا: حدثنا إسحاق بن وهب الطُهُرْمُسِي، حدثنا ابن وهب،

---

[1] الكامل: ١/٥٦٠، رقم: ١٧٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حدثنا مالك، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لرد دانق من حرام ليعدل عند الله سبعين ألف حجة".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام کا ایک دانق بھی لوٹانا اللہ تعالی کے ہاں ستر ہزار حج کے برابر ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

اسی طرح زیر بحث روایت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحین"[2] میں، حافظ ابو یعلی خلیلی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإرشاد"[3] میں، امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[4] میں، حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأنساب"[5] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[6] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "مثیر

[1] كتاب الموضوعات:۱۱۷/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

[2] المجروحين:۱۳۹/۱،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:٤۱٥/۱،رقم:۱۰٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[4] انظر تعليق الفردوس بمأثور الخطاب:۳٥۹/٤،رقم:۷۰۳۲،ت:السعيد بن بسيوني،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۲۰۱۰ء . وانظر في الغرائب الملتقطة:٥٦٤/۳،رقم:۱۲۱٦،ت:خيري حسيني جميل،جمعية دار البر ـ دبئ، الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ. وفيه أيضا:۸/۷ ،رقم:۲٦۳۱،ت:وسيم عصام الشبلي،جمعية دار البر ـ دبئ،الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ.

[5] الأنساب:۱۰۷/۹،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الاولى ۱۳۹۷هـ.

[6] تاريخ مدينة دمشق:۱٥۷/٤۳،رقم:٥۰۲۳،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، ۱٤۱٥هـ. "تاریخ دمشق" کے الفاظ یہ ہیں: "مرد دانق حرام يعدل عند الله سبعين حجة".

الغرام"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی اسحاق بن وہب طُہرمُسِی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث مع حديثين آخرين حدث بها إسحاق بن وهب، عن ابن وهب، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، وهذه الأحاديث بواطيل". اور اس حدیث کو دوسری دو حدیثوں کے ساتھ اسحاق بن وہب نے ابن وہب، عن مالک، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ احادیث باطل ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرۃ الحفاظ"[3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو یعلی خلیلی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو یعلی خلیلی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[4] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن:ص:٨١،ت:مصطفى محمد الذهبي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الكامل:٥٦٠/١،رقم:١٧٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] ذخيرة الحفاظ:١٩٣٦/٤،رقم:٤٤٣٨،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[4] الإرشاد فى معرفة علماء الحديث:٤١٥/١،رقم:١٠٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

"منكر من حديث مالك، ومن حديث ابن وهب، إنما الحمل فيه على الطهرمسي". **یہ مالک اور ابن وہب کی منکر حدیث ہے، اور اس میں حمل طہر مسی پر ہے۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں اسحاق بن وہب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث صراحا، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه". وہ کھلم کھلا حدیث گھڑتا تھا، کتب میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں ہے سوائے اس پر جرح کو بیان کرنے کے لئے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث راویت ذکر کی ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[3] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم، والمتهم

---

[1] المجروحين: ۱/۱۳۹، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ۲۷۰، رقم: ٦۷۰، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ۔ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ۳/۱۱۸، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

به إسحاق، قال ابن حبان: كان يضع الحديث صراحا، ولا يحل ذكره إلا على سبيل القدح فيه“. یہ حدیث رسول اللہ ﷺ پر گھڑی گئی ہے، اور اس میں متہم راوی اسحاق ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کھلم کھلا حدیث گھڑتا تھا، اس کا ذکر صرف اس پر جرح کی صورت میں حلال ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن صلت ہروی کے طریق کو نقل کیا ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان“[1] میں اسحاق بن وہب طُہرمُسِی کے ترجمہ میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: ”قلت: هكذا فليكن الكذب...“. ”میں کہتا ہوں جھوٹ ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔“۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ الإسلام“[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وهذا حديث موضوع بيقين“. یہ حدیث یقینی طور پر من گھڑت ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تلخیص الموضوعات“[3] میں فرماتے ہیں: ”وضعه إسحاق الطهرمسي“. اسے اسحاق طہرمسی نے گھڑا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٠٣/١، رقم: ٧٩٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت.

[2] تاريخ الإسلام: ٥٢/٦، رقم: ١٠٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٢٩٤، رقم: ٨٠٠، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[۱] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "موضوع". یہ من گھڑت ہے۔

سند میں موجود راوی ابو یعقوب اسحاق بن وہب بن عبداللہ ظہر مُسِی مصری (المتوفی ۲۵۹ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن ابن وهب أحاديث، كان ابن وهب أتقى لله من أن يحدث بها، وأحسبه وهم فيها، لأنه لم يكن من أصحاب الحديث، وكان يحدث حفظا"[۲]. اسحاق نے ابن وہب کے انتساب سے روایات نقل کی ہیں، اور ابن وہب ان احادیث کو بیان کرنے سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، اور میرا خیال ہے کہ اسحاق بن وہب کو ان احادیث میں وہم ہو گیا ہے، کیونکہ وہ اصحاب حدیث میں سے نہیں تھا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[۳] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث صراحا، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه". وہ کھلم کھلا حدیث گھڑتا تھا، اس کا ذکر کرنا کتب میں حلال نہیں ہے سوائے اس پر جرح کو بیان کرنے کے لئے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

---

[۱] الفوائد المجموعة: ص: ۲۳۲، رقم: ۴۳، ت: عبدالرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦ھ۔

[۲] انظر لسان الميزان: ۸۳/۲، رقم: ۱۰۸۱، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ۔

[۳] المجروحين: ۱۳۹/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھ۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "روى عن ابن وهب بأحاديث مناكير، وما أظنه رآه". یہ ابن وہب کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا ہے، اور میرا خیال نہیں ہے کہ اس نے ابن وہب کو دیکھا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، متروك، يحدث بالأباطيل عن عبد الله بن وهب وغيره"[3]. یہ کذاب، متروک ہے، عبد اللہ بن وہب اور دیگر کے انتساب سے باطل احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[4] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[5] میں اسحاق بن وہب طُہرمُسی ترجمہ میں فرماتے ہیں: "الراوي عن ابن وهب، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر: (لرد دانق حرام...)، لا شيء". یہ راوی ابن وہب، عن مالک، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

---

[1] تذكرة الحفاظ:ص:٢٧٠،رقم:٦٧٠،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الكامل:٥٦٠/١،رقم:١٧٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الضعفاء والمتروكون:ص:١٤٧،رقم:١٠١،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:١٠٥/١،رقم:٣٣٧،ت:أبو الفداء عبدالله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الضعفاء:ص:٦١،رقم:١٧،ت:فاروق حماة،مطبعة النجاح الجديدة.

کی سند سے روایت "لرد دانق حرام" نقل کرتا ہے، یہ لاشیء ہے۔

حافظ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[۱] میں تحریر فرماتے ہیں: "روى عن عبد الله بن وهب أحاديث موضوعة". اس نے عبداللہ بن وہب کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[۲] میں اسے "کذاب" کہا ہے۔

روایت بطریق ابو یعقوب اسحاق بن وہب کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت بطریق اسحاق بن وہب کو صاف لفظوں میں "باطل، من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طُہرمُسِی اس کے گھڑنے میں "متہم" ہے، نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے "من گھڑت" ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس سند سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو العباس احمد بن محمد بن صلت

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ "التدوین"[۳] میں لکھتے ہیں:

"محمد بن أحمد بن سلام الصوفي الرازي سمع مشيخة ميسرة بن علي سنة ست وخمسين وثلاثمائة، وفي المشيخة ثنا أبو العباس أحمد

---

[۱] المدخل إلى الصحيح: ص:۱۱۹، رقم:۱۳، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] ديوان الضعفاء: ص:۲۹، رقم:۳۵، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[۳] التدوين في أخبار قزوين: ۱۸۱/۱، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٨هـ.

بن الصلت المغلس ابن أخي حبارة [كذا في الأصل، والصحيح: جبارة]، ثنا يحيى بن سليمان بن بصلة [كذا في الأصل، والصحيح: نضلة] المالكي، ثنا مالك بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لرد دانق من حرام أفضل عند الله من سبعين حجة مبرورة".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ تعالی کے ہاں ستر مقبول حج سے افضل ہے۔

روایت بطریق ابو العباس احمد بن محمد پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں احمد بن محمد بن صلت کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"من أهل بغداد، يروي عن العراقيين، كان يضع الحديث عليهم، كان في أيامنا ببغداد باق، فراودني أصحابنا على أن أذهب إليه، فأخذت جزءا (لأسمع منه بعضها) فرأيته حدث عن يحيى بن سليمان بن نضلة، عن مالك بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مرد دانق من حرام أفضل عند الله عز وجل من سبعين حجة مبرورة. ورأيته حدث عن هناد بن السري، عن أبي أسامة، عن عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر (قال: قال رسول الله عليه السلام:) لمرد دانق من حرام أفضل عند الله من

---

[1] المجروحين: ۱۵۳/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲هـ۔

مائة ألف تنفق في سبيل الله. فعلمت أنه يضع الحديث، فلم أذهب إليه، ورأيته يروي عن أبي عبيد وإسماعيل بن أبي أويس وعن مسدد، وما أحسبه رآهم".

یہ بغداد والوں میں سے ہے، عراق والوں سے روایت کرتا تھا، ان پر احادیث گھڑتا تھا، یہ ہمارے زمانے میں بغداد میں موجود تھا، ہمارے ساتھیوں نے مجھے رغبت دلائی کہ میں اس کے پاس جاؤں، چنانچہ میں نے ایک جزء لیا تاکہ اس سے اس کا کچھ حصہ سن لوں، سو میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے یحیی بن سلیمان بن نضلہ، عن مالک بن انس، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے حدیث بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ عزوجل کے نزدیک ستر مقبول حج سے افضل ہے، اور میں نے اسے دیکھا کہ اس نے ہناد بن سری عن ابی اسامہ عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ کے راستے میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے افضل ہے، (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) چنانچہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث گھڑتا ہے، سو میں اس کے پاس پھر نہیں گیا، اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ ابو عبید، اسماعیل بن ابی اویس اور مسدود سے روایت کرتا ہے، اور میرا خیال نہیں ہے کہ اس نے اُن کو دیکھا ہو گا۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان"[2] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[3] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص:۲۸۸، رقم:۷۱۸، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ١٤٠/١، رقم:١٥٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ٦١٣/١، رقم:٧٦٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] **میں روایت بطریق اسحاق بن وہب طُہرُ مُسِی کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:**

"وقد سرق هذا الحديث أحمد بن محمد بن الصلت الهروي، فرواه عن يحيى بن سليمان بن نضلة عن مالك، وقال فيه: لرد دانق من حرام أفضل عند الله من سبعين حجة مبرورة، ورواه عن هناد، عن أبي سلمة، عن عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر موقوفا: لرد دانق من حرام أفضل عند الله عزوجل من مائة ألف تنفق في سبيل الله عزوجل.

قال ابن حبان: كان أحمد بن محمد يضع الحديث، وقال ابن عدي: ما رأيت في الكذابين أقل حياء من أحمد بن محمد بن الصلت".

اس حدیث کا احمد بن محمد بن صلت ہروی نے سرقہ کیا ہے، چنانچہ انہوں نے اسے یحیی بن سلیمان بن نضلہ عن مالک کی سند سے روایت کیا ہے، اور اس میں کہا ہے: حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ تعالی کے نزدیک ستر مقبول حج سے افضل ہے، اور اس نے اسے ہناد، عن ابی سلمہ، عن عبید اللہ بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما **کی سند سے موقوفاً روایت کیا ہے: اللہ عزوجل کے نزدیک حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ عزوجل کے راستے میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے افضل ہے۔**

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں: احمد بن صلت حدیث گھڑتا تھا، اور ابن**

---

[1] كتاب الموضوعات:۱۱۸/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸۸هـ.

عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جھوٹ بولنے والوں میں احمد بن محمد بن صلت سے کم حیاء والا نہیں دیکھا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلیٔ المصنوعۃ"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(قلت): رواه عن يحيى بن سليمان غير ابن الصلت، قال الديلمي: أنبأنا قيد [كذا في الأصل]، عن ابن مسلم النهاوندي، عن أبي بكر الشيرازي، عن الطيب بن علي البغدادي، عن الحسين بن العباس المراوحي، عن يحيى بن سليمان بن فضلة [كذا في الأصل، والصحيح: نضلة]، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله: ردا انق [كذا في الأصل، والصحيح: دانق] من غير حلة أفضل من سبعين ألف حجة، والله أعلم".

میں کہتا ہوں: ابن صلت کے علاوہ نے بھی یحیی بن سلیمان سے یہ روایت نقل کی ہے، دیلمی، قید، عن ابن مسلم نہاوندی، عن ابی بکر شیرازی، عن طیب بن علی بغدادی، عن حسین بن عباس مراوحی، عن یحیی بن سلیمان بن نضلہ، عن مالک، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے نقل کرتے ہیں: غیر حلال کا ایک دانق لوٹانا ستر ہزار حج سے افضل ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] اللآلئ المصنوعة:٢/٢٥٥،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "قلت: الحسين المذكور ما وقفت على ترجمة، والله تعالى أعلم". سند میں مذکور حسین کے ترجمہ پر میں واقف نہیں ہو سکا ہوں، واللہ تعالی اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو العباس احمد بن محمد بن صلت بن مغلس حمانی (المتوفی ۳۰۸ھ) ویقال احمد بن صلت او احمد بن محمد بن مغلس او احمد بن عطیہ کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "من أهل بغداد، يروي عن العراقيين، كان يضع الحديث عليهم". یہ بغدادوالوں میں سے ہے، عراقیوں سے روایت کرتا ہے، یہ ان پر حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "رأيته في سنة سبع وتسعين ومئتين يحدث عن ثابت الزاهد، وعبد الصمد بن النعمان وغيرهما من قدماء الشيوخ قوما قد ماتوا قبل أن يولد بدهر ... وما رأيت في الكذابين أقل حياء منه، وكان ينزل عند أصحاب الكتب يحمل من عندهم رزما فيحدث بما فيها، وباسم من كتب الكتاب باسمه، فيحدث عن الرجل الذي اسمه

[1] تنزيه الشريعة: ۲۹۸/۲، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۹۸۱هـ.

[2] المجروحين: ۱۵۳/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الكامل في ضعفاء: ۳۲۸/۱، الرقم: ٤٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۲هـ.

في الكتاب، ولا يبالي ذلك الرجل متى مات، ولعله قد مات قبل أن يولد منهم من ذكرت".

میں نے ۲۹۷ھ میں اسے دیکھا تھا، یہ ثابت زاہد، عبد الصمد بن نعمان وغیرہ ایسے قدیم شیوخ کے انتساب سے روایت کرتا تھا جو اس کی پیدائش سے ایک زمانہ قبل ہی انتقال کر چکے تھے۔۔۔، اور میں نے جھوٹ بولنے والوں میں اس سے کم حیاء والا کسی کو نہیں دیکھا، یہ کتب والوں کے پاس ٹھہرتا تھا، ان کے پاس سے کتابوں کی گٹھڑیاں لے کر ان میں موجود احادیث بیان کرتا تھا، یہ شخص جس کا نام کتاب میں لکھا ہوتا تھا اسی سے نقل کر کے حدیث بیان کر دیتا تھا، اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ اس کا انتقال کب ہوا ہے، شاید ان کا انتقال اس کی پیدائش سے بھی پہلے ہو چکا ہوتا تھا، جن میں بعض کا ذکر میں کر چکا ہوں۔

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث". حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "متروك، يضع الحديث"[2]. متروک ہے، حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں فرماتے ہیں: "من أهل العراق روى عن القعنبي، ومسدد، وإسماعيل بن أبي أويس، وبشر بن الوليد أحاديث

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٢٤، رقم: ٥٩، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[2] سؤالات الحاكم للدارقطني: ص: ٩٦، رقم: ٣٤، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٢١، رقم: ١٩، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

وضعها، وقد وضع المتون أيضا مع كذبه في لقي هؤلاء حدثونا عنه ببعضها". عراق والوں میں سے ہے، اس نے قعنبی، مسدد، اسماعیل بن ابی ادریس اور بشر بن ولید کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جنہیں اسی نے گھڑا ہے، اور اس نے متون گھڑنے کے ساتھ ساتھ یہ جھوٹ بھی کہا ہے کہ وہ ان لوگوں سے ملا ہے جن کی بعض احادیث محدثین نے ہمیں اس سے روایت کرکے بیان کی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن ابن أبي أويس، والقعنبي، وعن شيوخ لم يلقهم بالمشاهير والمناكير، لا شيء، مات بعد الثلاثمائة". اس نے ابن ابی اویس، قعنبی، اور دیگر ایسے شیوخ کے انتساب سے مشہور اور منکر روایات نقل کی ہیں جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی، یہ لاشئ ہے، اس کا انتقال تین سو کے بعد ہوا ہے۔

حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقال لي محمد بن أبي الفوارس: هو ابن أخي جبارة بن مغلس كان يضع"[2]. مجھے محمد بن ابی الفوارس نے کہا کہ یہ جبارہ بن مغلس کا بھتیجا ہے، یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "وحدث عن ثابت بن محمد الزاهد، وأبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم بن إبراهيم، وبشر بن الوليد، ومحمد بن عبد الله بن نمير، وجبارة بن مغلس، وأبي

---

[1] المسند المستخرج: ٦٠/١، رقم: ٣١، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٣٤٢/٥، رقم: ٢١٦٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٣٣٨/٥، رقم: ٢١٦٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

بكر بن أبي شيبة، وأبي عبيد القاسم بن سلام أحاديث، أكثرها باطلة، هو وضعها". **اور یہ ثابت بن محمد زاہد، ابو نعیم فضل بن دکین، مسلم بن ابراہیم، بشر بن ولید، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، جبارہ بن مغلس، ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو عبید قاسم بن سلام کے انتساب سے احادیث روایت کرتا ہے، جن میں اکثر باطل ہیں، جنہیں اسی نے گھڑا ہے۔**

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتظم"[1] **میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔**

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[2] **میں فرماتے ہیں:** "وأحمد هذا يضع الحديث على الثقات". **اور یہ احمد ثقات کے انتساب سے حدیث گھڑتا ہے۔**

حافظ ابو الحسین عبد الباقی بن قانع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بثقة"[3] **کہا ہے۔**

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنقيح التحقيق"[4] **میں احمد بن محمد بن صلت کو** "كذاب، وضاع" **کہا ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "میزان"[5] **میں ایک مقام پر** "هالك" **اور دوسرے مقام پر** "كذاب، وضاع"[6] **کہا ہے، اور** "المغني"[7] **میں فرماتے ہیں:** "كان يضع

---

[1] المنتظم:۱۹۵/۱۳،رقم:۲۱٦۷،ت:محمد عبد القادر عطا ومصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:۲۸۸،رقم:۷۱۸،ت:حمدي بن عبد المجيد بن اسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] انظر تاريخ بغداد:۳٤۲/٥،رقم:۲۱٦٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تنقيح التحقيق:۵۲٦/۲،ت:سامي بن محمد بن جاد الله،دار أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

[5] ميزان الاعتدال:۱۰۵/۱،رقم:٤١٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] ميزان الاعتدال:۱٤۰/۱،رقم:٤١٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[7] المغني:٥٥/۱،رقم:٤٢٦،ت:نور الدين عتر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة ١٩٨٧م.

الحدیث". یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن کثیر "البدایة"[1] میں فرماتے ہیں: "أحد الوضاعین للأحادیث". یہ احادیث گھڑنے والوں میں سے ایک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[2] میں ابن صلت کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[3] میں احمد بن محمد بن صلت کو "وضاع" کہا ہے۔

روایت بطریق ابو العباس احمد بن محمد بن صلت کا حکم

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے "من گھڑت" ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، اور حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد بن صلت ہروی نے اس حدیث کا سرقہ کیا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو مختلف سندوں سے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن

---

[1] البدایة والنهایة: ١٤/٨١٦، ت: عبد الله بن عبد المحسن الترکي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولی ١٤١٩هـ.

[2] الإصابة: ٤/٥٧٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٥هـ.

[3] تنزیه الشریعة: ١/٣٣، رقم: ١٩٨، ت: عبد الوهاب وعبد الله محمد الصدیق، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٠١هـ.

جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل، من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے "من گھڑت" ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
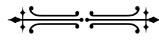
روایت نمبر ②

روایت: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انس! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے استخارہ کرو“۔

حکم: ساقط، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

امام ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ ”عمل اليوم والليلة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرنا أبو العباس بن قتيبة العسقلاني، حدثنا عبيد الله بن الحِمْيَري، ثنا إبراهيم بن البراء، عن [كذا في الأصل] النضر بن أنس بن مالك، ثنا أبي، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أنس! إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات، ثم انظر إلى الذي يسبق إلى قلبك، فإن الخير فيه“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو، تو اپنے رب سے اس کے متعلق سات مرتبہ استخارہ کیا کرو، پھر جو بات تمہارے دل کی طرف متوجہ ہو اس پر غور کرو، کیونکہ خیر اسی میں ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الغرائب الملتقطة“[2]

---

[1] عمل اليوم والليلة: ص: ٣٦٢، رقم: ٥٩٨، ت: عبد الرحمن كوثر، دار أرقم -بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] الغرائب الملتقطة: ١٨٤/٨، رقم: ٣١٩٣، ت: حسن علي ورسمه، جمعية دار البر -دبئي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

میں بطریق حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نقل کی ہے، البتہ "غرائب" میں "سبع مرات" کے بجائے "ست مرات" کے الفاظ ہیں۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کی سند میں موجود راوی ابراہیم بن براء کے نسب میں اختلاف ہے، چنانچہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نسب بالتحقیق قاضی ابو جعفر محمد بن سنان بن سرج شیزری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ابراہیم بن حبان بن براء بن نضر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے [1]۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد حسن بن سعید موصلی کے حوالہ سے ابراہیم بن حبان بن نجار ذکر کیا ہے، اور حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ابراہیم بن حیان بن بختری ذکر کیا ہے [2]۔

نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "الموضح" میں فرماتے ہیں: اس شخص کے نسب میں اختلاف اس کے ضعف اور اس کی ضعیف روایات کی وجہ سے ہے، اور یہ اہل بصرہ میں سے تھا، پھر موصل میں آیا، موصل اور اس کے علاوہ شہروں میں مالک،

---

[1] انظر موضح أوهام الجمع والتفريق: ٤٠٠/١، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني، دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

[2] انظر ميزان الاعتدال: ٢٢/١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال أبو بكر الخطيب: إبراهيم بن حبان بن البراء بن النضر بن أنس بن مالك، روى عنه: محمد بن سنان الشيزري، فنسبه هكذا الخطيب. وقد روى عنه الحسن بن سعيد الموصلي، فقال: حدثنا إبراهيم بن حبان بن النجار، حدثنا أبي، عن أبيه النجار، عن جده أنس، فذكر حديثا، فأظنه دلسه. وقال أبو الفتح الأزدي: إبراهيم بن حيان بن البختري، كذا سماه أبو الفتح، ثم قال: روى عن شعبة وشريك، ساقط".

شعبہ، حمادین اور شریک سے منکر روایات نقل کی ہیں، چنانچہ جس نے اس سے سنا، اس نے تدلیس کرتے ہوئے اس سے روایت کرتے وقت اس کا نسب تبدیل کر دیا[1]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[3] میں اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "التوضیح"[4] میں ابراہیم بن براء کے ضعف کی وجہ سے روایوں کی تدلیس کو نسب میں اختلاف کی وجہ قرار دیا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "الأذکار"[5] میں زیر بحث روایت بحوالہ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نقل

---

[1] موضح أوهام الجمع والتفريق: ٤٠١/١، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ۔
حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وإنما كثر الاختلاف في نسب هذا الرجل لأجل ضعفه ووهاء رواياته، وكان من أهل البصرة، فنزل الموصل وحدث بها وبغيرها من البلدان أحاديث منكرة عن مالك، وشعبة، والحمادين، وشريك، فغير نسبه من سمع منه تدليسا للرواية عنه، والله أعلم".

[2] لسان الميزان: ٢٥٠/١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٢٠/١، رقم: ١١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد، مكتبة القاهرة ـ مصر.

[4] توضيح المشتبه: ١٦٠/٢، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
"توضیح المشتبہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأما إبراهيم بن حبان بن البراء بن النضر بن أنس بن مالك ـ الراوي عن الحمادين أيضا ـ فاسم أبيه بكسر المهملة والموحدة المشددة، وقيل فيه: إبراهيم بن البراء، نسب إلى جده، وقيل: إبراهيم بن حبان ابن النجار، وقيل: إبراهيم بن حيان بالفتح والمثناة تحت المشددة ابن البختري، فيما ذكره أبو الفتح الازدي، وكأن هذا الاختلاف تدليس له لضعفه، والله أعلم".

[5] الأذكار النووية: ص: ٢١٣، رقم: ٣٠٥، ت: محي الدين مستو، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٠هـ.

کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "إسناده غريب، فيه من لا أعرفهم". اس کی سند غریب ہے، اس میں بعض رواۃ کی مجھے معرفت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ ابن ازرق اصبحی اندلسی غرناطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۶ھ) نے "بدائع السلك"[1] میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "نتائج الأفكار"[2] میں زیر بحث روایت پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"كذا قال المصنف، وسنده عند ابن السني: حدثنا أبو العباس بن قتيبة، قال: حدثنا عبيد الله بن المؤمل الحميري، قال: حدثنا إبراهيم بن البراء بن النضير [كذا في الأصل، والصحيح: النضر] بن أنس، عن أبيه، عن جده.

فأما أبو العباس فاسمه محمد بن الحسن، وهو ابن أخي بكار بن قتيبة قاضي مصر، وكان ثقة، أكثر عنه ابن حبان في صحيحه، وأما النضر فأخرج له الشيخان، وأما الحميري فلم أقف له على ترجمة، لكن قال شيخنا في شرح الترمذي متعقبا على النووي: هم معروفون، لكن فيهم راو معروف بالضعف الشديد، وهو إبراهيم بن البراء، فقد ذكره في الضعفاء: العقيلي، وابن عدي، وابن حبان، وغيرهم، وقالوا: إنه كان يحدث بالأباطيل عن الثقات، زاد ابن حبان: لا يحل ذكره إلا على سبيل القدح فيه.

---

[1] بدائع السلك في طبائع الملك: ٣٢١/١، ت: علي سامي النشار، منشورات وزارة الإعلام ـ العراقية.

[2] نتائج الأفكار: ٦٩/٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

قال شیخنا: فعلى هذا فالحديث ساقط، والثابت عن النبي [رسول الله] صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا دعا دعا ثلاثا".

مصنف (یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی طرح فرمایا ہے، اور اس کی سند ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس طرح ہے: "حدثنا ابو العباس بن قتیبہ، قال: حدثنا عبید اللہ بن المؤمل الحمیری، قال: حدثنا ابرہیم بن البراء بن النضر بن انس، عن ابیہ، عن جدہ"۔

(سند کے راوی) ابو العباس کا نام محمد بن حسن ہے، اور وہ قاضی مصر بکار بن قتیبہ کے بھائی کا بیٹا ہے، اور یہ ثقہ تھا، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں ان سے بکثرت روایت کی ہے، اور (سند کے راوی) نضر سے شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے تخریج کی ہے، حمیری کے ترجمہ پر میں واقف نہیں ہو سکا ہوں، لیکن ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ)، ترمذی کی شرح میں نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تمام رواۃ معروف ہیں، لیکن ان میں ایک راوی ضعف شدید کے ساتھ معروف ہے، اور وہ ابراہیم بن براء ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو "ضعفاء" میں نقل کیا ہے، اور یہ حضرات فرماتے ہیں: وہ ثقات کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا تھا، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ مزید یہ بھی فرماتے ہیں: اس کا ذکر جرح کے بغیر حلال نہیں ہے۔

ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اسی بناء پر یہ حدیث ساقط ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے تھے۔

اہم نوٹ:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة الأبرار"[1] میں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نيل الأوطار"[2] میں، علامہ ابن علان بکری رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات الربانية"[3] میں اور علامہ احمد بن عبد الرحمن ساعاتی رحمۃ اللہ علیہ نے "بلوغ الأماني"[4] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ وحافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[5] میں زیر بحث روایت بحوالہ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذا لو ثبت لكان هو المعتمد، لكن سنده واه جدا". اگر یہ حدیث ثابت ہوتی، تو یہی معتمد تھی، لیکن اس کی سند "واہِ جداً" ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التحبير"[6] میں، علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة

[1] تحفة الأبرار بنكت الأذكار:ص:٨٦،رقم:٥٣،ت:محيى الدين مستو،مكتبة دار التراث ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[2] نيل الأوطار:٨٩/٣،ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] الفتوحات الربانية على الأذكار النووية:٢٤٢/٣،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني بذيل الفتح الرباني:٥٣/٥،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية.

[5] فتح الباري:١٨٧/١١،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "واختلف فيما ذا يفعل المستخير بعد الاستخارة، فقال ابن عبد السلام: يفعل ما اتفق، ويستدل له بقوله في بعض طرق حديث ابن مسعود في آخره: ثم يعزم، وأول الحديث: إذا أراد أحدكم أمرا فليقل، وقال النووي في الأذكار: يفعل بعد الاستخارة ما ينشرح به صدره، ويستدل له بحديث أنس عند بن السني: إذا هممت بأمر فاستخر ربك سبعا، ثم انظر إلى الذي يسبق في قلبك، فإن الخير فيه، وهذا لو ثبت لكان هو المعتمد، لكن سنده واه جدا، والمعتمد: أنه لا يفعل ما ينشرح به صدره مما كان له فيه هوى قوي قبل الاستخارة، وإلى ذلك الإشارة بقوله في آخر حديث أبي سعيد: ولا حول ولا قوة إلا بالله".

[6] التحبير لإيضاح معاني التيسير:١٥٠/٦،ت:محمد صبحي بن حسن حلاق،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة

المخلصین "[1] میں اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف السادة"[2] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[3] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، نیز سابقہ ذکر کردہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدة القاري"[4] میں زیر بحث روایت بحوالہ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قال النووي في (الأذكار): إسناده غريب، وفيه من لا أعرفهم، قال شيخنا زين الدين: كلهم معروفون، ولكن بعضهم معروف بالضعف الشديد، وهو إبراهيم بن البراء، والبراء هو ابن النضر بن أنس بن مالك، وقد ذكره في (الضعفاء) العقيلي، وابن حبان، وابن عدي، والأزدي، قال العقيلي: يحدث عن الثقات بالبواطيل، وقال ابن حبان: شيخ كان يدور بالشام يحدث عن الثقات بالموضوعات: لا يجوز ذكره إلا على مثل القدح فيه، وقال ابن عدي: ضعيف جدا، حدث بالبواطيل،

الأولى ١٤٣٣هـ.

[1] تحفة المخلصين بشرح عدة الحصن الحصين: ٧٢٧/٢، ت: محمد بن عزوز، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

[2] إتحاف السادة المتقين: ٧٧٥/٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وكأنه يشير إلى أن في سنده إبراهيم بن البراء، قال الذهبي: اتهموه بالوضع". گویا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اس کی سند میں ابراہیم بن براء ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے اس کو متہم بالوضع کہا ہے۔

[3] فيض القدير: ٤٥٠/١، رقم: ٨٨٢، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[4] عمدة القاري: ٣٢٨/٧، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

فعلى هذا فالحديث ساقط لا حجة فيه، نعم، قد يستدل للتكرار بأن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دعا دعا ثلاثا".

نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند غریب ہے، اس میں بعض رواۃ کی مجھے معرفت نہیں ہے، ہمارے شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس کے) تمام رواۃ معروف ہیں، لیکن ان میں بعض ضعف شدید کے ساتھ معروف ہیں، اور وہ ابراہیم بن براء ہے، اور براء یہ ابن نضر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "ضعفاء" میں ذکر کیا ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثقات سے باطل روایات نقل کرتا ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ شیخ ہے، ملک شام میں سفر کرتا تھا، ثقات کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، اس کا ذکر جائز نہیں، سوائے جرح کے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ضعیف جداً ہے، اس نے باطل روایات نقل کی ہیں، اس بناء پر یہ حدیث ساقط ہے، اس میں کوئی دلیل نہیں (یعنی تکرار استخارہ پر)، ہاں! مکرر استخارہ کے لئے اس بات سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے تھے۔

سند میں موجود راوی ابراہیم بن براء بن نضر (المتوفی ۲۲۴ھ او ۲۲۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں لکھتے ہیں: "من ولد النضر بن أنس بن مالك، شيخ، كان يدور بالشام، ويحدث عن الثقات بالأشياء الموضوعات،

[1] المجروحين: ۱۱۷/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة- بيروت، الطبعة ۱۴۱۲هـ.

وعن الضعفاء والمجاهيل بالأشياء المناكير، لا يجوز ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه". یہ نضر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے، یہ شیخ ہے، شام میں گھومتا تھا، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت چیزیں بیان کرتا تھا، ضعیف اور مجہول راویوں سے ایسی مناکیر روایت کرتا تھا جن کا ذکر کتابوں میں صرف جرح ہی کے طریقے پر جائز ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "ضعيف جدا، حدث عن شعبة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وغيرهم من الثقات بالبواطيل". یہ شدید ضعیف ہے، اور یہ شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید اور ان کے علاوہ دیگر ثقہ راویوں کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم بن براء کی چند روایات لا کر فرماتے ہیں: "وإبراهيم بن البراء هذا أحاديثه التي ذكرتها وما لم أذكرها كلها مناكير موضوعة، ومن اعتبر حديثه علم أنه ضعيف جدا، وهو متروك الحديث". ابراہیم بن براء کی وہ احادیث جن کو میں نے ذکر کیا اور جن کو میں ذکر نہیں کیا ساری مناکیر، من گھڑت ہیں، اور جو شخص بھی اس کی حدیث کا اعتبار کرے گا تو وہ جان لے گا کہ یہ شدید ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وإبراهيم كذاب". ابراہیم جھوٹا ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١١/١،رقم:٨٥،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] تذكرة الحفاظ:ص:٣٢٧،رقم:٨٢٣،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "يحدث عن الثقات بالبواطيل". ابراہیم بن براء ثقہ راویوں کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "شيخ من أهل البصرة، حدث بها وبالشام بأحاديث مناكير عن حماد بن سلمة والدراوردي وغيرهما". شیخ بصرہ والوں میں سے ہے، اور بصرہ وشام میں اس نے حماد بن سلمہ اور دراوردی وغیرہ کے انتساب سے منکر احادیث بیان کی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[3] میں تحریر فرماتے ہیں: "شيخ بصري، حدث بالشام عن شعبة، وحماد بن سلمة، والدراوردي مناكير، حدثونا عن بكر بن سهل عنه، لا شيء". شیخ بصری ہے، اس نے شام میں شعبہ، حماد بن سلمہ اور دراوردی کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں، محدثین نے بکر بن سہل عنہ کے واسطہ سے ہمیں اس کی احادیث بیان کی ہیں، یہ لا شئ ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "الموضح"[4] میں فرماتے ہیں: "وإنما كثر الاختلاف في نسب هذا الرجل لأجل ضعفه، ووهاء رواياته، وكان من أهل

---

[1] الضعفاء الكبير: ٤٥/١، رقم: ٣١، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح: ص: ١١٦، رقم: ٦، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المسند المستخرج: ٥٨/١، رقم: ٦، ت: محمد حسن محمد حسن إسمعيل شافعي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] موضح أوهام الجمع: ٤٠١/١، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني، دار الفكر الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

البصرة فنزل الموصل، وحدث بها وبغيرها من البلدان أحاديث منكرة عن مالك، وشعبة، والحمادين، وشريك، فغير نسبه من سمع منه تدليسا للرواية عنه، والله أعلم". اس شخص کے ضعف اور اس کی روایات کے واہی ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت میں کثرت سے اختلاف واقع ہوا ہے، یہ بصرہ والوں میں سے تھا، پھر موصل آیا، اور وہاں اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں اس نے مالک، شعبہ، حمادین اور شریک کے انتساب سے منکر احادیث بیان کی ہیں، چنانچہ اس سے سننے والوں نے تدلیساً اس سے روایت کرتے ہوئے اس کی نسبت کو تبدیل کیا ہے۔

حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ "الإكمال"[1] میں فرماتے ہیں: "إبراهيم بن البراء بن النضر بن أنس بن مالك الأنصاري ضعيف جدا، حدث عن شعبة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وغيرهم من الثقات بالبواطيل". ابراہیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ "ضعیف جداً" ہے، شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید اور ان کے علاوہ ثقات سے باطل روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[2] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم بن براء کو "متهم" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "إبراهيم بن البراء: عن الحمادين، اتهم بالوضع". ابراہیم بن براء جو حمادین سے نقل کرتا

[1] الإكمال في رفع الارتياب: ٣١٤/٢، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.

[2] تلخيص الموضوعات: ص: ٢٠٠، رقم: ٤٨١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] ديوان الضعفاء: ص: ١٤، رقم: ١٥٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

ہے، متہم بالوضع ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[1] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم بن براء کو "ضعیف جدا" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "التوضیح"[2] میں ایک روایت کے تحت ابراہیم بن براء کے بارے میں فرماتے ہیں: "أحادیثه باطلة". اس کی احادیث باطل ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[3] میں ابراہیم بن براء کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی اسناد غریب ہے، اس میں بعض روات کی مجھے معرفت نہیں ہے"۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان میں ایک راوی ضعف شدید کے ساتھ معروف ہے"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "اسی بناء پر یہ حدیث ساقط ہے"۔

---

[1] مجمع الزوائد:۲۹۰/۲،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربی ـ بيروت.

[2] توضيح المشتبه:٦٣/٩،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

[3] تنزيه الشريعة:٢٠/١،رقم:١١،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ساعاتی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کی اسناد کو "واہٍ جداً" کہا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
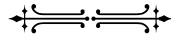
روایت نمبر ③

روایت: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "من ترك الأربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي". جس نے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں چھوڑ دیں، وہ میری شفاعت نہیں پائے گا"۔

حکم: حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غریب جداً" کہا ہے، علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کو اصحاب حدیث نے ذکر نہیں کیا، اور اس کے ثبوت میں نظر ہے"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی ہے"، اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی معرفت نہیں ہے"، اس لئے اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام برہان الدین مَرغِینَانی رحمۃ اللہ علیہ "الهداية"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقال في الأخرى: من ترك الأربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي". اور ایک دوسری روایت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: جس نے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں

[1] الهداية:٥٩/٢،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

چھوڑ دیں، وہ میری شفاعت نہیں پائے گا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ برہان الدین محمود بن احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحیط البرهاني"[1] میں، امام ابو الفضل عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاختیار"[2] میں، علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی رحمۃ اللہ علیہ نے "العنایة"[3] میں، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "البنایة"[4] میں، علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے "البحر الرائق"[5] میں، علامہ حسن بن عمار شُرُنبُلَالِی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "مراقي الفلاح"[6] میں، علامہ محمد بن علی حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المختار"[7] میں، علامہ عبد الرحمن بن محمد المعروف شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الأنهر"[8] میں، علامہ احمد بن محمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الطحطاوي"[9] میں اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية ابن عابدين"[10] میں بلاسند نقل کی ہے۔

---

[1] المحيط البرهاني:٢٣٨/٢،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان، الطبعة ١٤٢٤هـ.

[2] الاختيار لتعليل المختار:٦٥/١،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] العناية شرح الهداية على هامش شرح فتح القدير:٣٤٣/١،المطبعة الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

[4] البناية شرح الهداية:٥٧٧/٢،ت:أيمن صالح شعبان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[5] البحر الرائق:٥٢/٢،المطبعة العلمية ـ مصر،الطبعة ١٣١١هـ.

[6] مراقي الفلاح:ص:١٤٦،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[7] الدر المختار:ص:٩١،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[8] مجمع الأنهر:١٩٤/١،ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[9] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:ص:٣٨٨،ت:محمد عبدالعزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[10] حاشية ابن عابدين:٤٥٣/٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "نصب الرایة"[1] میں روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: غريب جدا". میں کہتا ہوں کہ یہ غریب جداً ہے۔

علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۲ھ) "التنبیه"[2] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"صرح أهل السنن في فضل الأربع قبل الظهر أحاديث، وهذا اللفظ الذي ذكره المصنف لم يذكره أهل الحديث، وفي ثبوته نظر، فإنه ثبت عنه عليه الصلاة والسلام أنه يشفع لأهل الكبائر من أمته، فكيف لا ينال شفاعته من ترك سنة، غايتها أن تكون مؤكدة يثاب على فعلها ثوابا جزيلا، ولكنه لا يعاقب على تركها".

اہل سنن نے ظہر سے پہلے کی چار سنتوں کے فضائل کے بارے میں احادیث کی صراحت کی ہے، اور یہ لفظ (یعنی زیر بحث روایت) جسے مصنف نے ذکر کیا ہے، اس کو اصحاب حدیث نے ذکر نہیں کیا، اور اس کے ثبوت میں نظر ہے، اس لئے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے افراد کے لئے شفاعت کریں گے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ

---

[1] نصب الراية: ١٦٢/٢، رقم: ٢٥٦٤، ت: محمد عوامة، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] التنبيه على مشكلات الهداية: ٦٩٥/٢، ت: عبد الحكيم بن محمد شاكر، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

جو تارکِ سنت ہے اسے آپ ﷺ کی شفاعت حاصل نہیں ہوگی، اس میں انتہائی بات یہ ہے کہ یہ مؤکد ہیں ان کے ادا کرنے والے کو بڑا ثواب ملے گا، لیکن ان کے ترک کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدراية"[1] میں روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "لم أجده". مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی ہے۔

نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات"[2] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وسئل عن حديث: (من لم يداوم على أربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي)؟ فأجاب: لا أصل له". اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث: جو شخص ظہر سے پہلے کی چار سنتوں پر دوام اختیار نہ کرے تو اسے میری شفاعت حاصل نہیں ہوگی، کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو جواب دیا کہ "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[4] میں اور "المصنوع"[5] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ۲۰۵/۱، ت: عبد الله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] الزيادات على الموضوعات: ۸۰۰/۲، رقم: ۱۰۴۷، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۳۱ھـ.

[3] تنزيه الشريعة: ۱۲۷/۲، رقم: ۱۵٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھـ.

[4] الأسرار المرفوعة: ص: ۳۵۸، رقم: ۵۲۵، ت: محمد الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱۴۰٦ھـ.

[5] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ص: ۱۹۳، رقم: ۳٦۴، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الثانية ۱۳۹۸ھـ.

"کشف الخفاء"[1] میں، علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنی المطالب"[2] میں اور علامہ قاوُقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[3] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) "البناية"[4] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں: "ش: هذا ليس له أصل، والعجب من الشراح ذكروا هذا، ولم يتعرضوا إلى بيان حاله، وسكتوا عنه. وقال الأكمل: وهذا وعيد عظيم، ودلالته على وكادة الأربع أقوى من الأول، قلت: نعم يكون أقوى من الأول إذا صح عن النبي عليه السلام، والذي لم يثبت كيف يكون أقوى من الحديث الذي أخرجه البخاري ومسلم وغيرهما، وروى أبو داود، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه عن أم حبيبة زوجة النبي عليه السلام، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرم على النار. وروى أبو داود أيضا عن أبي أيوب عن النبي عليه السلام قال: أربع قبل الظهر ليس فيهن تسليم تفتح لهن أبواب السماء".

---

[1] كشف الخفاء: ۲۷۷/۲، رقم: ۲٦۰٤، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ۱۳۵۱هـ.

[2] أسنى المطالب: ص: ۲۸۷، رقم: ۱٤۹۰، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع: ۲۰۱، رقم: ٦۲۵، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[4] البناية شرح الهداية: ۵۷۷/۲، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

شرح: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور شراح پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس کو ذکر کیا، لیکن اس کی حالت کے بیان کی طرف تعارض نہیں کیا، اور اس سے خاموشی اختیار کی، اور اکمل (یعنی علامہ بابرتی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: یہ بہت بڑی وعید ہے، اور بمقابلہ پہلے کے اس کی چار رکعت کی تاکید زیادہ قوی ہے، میں (حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: جی ہاں، یہ اول سے اُس وقت اقوی ہوگی جب یہ نبی علیہ السلام سے صحیح ثابت ہو، اور جو چیز ثابت نہ ہو تو وہ اُس حدیث سے کیسے اقوی ہوسکتی ہے جسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور ان دونوں کے علاوہ نے تخریج کیا ہے، اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی علیہ السلام کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ظہر سے پہلے اور بعد کی چار رکعت کی حفاظت کرے گا تو اس پر آگ حرام ہے، اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا: ظہر سے پہلے کی چار رکعت جن میں سلام نہ پھیرا ہو، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "فتح باب العناية"[1] میں صاحب ہدایہ کے حوالہ سے روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فغير معروف". اس حدیث کی معرفت نہیں ہے۔

---

[1] فتح باب العناية: ۳۵٦/۱، ت: محمد نزار تميم و هيثم نزار تميم، شركة دار الأرقم - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

"یہ غریب جداً ہے" (حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کو اصحاب حدیث نے ذکر نہیں کیا، اور اس کے ثبوت میں نظر ہے" (علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ)، "مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، اور ایک مقام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے" (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)، "اس کی کوئی اصل نہیں ہے" (حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس حدیث کی معرفت نہیں ہے" (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
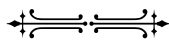
روایت نمبر④

روایت: ایک اونٹنی کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک اعرابی کے حق میں درود پڑھنے کی وجہ سے گواہی دینا۔

حکم:حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ابن قیم الجوزیۃ رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت"،اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ظاہر النکارہ" کہاہے،لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنادرست نہیں ہے۔

زیر بحث روایت دو طریق سے منقول ہے:① روایت بطریق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ② روایت بطریق زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

نیز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طریق دو سندوں سے منقول ہے:① بسند یحیی بن عبد اللہ مصری ② بسند سعید بن موسی ازدی۔

روایت بطریق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بسند یحیی بن عبد اللہ مصری

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثني أبو محمد الحسن بن إبراهيم الأسلمي الفارسي من أصل كتابه، ثنا جعفر بن درستويه، ثنا اليمان بن سعيد المصيصي، ثنا يحيى بن عبد الله المصري، ثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن سالم، عن عبد الله بن عمر، قال: كنا جلوسا حول رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ دخل أعرابي جهوري بدوي يماني على ناقة حمراء، فأناخ بباب المسجد،

[1] المستدرك:٦٧٦/٢،رقم:٤٢٣٦،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

فدخل فسلم ثم قعد، فلما قضى نحبه، قالوا: يا رسول الله! إن الناقة التي تحت الأعرابي سرقة، قال: أثم بينة؟ قالوا: نعم يا رسول الله، قال: يا علي! خذ حق الله من الأعرابي إن قامت عليه البينة، وإن لم تقم فرده إلي، قال: فأطرق الأعرابي ساعة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: قم يا أعرابي! لأمر الله وإلا فأدل بحجتك، فقالت الناقة من خلف الباب: والذي بعثك بالكرامة يا رسول الله! إن هذا ما سرقني ولا ملكني أحد سواه، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا أعرابي! بالذي أنطقها بعذرك ما الذي قلت؟ قال: قلت: اللهم إنك لست برب استحدثناك، ولا معك إله أعانك على خلقنا، ولا معك رب فنشك في ربوبيتك، أنت ربنا كما نقول، وفوق ما يقول القائلون، أسألك أن تصلي على محمد، وأن تبرئني ببراءتي، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: والذي بعثني بالكرامة يا أعرابي! لقد رأيت الملائكة يبتدرون أفواه الأزقة يكتبون مقالتك فأكثر الصلاة علي".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک اونٹنی پر سوار ایک بلند آواز گنوار یمنی بدو آیا، اس نے اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھایا، پھر وہ (مسجد کے) اندر آیا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا، جب اس بدو نے اپنا مقصد پورا کر لیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بدو جس اونٹنی پر سوار ہے وہ چوری کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا گواہی موجود ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر بدو کے خلاف گواہی قائم ہو جائے تو اس سے اللہ کا حق لے لو، اور اگر گواہی قائم نہ ہو تو اسے میرے پاس لے آنا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

اس بدو نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے سر کو جھکایا، نبی ﷺ نے فرمایا: اے بدو! تم اللہ کے حکم کے لئے کھڑے ہو جاؤ ورنہ اپنی گواہی لے کر آؤ، تب اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اس نے مجھے نہیں چرایا، اور نہ ہی اس کے سوا میرا کوئی دوسرا مالک ہے، تو حضور ﷺ نے اس بدو سے پوچھا: اے اعرابی! اس ذات کی قسم! جس نے اونٹنی سے تمہارے حق میں گواہی دلوائی تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے (یہ کلمات) کہے تھے: "اللهم إنك لست برب استحدثناك، ولا معك إله اعانك على خلقنا، ولا معك رب فنشك في ربوبيتك، أنت ربنا كما نقول، وفوق ما يقول القائلون، أسألك أن تصلي على محمد، وأن تبرئني ببراءتي".

اے ہمارے اللہ! تو ایسا رب نہیں جس کو ہم نے خود گھڑ لیا ہے، اور نہ تیرے ساتھ کوئی دوسرا الہ ہماری خلقت میں شریک ہے، اور نہ ہی تیرے علاوہ کوئی دوسرا رب ہے کہ ہم تیری ربوبیت میں شک کریں، تو ہی ہمارا رب ہے جیسے ہم کہتے ہی ہیں، اور تو کہنے والوں سے بڑھ کر ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد ﷺ پر رحمت بھیج اور تو مجھ کو بری کر دے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اعرابی! اس ذات کی قسم! جس نے مجھے شرافت کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے فرشتوں کو راستوں کے کناروں سے تیزی کے ساتھ آکر تمہاری بات کو لکھتے ہوئے دیکھا ہے، لہذا تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں روایت کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواة هذا الحديث عن آخرهم ثقات، ويحيى بن عبد الله المصري هذا لست أعرفه بعدالة ولا جرح". اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور یحیی بن عبد اللہ مصری کے بارے میں مجھے جرح وتعدیل کی معرفت نہیں ہے۔

علامہ دَمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "حياة الحيوان"[2] میں اور علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے "إمتاع الأسماع"[3] میں امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[4] میں زیر بحث روایت کو اختصار کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: وذكر باقي الخبر، وهو كذب، قال الحاكم: رواة هذا الحديث ثقات، ويحيى لست أعرفه بعدالة ولا جرح، (قلت:) هو الذي اختلقه".

میں کہتا ہوں: اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے باقی خبر کو ذکر کیا، اور وہ جھوٹی خبر ہے، حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، اور یحیی کی عدالت وجرح کے بارے میں مجھے

---

[1] المستدرك: ٦٧٦/٢، رقم: ٤٢٣٦، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
[2] حياة الحيوان الكبرى: ٤٥٧/٢، ت: أحمد حسن بسج، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
[3] إمتاع الأسماع: ٢٦٤/٥، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
[4] تلخيص المستدرك للذهبي بذيل المستدرك: ٦٢٠/٢، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

معرفت نہیں ہے، میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اسی (یحیی بن عبد اللہ مصری) نے ہی اس حدیث کو گھڑا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں یحیی بن عبد اللہ مصری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن عبد الرزاق، فذكر حديثا باطلا بيقين، فلعله افتراه". اس نے عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے ایک حدیث ذکر کی ہے، جو یقینی طور پر باطل ہے، شاید اس نے ہی اسے گھڑا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "فوائد حديثية"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: قبح الله واضعه، ما أجهله بشرع الله ودينه، فإن هذه الناقة لم يدعها أحد، ولا جاء الذي سرقت منه، فقال: هذا سرق ناقتي، وحد السرقة لا يقام إلا إذا ادعى المسروق منه السرقة، وطالب بالمال، والنبي صلى الله عليه وسلم لم يكن ليقيم هذه السرقة بمجرد قول القائل: هذه الناقة مسروقة، ولا ببينة تشهد أنها مسروقة، ما لم يأت مالكها يدعي ذلك، ويطالب بها".

میں کہتا ہوں: اللہ تعالی اس روایت کے گھڑنے والے کا برا کرے، اس نے شریعت اور اللہ کے دین کے ساتھ کتنی ہی جہالت برتی ہے، کیونکہ اس اونٹنی کا کسی نے دعوی نہیں کیا اور نہ ہی اس شخص نے آکر کہا جس کی اونٹنی چرائی گئی تھی کہ اس نے میری اونٹنی چوری کی ہے، اور

---

[1] ميزان الاعتدال: ٣٩٠/٤، رقم: ٩٥٦١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] فوائد حديثية: ص: ٧١، ت: أبو عبيدة مشهور بن حسن، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي، دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حد سرقہ تو اس وقت لگائی جاتی ہے جب مالک چوری کا دعوی کرتا ہے اور مال کا مطالبہ کرتا ہے، اور نبی ﷺ صرف کہنے والے کے کہنے کی وجہ سے جبکہ صورت حال یہ ہو کہ اس کے پاس اس بات پر کوئی گواہی بھی نہ ہو کہ یہ اونٹنی چوری کی ہے، حد نہ لگاتے تھے، جب تک اونٹنی کا مالک اس کا دعوی اور اس کا مطالبہ نہ کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں زیر بحث روایت میں موجود راوی یحیی بن عبد اللہ مصری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"والحديث المذكور أورده الحاكم في المستدرك في علامات النبوة، وهو ظاهر النكارة بإسناد الصحيح، وهو من طريق اليمان بن سعيد المصيصي، عن يحيى، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه، وهذا موضوع على الإسناد المذكور، وقد أخرجه الطبراني في الدعاء من طريق سعيد بن موسى الأزدي الحمصي، عن الثوري، عن عمرو بن دينار، عن نافع، عن ابن عمر ... فذكر نحوه بطوله، واليمان ضعيف كما سيأتي في ترجمته، وهو بسعيد أشبه، ولعل سنده انقلب على اليمان، وسعيد تقدم أنه متهم بالوضع".

اس مذکورہ روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک" میں علامات نبوت میں ذکر کیا ہے، اور یہ روایت صحیح سند کے ساتھ ہے جس کی نکارت ظاہر ہے، اور وہ بطریق یمان بن سعید مصیصی، عن یحیی، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزہری، عن سالم، عن ابیہ ہے، اور یہ اس سند کے ساتھ من گھڑت ہے، اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدعاء" میں اس روایت

[1] لسان الميزان: ٤٥٦/٨، رقم: ٨٤٨٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

کی تخریج سعید بن موسی ازدی حمصی، عن الثوری، عن عمرو بن دینار، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے کی ہے، اور اسی طرح ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے، اور یمان ضعیف ہے جیساکہ اس کے حالات میں اس کا ذکر آئے گا، اور وہ سعید کے اشبہ ہے، شاید اس کی سند میں بھی یمان پر قلب ہوا ہے، اور سعید کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ متہم بالوضع ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الخصائص الکبری"[1] میں فرماتے ہیں:

"قال الحاكم: رواته ثقات، وفيه يحيى بن عبد الله المصري، عن عبد الرزاق، لا أعرفه ولا جرح، قال الذهبي: هو الذي اختلقه". حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے روای ثقہ ہیں، اور اس میں یحیی بن عبد اللہ مصری ہے جو عبد الرزاق سے نقل کرتا ہے، مجھے اس کے بارے میں جرح وتعدیل کی معرفت نہیں ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے یحیی بن عبد اللہ مصری نے ہی گھڑا ہے۔

نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "مناهل الصفا"[2] میں فرماتے ہیں:

"الطبراني عن زيد بن ثابت بسند فيه مجاهيل، والحاكم من حديث ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے کی ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔

---

[1] الخصائص الكبرى:٩٨/٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة١٤٣٨هـ.

[2] مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا:ص:١٣٣،رقم:٦٢٥،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

واضح رہے کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے تخریج کردہ طریق زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تفصیل آگے آرہی ہے، ان شاء اللہ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح الشفاء"[1] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني عن زيد بن ثابت، فيه مجاهيل، والحاكم من حديث ابن عمر، قال الذهبي: وهو موضوع. وفيه نظر". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے، جس میں مجاہیل ہیں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے کی ہے، اور اس روایت کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت کہا ہے، اور اس میں نظر ہے۔

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ "نسيم الرياض"[2] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني عن زيد بن ثابت بسند فيه مجاهيل، والحاكم عن ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔

علامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ "مطالع المسرات"[3] میں فرماتے ہیں:

---

[1] شرح الشفاء: ٦٤٣/١، ت: عبد الله محمد الخليلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[2] نسيم الرياض: ٦١/٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] مطالع المسرات: ص: ١٦٠، مطبعة وادي النيل ـ مصر، الطبعة ١٢٨٩هـ.

”أخرجه الحاكم من حديث ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع، وأخرجه الطبراني عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه بسند فيه مجاهيل“. اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے تخریج کیا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ من گھڑت ہے، اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں۔

سند میں موجود راوی یحیی بن عبد اللہ مصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”المستدرك“[1] میں زیر بحث روایت تخریج کر کے فرماتے ہیں: ”رواة هذا الحديث عن آخرهم ثقات، ويحيى بن عبد الله المصري هذا لست أعرفه بعدالة ولا جرح“. اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور یحیی بن عبد اللہ مصری کے بارے میں مجھے جرح و تعدیل کی معرفت نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[2] میں یحیی بن عبد اللہ مصری کے بارے میں فرماتے ہیں: ”عن عبد الرزاق بخبر باطل قطعا“. اس نے عبد الرزاق کے انتساب سے قطعی طور پر ایک باطل حدیث بیان کی ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[3] میں فرماتے ہیں: ”شيخ مصري، عن عبد الرزاق، فذكر حديثا باطلا بيقين، فلعله افتراه“. یحیی بن عبد اللہ شیخ مصری ہے، اس نے عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے ایک حدیث

---

[1] المستدرك: ٦٧/٢، رقم: ٢٣٦٤، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٥٢٢/٢، رقم: ٧٠٠٥، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٣٩٠/٤، رقم: ٩٥٦١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

ذکر کی ہے، جو یقینی طور پر باطل ہے، شاید اس نے ہی اسے گھڑا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعۃ"[2] میں یحیی بن عبد اللہ مصری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "بخبر باطل اتهم به". ایک باطل حدیث کی وجہ سے متہم قرار دیا گیا ہے۔

طریق ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند یحیی بن عبد اللہ مصری کا حکم

طریق ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند یحیی بن عبد اللہ مصری کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "جھوٹ" اور "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

طریق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بسند سعید بن موسی ازدی

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الدعاء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن حموس بن نصر القطان الهمداني، ثنا عمر بن حفص الوصابي الحمصي، ثنا سعيد بن موسى الأزدي، عن سفيان الثوري، عن عمرو بن دينار، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنه قال: جاءوا برجل إلى

---

[1] الكشف الحثيث: ۲۷۹، رقم: ۸۳۵، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۱/۱۲۷، رقم: ۲۲، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] الدعاء: ص: ۳۲۲، رقم: ۱۰۵۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

النبي صلى الله عليه وسلم، فشهدوا عليه أنه سرق ناقة لهم، فأمر به النبي صلى الله عليه وسلم أن يقطع، فولى الرجل وهو يقول: اللهم صل على محمد حتى لا يبقى من صلاتك شيء، وبارك على محمد حتى لا يبقى من بركاتك شيء، وسلم على محمد حتى لا يبقى من السلام شيء، فتكلم الجمل فقال: يا محمد! إنه بريء من سرقتي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من يأتيني بالرجل؟ فابتدره سبعون من أهل بدر فجاءوا به إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا هذا! ما قلت آنفا وأنت مدبر؟ فأخبره بما قال، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لذلك نظرت إلى الملائكة يخترقون سكك المدينة حتى كاد أن يحول بيني وبينك الملائكة، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: لتردن على الصراط ووجهك أضوأ من القمر ليلة البدر".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی کو لائے اور اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے ان کی اونٹنی کو چرایا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، اس آدمی نے جاتے ہوئے یہ کلمات کہے:
"اللهم صل على محمد حتى لا يبقى من صلاتك شيء، وبارك على محمد حتى لا يبقى من بركاتك شيء، وسلم على محمد حتى لا يبقى من السلام شيء". **اے اللہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں بھیج یہاں تک کہ تیری رحمتوں میں سے کچھ نہ بچے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکتیں بھیج یہاں تک کہ تیری برکتوں میں سے کچھ نہ بچے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج یہاں تک کہ تیرے سلام میں سے کچھ باقی نہ رہے، اونٹنی**[1]

---

[1] حدیث کی عربی عبارت میں پہلے لفظ "الناقة" گزرا، پھر "فتكلم الجمل" آیا ہے، اس میں موجود لفظ "جمل" کا ترجمہ اونٹنی کیا گیا ہے، کیونکہ علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ "القاموس المحيط" میں فرماتے ہیں: "وشذ للأنثى، فقيل: شربت لبن جملي".

بولی: اے محمد ﷺ! یہ شخص میری چوری کے جرم سے بری ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس آدمی کو میرے پاس لائے گا؟ ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی طرف لپکے، اور اس آدمی کو نبی ﷺ کی خدمت میں لائے، نبی ﷺ نے فرمایا: اے شخص! تو نے ابھی لوٹتے ہوئے کیا کہا تھا؟ اس نے جو کہا تھا وہ بتا دیا، نبی ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے میں نے فرشتوں کو مدینے کی گلیوں کے درمیان دیکھا قریب تھا کہ فرشتے میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو جاتے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: تو پل صراط پر آئے گا اور تیرا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہو گا۔

یہی روایت امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[1] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف المهرة"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں بطریق یحیی بن عبد اللہ کے تحت فرماتے ہیں:

"قلت: والراوي عنه يمان بن سعيد المصيصي، ضعفه الدارقطني، وذكره ابن حبان في الثقات، فقال: ربما خالف. انتهى، وهذا السند مقلوب، فلعله كان

اور (جمل) کا اطلاق شاذ طور پر اونٹنی پر بھی ہوتا ہے، عربی محاورہ ہے: میں نے اونٹنی کا دودھ پیا (القاموس المحيط: ص: ۹۷۹، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثامنة ١٤٢٦هـ).

[1] انظر الزيادات في الموضوعات: ٦١٥/٢، رقم: ٧٥١ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] إتحاف المهرة: ٣٩٣/٨، رقم: ٩٦٢٣، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

عند المصيصي بسند [ ]، وأخرجه الطبراني في الدعوات من رواية سعيد بن موسى الأزدي الجهني، وهو متهم بالوضع، عن الثوري، عن عمرو بن دينار، عن نافع، عن ابن عمر، نحو هذه القصة، فلعل اليمان حمله عن سعيد، فانقلب، والله أعلم".

میں کہتا ہوں کہ یحیی بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے راوی یمان بن سعید کو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ثقات" میں ذکر کر کے کہا ہے: یہ کبھی کبھی خلاف کرتا ہے، انتہی، (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اور یہ سند مقلوب ہے، شاید یہ مِصِّیصِی کے پاس بسند (اصل میں یہاں بیاض ہے)، اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدعوات" میں بطریق سعید بن موسی ازدی جہنی جو متہم بالوضع ہے، عن الثوری، عن عمرو بن دینار، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اس جیسا قصہ تخریج کیا ہے، ممکن ہے کہ یمان سے اسے سعید نے لیا ہو، پھر یہ (اس پر) منقلب ہو گیا ہو، واللہ اعلم۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البديع"[1] میں فرماتے ہیں:

"أخرجه الديلمي ولايصح، وكذا رواه الطبراني في الدعا، وفي سنده سعيد بن موسى الأزدي، اتهم بوضع الحديث". اس روایت کو دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور اسی طرح طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "دعا" میں

---

[1] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع: ص: ٤٧٠، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

اس کی تخریج کی ہے، اور اس کی سند میں سعید بن موسی ازدی ہے جو حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[1] میں زیر بحث روایت کو من گھڑت روایات میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "سعيد بن موسى يضع الحديث". (سند کا راوی) سعید بن موسی حدیث گھڑتا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[2] میں زیر بحث روایت کو "فصل ثالث" میں ذکر کرکے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ "الدر المنضود"[3] میں زیر بحث روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"أخرجه الديلمي ولا يصح، والطبراني، وفي سنده راو اتهم بوضعه".

---

[1] الزيادات على الموضوعات:٦١٦/٢،رقم:٧٥١ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٣٣٢/٢،رقم:٤٩،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] الدر المنضود:ص:٢٤٧،ت:بو جمعة عبد القادر مكري،محمد شادي مصطفى عربش،دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

اسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے، اور اس کی سند میں متہم بالوضع راوی ہے۔

سند میں موجود راوی سعید بن موسی ازدی جہنی حمصی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں سعید بن موسی کے ترجمہ میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "فلست أدري وضعه سعيد بن موسى أو سليمان بن سلمة، لأن الخبر في نفسه موضوع، ليس من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا من حديث ابن عمر، ولا من حديث نافع، ولا من حديث مالك، وسليمان بن سلمة ليس بشيء، فليس يخلو [الخبر] من أن يكون (مما) عمله أحدهما".

مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کو سعید بن موسی نے گھڑا ہے، یا سلیمان بن سلمہ نے گھڑا ہے، کیونکہ خبر فی نفسہ من گھڑت ہے، یہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، اور نہ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی، اور نہ نافع کی، اور نہ ہی مالک کی حدیث ہے، اور سلیمان بن موسی "لیس بشیء" ہے چنانچہ یہ خبر دونوں (یعنی سعید بن موسی یا سلیمان بن سلمہ) میں سے کسی ایک کے عمل سے خالی نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] المجروحين: ٣٢٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت یہ ہے: "يروي عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لولا المنابر لهلك أهل القرى. ثنا الهمداني، ثنا سليمان بن سلمة الخبايري، ثنا سعيد بن موسى، عن مالك، فلست أدري ...".

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٢٦٤، رقم: ٦٥٢، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار الصميعي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

نے "الموضوعات"[1]، "الضعفاء"[2] اور "العلل"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[4] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[5] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمہید"[6] میں ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"ورواه أيضا سعيد بن موسى عن مالك بإسناده مثله، وموسى بن محمد وسعيد بن موسى متروكان، والحديث موضوع". اس روایت کو سعید بن موسی نے بھی اس جیسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور موسی بن محمد اور سعید بن موسی دونوں متروک ہیں، اور حدیث من گھڑت ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة التذكرة"[7] میں حدیث: "لولا المنابر" کے

---

[1] الموضوعات:١٠٥/٢،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٣٨٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين:٣٢٦/١،رقم:١٤٣٩،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[3] العلل المتناهية:١٣/٢،رقم:٨٣٠،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة ترجمان السنة-لاهور.

[4] ديوان الضعفاء:ص:١٦٣،رقم:١٦٥٢،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة- مكة،الطبعة الثانية.

[5] اللآلي المصنوعة:٢٥/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

[6] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد:٦٩٩/٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "ومما وضع أيضا على مالك مما يدخل في هذا الباب، ما حدثناه خلف بن قاسم، حدثنا محمد بن أحمد بن كامل، حدثنا عبيد الله بن محمد بن حسين الدمياطي، حدثنا موسى بن محمد بن عطاء، حدثنا مالك، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هدية الله إلى المومن السائل على بابه. ورواه أيضا: سعيد بن موسى، عن مالك بإسناده مثله، وموسى بن محمد وسعيد بن موسى متروكان، والحديث موضوع".

[7] معرفة التذكرة:ص:١٨٦،رقم:٦٣٦،ت:عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

تحت فرماتے ہیں: "فيه سعيد بن موسى الأزدي وسليمان بن سلمة، كلاهما يضع". اس کی سند میں سعید بن موسی اور سلیمان بن سلمہ ہیں اور یہ دونوں حدیث گھڑتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[۱] میں حدیث: "لولا المنابر" کے تحت فرماتے ہیں: "من وضع سعيد بن موسى على مالك، عن نافع، عن ابن عمر". سعید بن موسی کی یہ حدیث بطریق مالک، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما پر گھڑی ہوئی احادیث میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[۲] میں فرماتے ہیں: "اتهمه ابن حبان بوضع الحديث، وله عن رباح بن زيد موضوعات". سعید بن موسی کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے متہم قرار دیا ہے، اور سعید بن موسی کی رباح بن زید کے انتساب سے من گھڑت احادیث ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[۳] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه سعيد بن موسى الأزدي، وهو كذاب". اور اس روایت کی سند میں سعید بن موسی ازدی ہے، اور وہ کذاب ہے۔

---

[۱] تلخيص الموضوعات: ۱۷۸/۱، رقم: ٤١٠، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۲] المغني في الضعفاء: ٤١٤/١، رقم: ٢٤٥٧، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[۳] مجمع الزوائد: ٩٧/٧، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دام على قراءة يس كل ليلة، ثم مات، مات شهيدا. رواه الطبراني في الصغير، وفيه: سعيد بن موسى الأزدي، وهو كذاب ...".

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[1] میں سعید بن موسی کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق سعید بن موسی کا حکم

زیر بحث روایت کو اس سند سے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "لا یصح" کہا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کی سند میں سعید بن موسی ازدی حدیث گھڑنے میں متہم ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس طریق سے "موضوعات" میں شمار کیا ہے، اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں متہم بالوضع راوی ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الکبیر"[2] اور "الدعاء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا الحسين بن إسحاق التستري، ثنا فروة بن عبد الله بن سلمة الأنصاري بالأبواء، ثنا هارون بن يحيى الحاطبي، ثنا زكريا بن إسماعيل بن يعقوب بن إسماعيل بن زيد بن ثابت، عن أبيه إسماعيل، عن عمه سليمان بن زيد بن ثابت، قال: قال زيد بن ثابت: غدونا يوما غدوة من الغدوات مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كنا في مجمع طرق المدينة، فبصرنا

[1] تنزيه الشريعة: ٦٣/١، رقم: ٢١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ۔

[2] المعجم الكبير: ١٤١/٥، رقم: ٤٨٨٧، ت: حميدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ۔القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ۔

[3] الدعاء: ٣٢١/١، رقم: ١٠٥٤، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ۔

بأعرابي أخذ بخطام بعيره حتى وقف على النبي صلى الله عليه وسلم ونحن حوله، فقال: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، فرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال: كيف أصبحت؟ قال: ورغا البعير، وجاء رجل كأنه حرسي، فقال الحرسي: يا رسول الله! هذا الأعرابي سرق البعير، فرغا البعير ساعة وحن، فأنصت له رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع رغاءه وحنينه، فلما هدأ البعير أقبل النبي صلى الله عليه وسلم على الحرسي فقال: انصرف عنه فإن البعير شهد عليك أنك كاذب، فانصرف الحرسي، وأقبل النبي صلى الله عليه وسلم على الأعرابي فقال: أي شيء قلت حين جئتني؟ قال: قلت: بأبي أنت وأمي، اللهم صل على محمد حتى لا تبقى صلاة، اللهم بارك على محمد حتى لا تبقى بركة، اللهم سلم على محمد حتى لا يبقى سلام، اللهم وارحم محمدا حتى لا تبقى رحمة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله [جل وعز] أبداها لي والبعير ينطق بعذره، وإن الملائكة قد سدوا الأفق".

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم کسی دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم مدینے کے کسی چوراہے میں تھے، ہم نے ایک اعرابی کو اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر رک گیا، اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد تھے، اس نے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا، اس نے عرض کیا: آپ نے کس حال میں صبح کی؟ (راوی کہتے ہیں) اونٹ بلبلایا، اور ایک آدمی آیا جو کہ محافظ معلوم ہوتا تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس اعرابی نے اس اونٹ کو چوری کیا ہے، پھر

اونٹ تھوڑی دیر کے لئے بلبلایا اور بولا، حضور ﷺ نے اس کے بلبلانے اور بولنے کو خاموش ہو کر سنا، جب اونٹ خاموش ہو گیا تو نبی ﷺ اس محافظ کی طرف متوجہ ہوئے، اور اس سے فرمایا واپس لوٹ جاؤ، کیونکہ اونٹ نے تمہارے جھوٹا ہونے کی گواہی دی ہے، چنانچہ وہ محافظ واپس لوٹ گیا، نبی ﷺ اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا: تو جب میرے پاس آیا تھا تو تو نے کیا پڑھا تھا؟ اس نے عرض کیا میں نے کہا تھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں: "اللهم صل على محمد حتى لا تبقى صلاة، اللهم بارك على محمد حتى لا تبقى بركة، اللهم سلم على محمد حتى لا يبقى سلام، اللهم وارحم محمدا حتى لا تبقى رحمة". اے اللہ! تو محمد ﷺ پر درود بھیج یہاں تک کہ کوئی درود باقی نہ رہے، اور محمد ﷺ پر برکت بھیج یہاں تک کہ کوئی برکت باقی نہ رہے، اور محمد ﷺ پر سلام بھیج یہاں تک کہ کوئی سلام باقی نہ رہے، اور محمد ﷺ پر رحمت بھیج یہاں تک کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اسے میرے لئے ظاہر کر دیا کہ اونٹ اس کے عذر کو بیان کر رہا تھا، اور فرشتوں نے افق کو بند کر دیا تھا (یعنی کثرت کی وجہ سے)۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "رواه الطبراني، وفيه من لم أعرفهم". اس روایت کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کی مجھے معرفت نہیں۔

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۱/۹، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں زیر بحث روایت کو سند کے راوی ہارون بن یحیی حاطبی کے ترجمہ میں اس کی منکر روایات میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهو حديث طويل ظاهر النكارة". یہ لمبی حدیث ہے جس کی نکارت ظاہر ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البديع"[2] میں اور حافظ ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[3] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البديع"[4] میں ایک مقام پر فرماتے ہیں: "أخرجه .. [كذا في الأصل] بسند هالك". اس کو "سند ہالک" کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

---

[1] لسان الميزان:٣١٥/٨،رقم:٨٢١٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

[2] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع:ص:٤٧١،ت:محمد عوامة،دار اليسر ۔ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة١٤٣٢هـ.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قلت: وهو ظاهر النكارة، كما صرح به شيخي في ترجمة هارون بن يحيى من اللسان، وعزاه بعضهم لصاحب الدر المنظم في المولد المعظم بلفظ: روي: أن جماعة شهدوا عند النبي صلى الله عليه وسلم على رجل بالسرقة، فأمر بقطعه، وكان المسروق جملا، فصاح الجمل: لا تقطعوه، فقيل له بم نجوت؟ فقال: بصلاتي على محمد في كل يوم مئة مرة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: نجوت من عذاب الدنيا والآخرة. وكذا أورده ابن بشكوال بلا سند".

[3] الدر المنضود:ص:٢٤٨،ت:بوجمعة عبد القادر مكري،محمد شادي مصطفى عربش،دار المنهاج ۔بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

[4] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع:ص:١١٤،ت:محمد عوامة،دار اليسر ۔المدينة المنورة،الطبعة الثالثة١٤٣٢هـ.

حافظ ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[1] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "مناهل الصفا"[2] میں فرماتے ہیں:

"الطبراني عن زيد بن ثابت بسند فيه مجاهيل، والحاكم من حديث ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے کی ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الخصائص الكبرى"[3] میں زیر بحث روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أخرجه الطبراني بسند فيه مجهولون عن زيد بن ثابت ...". "طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا جس میں مجہول راوی ہیں۔۔۔"۔

علامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ "مطالع المسرات"[4] میں فرماتے ہیں:

"أخرجه الحاكم من حديث ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع، وأخرجه

[1] الدر المنضود:ص:٩٠،ت:بوجمعة عبد القادر مكري،محمد شادي مصطفى عربش،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

[2] مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا:ص:١٣٣،رقم:٦٢٥،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

[3] الخصائص الكبرى:٩٨/٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة١٤٣٨هـ.

[4] مطالع المسرات:ص:١٦٠،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.

الطبراني عن زيد بن ثابت رضي الله عنه بسند فيه مجاهيل". اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے تخریج کیا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ من گھڑت ہے، اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"(قلت) جاء من حديث زيد بن ثابت، أخرجه الطبراني، وقال الحافظ ابن حجر في ترجمة هارون بن يحيى الحاطبي أحد رواته، هو منكر، ظاهر النكارة ...". "اس حدیث کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے طریق سے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، ہارون بن یحیی حاطبی جو اس روایت کا ایک راوی ہے کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: یہ منکر ہے، اس کی نکارت ظاہر ہے۔۔۔"۔

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ "نسيم الرياض"[2] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني عن زيد بن ثابت بسند فيه مجاهيل، والحاكم عن ابن عمر، وقال الذهبي: إنه موضوع". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٣٣٢/٢، رقم: ٤٩، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] نسيم الرياض: ٦١/٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية -بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

سند میں موجود راوی ہارون بن یحیی بن ہارون بن عبد الرحمن بن حاطب حاطبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[1] میں فرماتے ہیں: "مديني، لا يتابع على حديثه من هذا الوجه، وقد روي بغير هذا الإسناد خلاف هذا اللفظ من طريق أصلح من هذا". یہ مدینی ہے، اس ہارون بن یحیی کی حدیث کی اس سند میں متابعت نہیں کی گئی، اور یہ حدیث اس کے علاوہ دوسری سند سے جو اس سند سے اصلح ہے، ان لفظوں کے علاوہ دوسرے الفاظ سے منقول ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون بن یحیی کی "عافیت" کے مضمون پر مشتمل ایک روایت تخریج کی ہے[2]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی ہارون بن یحیی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وجدت من روايته حديثا منكرا تقدم في ترجمة أحمد بن داود، ووقفت له على عدة أحاديث مناكير، وما عرفته إلى الآن، ثم وجدته في الضعفاء للعقيلي، فقال: مدني، لا يتابع على حديثه"[3].

---

[1] الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کردہ روایت ملاحظہ ہو: "حدثني موسى بن صالح بن يحيى بن سعيد القطان، قال: حدثنا عبد الله بن شبيب، قال: حدثنا هارون بن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قال: حدثني سعيد بن عبد الله بن فضيل، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد الساعدي، عن أبي بكر الصديق قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لم يؤت أحد بعد كلمة الإخلاص مثل حسن اليقين والعافية، فسلوا الله حسن اليقين والعافية". (الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[3] لسان الميزان: ٣١٤/٨، رقم: ٢٨١٤، ت: عبدالفتاح أبو غدة، المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

مجھے اس کی ایک منکر حدیث ملی ہے جو احمد بن داؤد کے ترجمہ میں گزر چکی ہے [۱]، اور میں اس کی متعدد منکر احادیث پر واقف ہوا ہوں، لیکن ہارون بن یحیی کی مجھے اب تک معرفت نہیں ہو سکی، پھر مجھے عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی "ضعفاء" میں اس کا ذکر مل گیا، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مدنی ہے، اس کی حدیثوں کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کردہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول "عفو و عافیت" والی حدیث نقل کی، اور پھر خود امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہارون بن یحیی سے منقول زیر بحث "اونٹ" والی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت تخریج کی، پھر لکھتے ہیں: "وهو حديث طويل، ظاهر النكارة". یہ لمبی حدیث ہے، اس کی نکارت ظاہر ہے [۲]۔

---

[۱] احمد بن داود کے ترجمہ میں مذکور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:
"..... وقال أبو سعيد بن يونس: حدث عن أبي مصعب بحديث منكر فسألته عنه فأخرجه من كتابه كما حدث به.
قلت: الحديث المذكور ذكره أيضا ابن عبد البر في "التمهيد" في آخر ترجمة عطاء الخراساني، قال: حدثنا خلف بن القاسم، حدثنا إبراهيم بن أحمد الحلبي، حدثنا أحمد بن داود الحراني، حدثنا أبو مصعب، حدثنا مالك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، قال: اجتمع علي وأبو بكر وعمر وأبو عبيدة رضي الله عنهم ... فذكر الحديث، وفيه: لا ينبغي أن تكون الصنيعة إلا عند ذي حسب أو دين، والرزق يجلبه الله، فاستجلبوه بالصدقة وجهاد الضعيف الحج والعمرة، وجهاد المرأة حسن التبعل لزوجها، وأبى الله أن يرزق عبده إلا من حيث لا يحتسب. وفي الحديث قصة اختصرتها.
قال ابن عبد البر: هذا حديث غريب من حديث مالك، وهو حديث حسن، لكنه منكر عندهم عن مالك، لا يصح عنه، ولا أصل له في حديثه وقد حدث بهذا الحديث أيضا أبو يونس المديني، عن هارون بن يحيى الحاطبي، عن عثمان بن عثمان بن خالد بن الزبير، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب به، وهذا حديث ضعيف، وعثمان بن عثمان بن خالد لا أعرفه، ولا الراوي عنه.
قلت: أما عثمان بن خالد فذكره ابن حبان في الطبقة الرابعة من الثقات، وأبو يونس المديني اسمه: محمد بن أحمد وهو معروف، روى عنه: عبد الرحمن بن أبي حاتم وغيره، الضعفاء وسيأتي". (لسان الميزان: ۴۵۵/۱، رقم: ۵۰۱، ت: عبد الفتاح أبو غدة، المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳هـ).

[۲] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأورد من رواية عبد الله بن شبيب عنه، عن سعيد بن عبد الله بن فضيل، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد، عن أبي بكر الصديق، حديثا في سؤال العفو والعافية. وأخرج الطبراني

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنزیه الشریعة"[۱] میں اس زیر بحث "اونٹ" والی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرکے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ظاهر النكاره" قرار دیا ہے، نیز حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "بسند هالک" کہا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت تین سندوں سے منقول ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم الجوزیۃ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ظاهر النكاره" کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

من طريق فروة بن سلمة بن عبد الله الأنصاري عنه، عن زكريا بن إسماعيل بن يعقوب بن إسماعيل بن زيد بن ثابت، عن أبيه، عن عمه سليمان، عن زيد بن ثابت، حديثا في قصة الأعرابي الذي اتهم بسرقة البعير، فدعا بدعاء فيه صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، فشهد البعير ببراءته. وهو حديث طويل ظاهر النكارة". (لسان الميزان:۳۱٤/۸،رقم:۲۸۱٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ).

[۱] تنزيه الشريعة:۳۳۲/۲،رقم:٤۹،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "(قلت) جاء من حديث زيد بن ثابت، أخرجه الطبراني، وقال الحافظ ابن حجر في ترجمة هارون بن يحيى الحاطبي أحد رواته، هو منكر، ظاهر النكارة، وقال السخاوي في القول البديع في حديث ابن عمر: لا يصح، والله أعلم".

روایت نمبر⑤

روایت:”الصلاۃ تسود وجه الشیطان“.
نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔
حکم:شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الغرائب الملتقطة“[1] میں فرماتے ہیں:

”قال: حدثنا عبدوس، حدثنا علي بن إبراهيم البزاز، حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا عبد الله بن محمد بن وهب، حدثنا إسماعيل بن توبة، حدثنا زافر بن سليمان، عن ثابت (الثمالي)، عن أبي عبد الله الصنعاني، عن عطاء، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة تسود وجه الشيطان، والصدقة تكسر ظهره، والتحابب في الله والتودد في العمل يقطع دابره، وإذا فعلتم ذلك تباعد منكم كمطلع الشمس من مغربها“.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، اور صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے، آپس میں اللہ تعالی کے لئے محبت کرنا اور عمل میں شوق ورغبت کا ہونا شیطان کی بیخ کنی کر دیتا ہے، اور جب تم یہ اعمال کروگے تو شیطان تم سے مشرق ومغرب کے درمیان مسافت کے بقدر دور ہوجائے گا۔

---

[1] الغرائب الملتقطة:٤٥٣/٥،رقم:١٨٨٩،ت:أبو بكر أحمد جالو،جمعية دار البر-دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[1] میں لکھتے ہیں: "وفيه عبد الله بن محمد بن وهب الحافظ، أورده الذهبي في الضعفاء، وقال الدارقطني: متروك، وزافر بن سليمان، قال ابن عدي: لا يتابع على حديثه، وثابت الثمالي، قال الذهبي: ضعيف جدا".

اس سند میں حافظ عبد اللہ بن محمد بن وہب ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو متروک کہا ہے، اور (سند کے راوی) زافر بن سلیمان کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور (سند کے راوی) ثابت ثمالی کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ضعیف جداً" کہا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[2] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[3] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] فيض القدير: ٢٤٩/٤، رقم: ٥١٨٩، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] التنوير: ٨٨/٧، رقم: ٥١٧١، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] المداوي: ٣٩٤/٤، رقم: ٥١٨٩، دار الكتبي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء .

”والكذب على الله وعلى دينه يسود صحيفة صاحبه ويبوء له مقعدا من جهنم، فإن هذا الحديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم“. اللہ اور اس کے دین پر جھوٹ باندھنا آدمی کے اعمال نامہ کو سیاہ کرتا ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے، یہ حدیث رسول اللہ ﷺ پر گھڑی گئی ہے۔

اس کے بعد علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن وہب بن بشر بن صالح دِیْنَوَرِی (المتوفی ۳۰۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

واضح رہے کہ ان کا نام کبھی عبد اللہ بن وہب اور کبھی عبد اللہ بن حمدان بن وہب بھی آتا ہے[1]، اور حمدان کا نام محمد ہے[2]۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[3] میں فرماتے ہیں: ”سمعت عمر بن سهيل [كذا في الأصل، والصحيح: سهل] يعرف بابن كدو الدينوري: يرميه بالكذب ويصرح به“. میں نے عمر بن سہل جو کہ ابن کدو[4] دینوری سے معروف تھے سے سنا: وہ عبد اللہ بن حمدان کو جھوٹ میں متہم قرار دیتے تھے، اور صاف لفظوں میں یہ

---

[1] انظر ميزان الاعتدال:٤٩٤/٢،رقم:٤٥٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] انظر لسان الميزان:٤٦٧/٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الكامل في الضعفاء:٢٩٦/٥،رقم:١١٠٦،ت:محمد أنس مصطفى،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[4] حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ حموی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا لقب ”ابن کدو“ کے بجائے ”کدو“ ذکر کیا ہے۔ انظر: الأنساب:٣٨٩/١٠،رقم:٣٢١٣،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ. وانظر معجم البلدان:٣٣١/٤،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ. وانظر نزهة الألباب في الألقاب:١١٦/٢،رقم:٢٣٥٧،ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

بات فرماتے تھے۔

حافظ عمر بن سہل بن اسماعیل المعروف کدو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت ابن وهب يقول: لقنت أبا عمير بن النحاس بحمص (أربعين حديثا)، فلما بلغت (إحدى وأربعين) قال لي: أما تستحي أتجشمني أن أشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم في مجلس واحد أكثر من أربعين شهادة"[1]. میں نے ابن وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو عمیر بن نحاس کو حمص میں چالیس حدیثوں کی تلقین کی، جب میں اکتالیسویں حدیث پر پہنچا تو انہوں نے کہا: تمہیں اس سے حیا نہیں آتی کہ ایک ہی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چالیس سے زائد گواہیاں دینے کا بوجھ مجھ پر لا د رہے ہو؟

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[2] میں ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن زیاد طیالسی کے ترجمہ میں عبد اللہ بن محمد بن وہب کے بارے میں لکھتے ہیں: "قال صالح: وسمعت أبا جعفر يقول: توهمت أن الناس لا يحملون حديثه لضعفه". صالح (یعنی حافظ صالح بن احمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے: میرا گمان ہے کہ لوگ عبد اللہ بن محمد بن وہب کے ضعف کی وجہ سے اس سے تحملِ حدیث نہیں کرتے تھے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا عبد الله الزبير بن عبد الواحد الحافظ بأسَداباذ يقول: ما رأيت لأبي علي زلة قط إلا

---

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:٢/٦٢٧،رقم:٣٦٧،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] تاريخ بغداد:٢/٣٠٠،رقم:٣٣٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

روايته عن عبد الله بن وهب الدينوري وأحمد بن عمير بن جوصا"[1].

میں نے ابو عبد اللہ زبیر بن عبد الواحد کو اَسَد اباذ میں فرماتے ہوئے سنا: وہ فرمارہے تھے کہ میں نے ابو علی کی عبد اللہ بن وہب دِیْنَوَری اور احمد بن عمیر جَوْصَا سے روایت کرنے کے علاوہ کوئی لغزش نہیں دیکھی۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا علي الحافظ عن عبد الله بن محمد بن وهب الدينوري، فقال: كان صاحب حديث، حافظا، ثم قال أبو علي: بلغني أن أبا زرعة كان يعجز عن مذاكرته في زمانه"[2]. میں نے حافظ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ سے عبد اللہ بن محمد بن وہب دِیْنَوَرِی کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ صاحبِ حدیث حافظ تھا، پھر ابو علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں عبد اللہ بن محمد دِیْنَوَری کے ساتھ مذاکرہ کرنے سے عاجز ہو جاتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "كان يعرف ويحفظ". یہ صاحبِ معرفت وحفظ تھے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ دیگر ائمہ کے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں: "وعبد الله بن حمدان قد قبله قوم وصدقوه، والله أعلم". اور عبد اللہ بن حمدان کو ایک جماعت نے قبول کیا ہے، اور ان کی تصدیق کی ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يضع الحديث"[4]. وہ حدیث گھڑتا ہے۔

---

[1] انظر تاريخ مدينة دمشق: ٣٧٦/٣٢، رقم: ٣٥٤٠، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] انظر تاريخ مدينة دمشق: ٣٧٤/٣٢، رقم: ٣٥٤٠، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٤٣٩/٥، رقم: ١١٠٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] سؤالات السلمي للدارقطني: ص: ٢٠٩، رقم: ٢١٦، ت: سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن

نیز حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[1] میں فرماتے ہیں: "حدثونا عنه، [متروك]". محدثین نے ہمیں ان سے حدیث بیان کی ہے، یہ متروک ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں فرماتے ہیں: "حافظ، مشهور، ارتحل إلى العراقين، وإلى الجبل، والري، وإلى الشام، ومصر، لكنه يخالف في بعض ما يرويه". حافظ ہے، مشہور ہے، اس نے عراقَین، جبل، ری، شام، مصر کی جانب اسفار کئے ہیں، لیکن اس کی بعض مرویات میں ان کی مخالفت کی گئی ہے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب الكمال"[4] میں احمد بن سعید بن بشر کے ترجمہ میں عبد اللہ بن محمد بن وہب دینوری کو "أحد الضعفاء" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[5] میں فرماتے ہیں: "وما عرفت له متنا يتهم به، فأذكره، أما في تركيب الإسناد، فلعله". میں ایسا کوئی متن نہیں پہچانتا جس کی وجہ سے اس کو متہم قرار دوں، اور اس متن کو ذکر کروں، البتہ یہ سند جوڑنے والوں میں ہو سکتا ہے۔

الجريسي، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ٢٦٧، رقم: ٣٢٦، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ١٢٠/٢، رقم: ٢٠١٢، ت: عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الإرشاد: ٦٢٧/٢، رقم: ٣٦٧، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] تهذيب الكمال: ٣١٣/١، رقم: ٣٨، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[5] سير أعلام النبلاء: ٤٠١/١٤، رقم: ٢١٨، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[1] اور "المغني في الضعفاء"[2] میں لکھتے ہیں: "قال الدار قطني: متروك". دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[3] میں عبد اللہ بن محمد بن وہب کو "متہم" قرار دیا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[4] میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں عبد اللہ بن محمد بن وہب دینوری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن و شواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

---

[1] ديوان الضعفاء: ص:٢٢٨، رقم:٢٣٠٢، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[2] المغني في الضعفاء: ٥٦٦/١، رقم:٣٣٤٦، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٤١٢/٢، رقم: ٤٢٨١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] الكشف الحثيث: ص:١٥٨، رقم:٤٠٧، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٧٥/١، رقم:٩٥، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سند میں موجود راوی ابو حمزہ ثابت بن دینار ابی صفیہ ثُمالی مولی المہلب ازدی کوفی (المتوفی ۱۴۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ "سؤالات أبي عبيد"[1] **میں فرماتے ہیں:** "سمعت أبا داود، ذكر أبا حمزة الثمالي، فقال: جاءه ابن المبارك، فدفع إليه صحيفة فيها حديث سوء في عثمان، فرد الصحيفة على الجارية، وقال: قولي له: قبحك الله وقبح صحيفتك". **میں نے ابو داود رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: انہوں نے ابو حمزہ ثمالی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ثمالی کے پاس آئے، ثمالی نے ان کو ایسا صحیفہ دیا جس میں عثمان رضی اللہ عنہ پر مذمت کی حدیث تھی، عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وہ صحیفہ باندی کو لوٹایا، اور یہ فرمایا کہ تو ثمالی سے کہہ دے: اللہ تعالی تیرا اور تیرے صحیفہ کا برا کرے۔**

علامہ محمد بن زیاد بن معروف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت عبيد الله بن موسى يذكر أنهم كانوا عند أبي حمزة الثمالي، فحضره ابن المبارك، فذكر أبو حمزة حديثا في عثمان أو، قال: نال من عثمان، فقام ابن المبارك فأخذ كتابه فمزقه، ثم نهض ومضى"[2]. **میں نے عبید اللہ بن موسی کو یہ بات ذکر کرتے ہوئے سنا کہ وہ ابو حمزہ ثمالی کے پاس تھے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ثمالی کے پاس آئے، تو ابو حمزہ ثمالی نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات کہی، یا یہ کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا برائی سے**

---

[1] سؤالات أبي عبيد الآجري:۱۸۰/۱،رقم:۱۱٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۱۸هـ.

[2] الكامل في الضعفاء:۲۷٤/۲،رقم:۳۱۲،ت:محمد أنس مصطفى،دار الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۳۳هـ.

تذکرہ کیا، تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے، اس کی کتاب کو لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پھر اٹھے اور چل پڑے۔

علامہ ابو حفص عمر بن حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ترك أبي حديث أبي حمزة الثمالي"[1]. میرے والد نے ابو حمزہ ثمالی کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔

امام یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا حمزة يؤمن بالرجعة"[2]. میں نے ابو حمزہ کو سنا وہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات"[3] میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا". اور یہ ضعیف تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو حمزة الثمالي ضعيف الحديث"[4]. ابو حمزہ ثمالی ضعیف الحدیث ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وأبو حمزة الثمالي ليس بشيء"[5]. ابو حمزہ ثمالی "لیس بشیء" ہے۔

حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت يحيى يقول: أبو حمزة صاحب إبراهيم اسمه ميمون، وأبو حمزة الثمالي ثابت، قلت: أيهما

---

[1] الجرح والتعديل: ٤٥١/٢، رقم: ١٨١٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ١٧٢/١، رقم: ٢١٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[3] الطبقات الكبرى: ٣٤٥/٦، رقم: ٢٦١٥، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[4] معرفة الرجال عن يحيى بن معين برواية ابن محرز: ٦٩/١، رقم: ١٤٩، ت: محمد كامل القصار، مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[5] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٠٥/١، رقم: ١٣٣٥، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

أحب إليك؟ قال: لاذا ولا ذاك"[1]. میں نے یحیی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو حمزہ صاحبِ ابراہیم کا نام میمون ہے، اور ابو حمزہ ثمالی، ثابت ہے، میں نے کہا: ان دونوں میں سے آپ کو کونسا پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہ یہ نہ وہ۔

حافظ ابو موسی محمد بن مثنی عنزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما سمعت يحيى يحدث عن أبي حمزة الثمالي شيئا قط، وما سمعت عبد الرحمن يحدث عنه شيئا قط"[2]. میں نے کبھی بھی یحیی رحمۃ اللہ علیہ کو ابو حمزہ ثمالی سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا، اور میں نے عبد الرحمن (یعنی ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی ان سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، ليس بشيء"[3]. ثابت ثمالی "ضعیف الحدیث، لیس بشیء" ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمزہ ثمالی کو "ليس بثقة"[4] کہا ہے۔

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ "إكمال تهذيب الكمال"[5] میں فرماتے ہیں: "وذكره البرقي في باب من ينسب إلى الضعف ممن حمل بعض أهل الحديث روايته

---

[1] التاريخ ليحيى بن معين:٥٤٦/٣،رقم:٢٦٦٨،ت:أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] الضعفاء الكبير:١٧٢/١،رقم:٢١٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

[3] العلل ومعرفة الرجال:٩٦/٣،رقم:٥٣٥٦،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال:٧٣/٣،رقم:٨٥١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] إكمال تهذيب الكمال:٧٢/٣،رقم:٨٥١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

وتركها بعضهم". اور برقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس باب میں ذکر کیا ہے: ضعف کی جانب منسوب وہ لوگ جن کی روایات کا بعض نے تحمل کیا ہے، اور بعض نے ان کو ترک کر دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[1] میں ثابت ثمالی کا ترجمہ قائم کرکے سکوت فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو عندي مقارب الحديث، ليس له كبير حديث"[2]. وہ میرے نزدیک مقارب الحدیث ہے، اور اس کی حدیثیں زیادہ نہیں ہیں۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[3] میں ابو حمزہ ثمالی کو "واهي الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمزہ ثمالی کو "كوفي، لين" کہا ہے[4]۔

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ابو حمزہ ثمالی کو "واهي الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[6] میں فرماتے ہیں: "سمعت

---

[1] التاريخ الكبير: ١٤٧/٢، رقم: ٢٠٧٣، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثاني ١٤٢٩هـ.

[2] العلل الكبير للترمذي: ٣٠٥/١، ت: صبحي السامرائي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] أحوال الرجال: ص: ١٠٤، رقم: ٨٥، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[4] الجرح التعديل: ٤٥١/١، رقم: ١٨١٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[5] سؤالات البرذعي: ص: ١٥٨، رقم: ٢٢١، ت: أبو عمر محمد بن علي، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[6] الجرح والتعديل: ٤٥١/٢، رقم: ١٨١٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

أبی یقول: أبو حمزة الثمالي: لین الحدیث، یکتب حدیثه، ولا یحتج به". **میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: ابو حمزہ ثمالی لین الحدیث ہے، اس کی حدیث لکھی جائے گی، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔**

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاريخ"[1] **میں فرماتے ہیں:** "الوليد بن أبي ثور وأبو حمزة الثمالي ضعيفان". **ولید بن ابی ثور اور ابو حمزہ ثمالی دونوں ضعیف ہیں۔**

حافظ علی بن حسین بن جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمزہ ثمالی کو "متروك" **کہا ہے**[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] **میں نے ابو حمزہ ثمالی کو** "ليس بالقوي" **کہا ہے۔**

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ "إكمال تهذيب الكمال"[4] **میں فرماتے ہیں:** "وفي كتاب أبي بشر الدولابي: ابن أبي صفية ليس بثقة". **ابو بشر دولابی کی کتاب میں ہے: ابن ابی صفیہ "لیس بثقہ" ہے۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] **میں فرماتے ہیں:** " كثير الوهم في الأخبار حتى خرج عن حد الاحتجاج به إذا انفرد مع غلوم [كذا في الأصل،

---

[1] المعرفة والتاريخ:٥٦/٣،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] انظر إكمال تهذيب الكمال:٧٣/٣،رقم:٨٥١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:ص:١٦٢،رقم:٩٣،ت،محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] إكمال تهذيب الكمال: ٧٢/٣،رقم:٨٥١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] المجروحين:٢٠٦/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

والصحيح: غلوه] في تشيعه". اخبار میں کثیر الوہم تھا، یہاں تک کہ جب وہ منفرد ہو تو احتجاج کی حد سے بھی نکل جاتا ہے، ساتھ ساتھ وہ تشیع میں بھی غلو کرنے والا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "ولأبي حمزة هذا أحاديث، وضعفه بين على رواياته، وهو إلى الضعف أقرب". اس ابوحمزہ کی یہ احادیث ہیں، اس کا ضعف اس کی روایات میں واضح ہے، اور وہ ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المستدك"[2] میں ایک موقوف روایت تخریج کرکے فرماتے ہیں: "هذا حديث صحيح الإسناد، فإن أبا حمزة الثمالي لم ينقم عليه إلا الغلو في مذهبه فقط". یہ حدیث "صحیح الاسناد" ہے، کیونکہ (سند کے راوی) ابوحمزہ ثُمالی پر فقط اپنے مذہب میں غلو کی وجہ سے جرح کی گئی ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[3] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". ابوحمزہ ثمالی محدثین کے نزدیک لیس بالقوی ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ثمالی کو ضعیف و متروک راویوں میں ذکر کیا ہے[4]۔

---

[1] الكامل في الضعفاء:٢٩٥/٢،رقم:٣١١،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المستدرك على الصحيحين:٥٦٥/٢،رقم:٣٩١٧،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٢هـ.

[3] الأسامي والكنى:٤٠٣/٢،رقم:١٨٩٩،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

[4] الضعفاء والمتروكون:ص:١٦٢،رقم:١٣٩،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ابو حمزہ ثمالی کو "متروك" کہا ہے[1]۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " ليس بالمتين عندهم، في حديثه لين "[2]. ثمالی محدثین کے نزدیک متین نہیں ہے، اس کی حدیث میں لین ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں فرماتے ہیں: "وعده السليماني في قوم من الرافضة". سلیمانی نے اسے روافض کے ایک گروہ میں سے شمار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "متفق على ضعفه". ثمالی کے ضعف پر اتفاق ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[5] میں ابو حمزہ ثمالی کو "واه جدا" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[6] میں فرماتے ہیں: "خلق ضعفوه". ایک خلقت اسے ضعیف قرار دے چکی ہے۔

"الضعفاء والمتروكون" کی عبارت ملاحظہ ہو: " ثابت بن أبي صفية أبو حمزة الثمالي، كوفي، عن زاذان وعكرمة وأبي جعفر".

[1] سؤالات البرقاني للدارقطني:ص:۲۰،رقم:٦٤،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] انظر إكمال تهذيب الكمال:٧٢/٣،رقم:٨٥١،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٣٦٣/١،رقم:١٣٥٨،ت:علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ديوان الضعفاء:ص:٥٦،رقم:٦٨٤،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

[5] المغني في الضعفاء:١٨٨/١،رقم:١٠٣٦،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] الكاشف:٢٨٢/١،رقم:٦٨٧،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة،الطبعة١٤١٣هـ.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[1] میں فرماتے ہیں: "ضعيف، رافضي ....". ثمالی ضعیف اور رافضی تھا۔۔۔"۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن محمد بن وہب دینوری اور ثابت ثمالی کے بارے میں ائمہ رجال کے تفصیلی اقوال گزر چکے ہیں، اور سند کے راوی ابو عبد اللہ صنعانی کی تعیین نہیں ہو سکی، نیز علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے ضعفِ شدید کی طرف اشارہ کر چکے ہیں، اور استقراءً یہ حدیث صرف اسی اسناد سے مل سکی ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق جمہور علماء کے نزدیک ضعیف روایت کو فضائل کے باب میں بیان کرنا جائز ہے، البتہ جواز میں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ ضعیف روایت ضعفِ شدید سے خالی ہو، اور یہ شرط یہاں مفقود ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تقريب التهذيب:ص: ٣٤٠،رقم: ٣٨٦٥،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
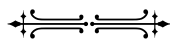
روایت نمبر⑥

روایت: "المغتاب والمستمع شريكان في الإثم".

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان الفاظ سے اس کی اصل کی معرفت نہیں ہے"، علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی معرفت نہیں"، علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان الفاظ سے اس کی معرفت نہیں ہے"، علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہیں آئی ہے"، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے یہ حدیث نہیں دیکھی"، الحاصل ان الفاظ سے اس روایت کی معرفت نہیں ہے، تاہم اس کا معنی درست ہے، چنانچہ اسے ان الفاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياء علوم الدين"[1] میں زیر بحث روایت کو بلا سند ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"قال صلى الله عليه وسلم: المغتاب والمستمع شريكان في الإثم".
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

---

[1] إحياء علوم الدين: ص: ۲۳۵، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٦هـ.

زیر بحث روایت علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[1] میں بلاسند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية"[2] میں ایک فصل قائم کی ہے، جس میں احیاء کی ان احادیث کو جمع کیا ہے جس کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، اور اسی فصل میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں لکھتے ہیں: "المغتاب والمستمع شريكان في الإثم، غريب، وللطبراني من حديث ابن عمر بسند ضعيف، نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة".

غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں، یہ حدیث غریب ہے، اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے (یہ) حدیث ابن عمر بسند ضعیف نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] روح البيان: ٨٩/٩، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

[2] طبقات الشافعية: ٢٩٩/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[3] المغني عن حمل الأسفار: ص: ١٨٥، رقم: ٧٤١، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار الطبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف"[1] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: رواه في الكبير، وكذا الخطيب فى التاريخ بلفظ: نهى عن الغناء وعن الاستماع إلى الغناء، وعن الغيبة والاستماع إلى الغيبة، وعن النميمة والاستماع إلى النميمة، قال الهيثمي: في سندهما فرات بن السائب، وهو متروك".

میں کہتا ہوں کہ اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا گانے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے، غیبت کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے، اور چغل خوری اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے، ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند میں فرات بن سائب ہے اور وہ متروک ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں:

"ذكره الغزالي في الإحياء ولم يخرجه العراقي، وذكره عن الطبراني من حديث ابن عمر، حديث: نهى عن الغيبة، وعن الاستماع إلى الغيبة". غزالی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] إتحاف: ٤١١/٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ٦١٢، رقم: ١٠٣٦، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

نے "احیاء" میں اس کو ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ "تمييز الطيب"[1] میں زیر بحث روایت کے متعلق لکھتے ہیں: "ذكره في الإحياء، ولم يخرجه العراقي، في الطبراني عن ابن عمر مرفوعا: نهى عن الغيبة، وعن الاستماع إلى الغيبة".

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "احیاء" میں ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں: "ذكره الغزالي في الإحياء، ولم يخرجه العراقي". غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "احیاء" میں ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں:

---

[1] تمييز الطيب: ص: ١٧٤، رقم: ١٢٩٤، دار الكتب العربية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ١٧٠، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الأسرار المرفوعة: ص: ٣٢٢، رقم: ٤٤٤، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

"ذكره في الإحياء، ولم يخرجه العراقي، فلا يعرف له أصل في مبناه، إلا أنه صحيح في معناه، إذا كان المستمع سمع بسمع رضاء، ففي الطبراني عن ابن عمر مرفوعا: نهى عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة، وفي التنزيل: "ولا يغتب بعضكم بعضا"، الآية، وقد ورد: من اغتيب عنده أخوه المسلم فلم ينصره وهو يستطيع نصره، أذله الله تعالى في الدنيا والآخرة، رواه ابن أبي الدنيا في ذم الغيبة عن أنس".

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "احیاء" میں ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، ان الفاظ سے اس کی اصل کی معرفت نہیں ہے تاہم اس کا معنی صحیح ہے، جب کہ سننے والا اپنی رضامندی سے سنے، طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا ہے، قرآن کریم میں ہے: اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔

اور وارد ہے: جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہ کی جبکہ وہ اس کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے، تو اللہ تعالی اس کو دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا کریں گے، ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "ذم الغیبہ" میں یہ روایت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہی "المصنوع"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں: "لا يعرف له أصل بهذا اللفظ". ان الفاظ سے اس کی اصل کی معرفت نہیں ہے۔

---

[1] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:ص:۱۷۳،رقم:۳۰۸،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۸هـ.

علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۷ھ) "تسهيل السبيل"[1] میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "لايعرف" اس حدیث کی معرفت نہیں۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ "إتقان"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں:

"لايعرف بهذا، وإن أورده في (الإحياء)، لكن (ط، خط) عن ابن عمر، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الغناء والاستماع عن الغنى [كذا في الأصل]، وعن الغيبة والاستماع إلى الغيبة، وعن النميمة والاستماع إلى النميمة".

ان الفاظ سے اس کی معرفت نہیں ہے، اگرچہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء" میں اسے لائے ہیں، لیکن طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا گانے اور گانے کے سننے سے، غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے، چغل خوری اور چغل خوری کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "مختصر المقاصد الحسنة"[3] میں زیر بحث روایت کے

---

[1] تسهيل السبيل: ص: ۱۲۳، مخطوط.

[2] إتقان ما يحسن: ۱/۵٤٥، رقم: ۱۷۷۰، ت: خليل بن محمد العربي، الفاروق الحديثة ۔ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[3] مختصر المقاصد الحسنة: ۲۰۷، رقم: ۹٥٤، ت: محمد بن لطيفي الصباغ، المكتب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة الرابعة ۱٤۰۹هـ.

بارے میں لکھتے ہیں: "لم أره". میں نے یہ حدیث نہیں دیکھی۔

علامہ عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ "الجد الحثیث"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں:

"لا يعرف بهذا، وإن أورده في الإحياء، لكن جاء: أنه صلى الله عليه وسلم نهى عن الغيبة، والاستماع إلى الغيبة". ان الفاظ سے اس کی معرفت نہیں ہے، اگرچہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء" میں اس کو لائے ہیں، لیکن یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ذكره الغزالي في الإحياء، ولم يخرجه العراقي، لكن روى الطبراني من حديث ابن عمر مرفوعا: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة، وورد أيضا: من اغتيب عنده أخوه المسلم، فلم ينصره وهو يستطيع نصره أذله الله تعالى في الدنيا والآخرة، وفي التنزيل: "أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتا".

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء" میں ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج

---

[1] الجد الحثيث في بيان ما ليس بحديث: ص: ۸۵، رقم: ۳۸۹، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

[2] الكشف الخفاء: ۲/۲۱۵، رقم: ۲۳۲۳، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱۳۵۱هـ.

نہیں کی ہے، لیکن طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے، اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا وآخرت میں ذلیل فرمائیں گے، اور قرآن کریم میں ہے: کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔

علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ "النخبة البهية"[1] میں زیر بحث روایت کے متعلق لکھتے ہیں: "لم يرد من كلام النبي صلى الله عليه وسلم". یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہیں آئی ہے۔

علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: "ذكره في الإحياء، ولم يخرجه العراقي". غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "احیاء" میں ذکر کیا ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[3] میں لکھتے ہیں: "لم يعرف له أصل

---

[1] النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية:ص:۱۱۳،رقم:۳۲۳،ت:زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت.

[2] أسنى المطالب:ص:۳۰۳،رقم:۱۵۸۹،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع:ص:۱۷۱،رقم:۵۱٦،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

في المبنى، وله شواهد صحيحة في المعنى".اس کے الفاظ کے اصل کی معرفت نہیں ہے، اور معنی کے اعتبار سے اس کے صحیح شواہد موجود ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ غریب ہے"، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان الفاظ سے اس کی اصل کی معرفت نہیں ہے"، علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی معرفت نہیں"، علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان الفاظ سے اس کی معرفت نہیں ہے"، علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہیں آئی ہے"، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے یہ حدیث نہیں دیکھی"۔

الحاصل ان الفاظ سے زیر بحث روایت اس کی معرفت نہیں ہے، تاہم اس کا معنی درست ہے، چنانچہ اسے ان الفاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

سابقہ تفصیل میں ایک روایت ضمنی طور پر آتی رہی ہے، اس کی تحقیق و تفصیل اس کتاب کے دوسرے مقام پر آئے گی، وہ روایت یہ ہے:

"نهى عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة".رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کے کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

روایت نمبر⑦

روایت:"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة والاستماع إلى الغيبة". رسول اللہ ﷺ نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

زیر بحث روایت دو سندوں سے منقول ہے:① فرات بن سائب کا طریق ②عباد بن کثیر کا طریق۔

روایت بطریق فرات بن سائب

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو مسلم الكَشِّي، ثنا الحكم بن مروان، حدثنا فُرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ابن عمر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة، وعن الاستماع إلى الغيبة".

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو القاسم عبد العزیز بن علی شہرزوری مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] المعجم الكبير:۳۳۱/۱۳،رقم:۱٤۱۳٦،ت:سعد بن عبد الله الحميد،خالد بن عبد الرحمن الجريسي،مكتبة الفهد ـ الرياض،الطبعة ۱٤۲۷هـ.

"جزء فيه من حديث الفقيه"[1] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية"[2] میں، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد"[3] میں اور حافظ قوام السنہ اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغيب والترهيب"[4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی حکم بن مروان پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق فرات بن سائب پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغنی"[5] میں فرماتے ہیں: "... وللطبراني من حديث ابن عمر بسند ضعيف: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة". "۔۔۔ اور طبرانی میں بسند ضعیف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے"۔

---

[1] جزء فيه من حديث الفقيه أبي القاسم الشهرزوري عن شيوخه:ص:١٨١،مخطوط .

"جزء فیہ من حدیث الفقیہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا محمد بن عدي بن علي بن عدي، قال: حدثنا الحسين بن يحيى بن عياش، قال: حدثنا عبد الله بن أيوب، قال: حدثنا الحكم بن مروان السلمي، قال: حدثنا فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ابن عمر رحمة الله عليه رفعه، قال: نها [كذا في الأصل] رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغناء وعن الإستماع إلى الغناء، ونها [كذا في الأصل] عن الغيبة وعن الإستماع إلى الغيبة، ونها [كذا في الأصل] عن النميمة وعن الإستماع إلى النميمة".

[2] حلية الأولياء:٩٣/٤،دار الفكر۔ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.

"حلیہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النميمة، ونهى عن الغيبة والاستماع إلى الغيبة".

[3] تاريخ بغداد:١٢٥/٩،رقم:٤٢٩٠،ت:بشار عواد، دار الغرب الإسلامى ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

[4] الترغيب والترهيب لقوام السنة:١٤١/٣،رقم:٢٢٤٩،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[5] المغنى عن حمل الأسفار:١٨٦/١،رقم:٧٤١،مكتبة الطبرية ـ الرياض،١٤١٥هـ.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد" میں زیر بحث روایت اور ایک دوسری روایت نقل کرکے فرماتے ہیں: "رواهما الطبراني في الكبير والأوسط، وفيه فرات بن السائب وهو متروك". ان دونوں حدیثوں کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" اور "اوسط" میں روایت کیا ہے، اور اس سند میں فرات بن سائب ہے، اور وہ متروک ہے[1]۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[2] میں، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنوير"[3] میں اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[4] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو المعلی ویقال ابو سلیمان فرات بن سائب جزری (المتوفی مابین ۱۵۰ – ۱۶۰ھ[5]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرات بن سائب کو "ليس بشيء"[6] کہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الفرات بن السائب قريب من محمد بن زياد الطحان في ميمون، يتهم بما يتهم ذاك"[7]. فرات بن سائب، میمون

---

[1] مجمع الزوائد:۹۱/۸،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربی ـ بيروت.

"مجمع الزوائد" کی دونوں احادیث کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعن ابن عمر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة، وعن الاستماع إلى الغيبة. وبسنده قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النميمة، والاستماع إلى النميمة".

[2] فيض القدير:۳۲۰/٦،رقم:۹٤۱٦،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

[3] التنوير:۵۵۲/۱۰،رقم:۹۳۵۹،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

[4] إتحاف السادة المتقين:٤۱۱/٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱٤۳۵هـ.

[5] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الصغير" میں فرات بن سائب کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۵۰ھ اور ۱٦۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير:۱۰٤/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[6] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:۳۲۵/۲،رقم:۵۰۸۰،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

[7] الضعفاء الكبير:٤۵۸/۳،رقم:۱۵۱٤،ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

سے نقل کرنے میں محمد بن زیاد طحان کے قریب قریب ہے، یہ فرات ان چیزوں میں متہم ہے جن چیزوں میں محمد بن زیاد متہم ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الخثيث"[۱] میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فمراد أحمد، والله أعلم بقوله: يتهم بما يتهم به ذاك، أي: بالوضع". احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ یہ فرات محمد بن زیاد کی طرح حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[۲] میں فرماتے ہیں: "تركوه، منكر الحديث". محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا، یہ منکر الحدیث ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الصغير"[۳] میں فرماتے ہیں: "سكتوا عنه".

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[۴] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[۵] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[۶] میں اسے

---

[۱] الكشف الحثيث:٢٠٨،رقم:٥٨٧،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضةالعربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[۲] التاريخ الكبير:٢٠/٧،رقم:٩٩٢١،ت:مصطفى عبدالقادرأحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[۳] التاريخ الصغير:١٣١/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[۴] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٧٧/١،رقم:١٩٢،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[۵] المغني في الضعفاء:٩٩/٢،رقم:٤٨٩٢،ت:نورالدين عتر،إحياءالتراث الإسلامي ـ قطر.

[۶] أحوال الرجال:ص:٣٠٦،رقم:٣٢٨،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

"ضعيف الحديث" کہا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الكنى"[1] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة"[3] میں فرات بن سائب کو "متروك مهجور" قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "متروك الحديث" کہا ہے[4]۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تركوه"[5]. محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔

حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے "قبول الأخبار"[6] میں فرات بن سائب کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرات بن سائب کو "ضعيف الحديث، منكر الحديث" کہا ہے[7]۔

---

[1] الكنى والأسماء:۸۰۱/۲،رقم:۳۲۴۸،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقرى،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[2] الجرح و التعديل:۸۰/۷،رقم:٤٥٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] المعرفة والتاريخ:۱٤۱/۳،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:ص:۱۹٦،رقم:٥۱۲،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[5] انظر لسان الميزان:۳۲٤/٦،رقم:٦۰۲۰،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[6] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۳۰۸/۲،رقم:۷۰٥،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[7] الجرح و التعديل:۸۰/۷،رقم:٤٥٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[1] میں فرات بن سلمان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وليس هذا بفرات بن السائب الجزري، ذاك واه، ضعيف". اور یہ فرات بن سلمان ہے فرات بن سائب نہیں ہے، فرات بن سائب جزری "واہی، ضعیف" ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، ويأتي بالمعضلات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به، ولا الرواية عنه، ولا كتابة حديثه إلا على سبيل الاختبار". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے ہیں، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے معضل روایات لاتے ہیں، اس سے نہ تو احتجاج جائز ہے اور نہ ہی اس سے روایت لینا جائز ہے، اور نہ ہی اس کی حدیث کی کتابت جائز ہے تاہم اختبار کے طور پر ایسا کر سکتے ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "ولفرات بن السائب غير ما ذكرت من الحديث، خاصة أحاديثه عن ميمون بن مهران مناكير". فرات بن سائب کی اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں، خصوصاً ان کی میمون بن مہران سے منقول احادیث منکر ہیں۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "ذاهب الحديث" کہا ہے[4]۔

---

[1] الثقات:۳۲۲/۷،دائرة المعارف العثمانية ۔حيدر آباد الدكن،الطبعة ۱۳۹۳ھ۔

[2] المجروحين:۲۰۷/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة ۱٤۱۲ھ۔

[3] الكامل:۱۳٦/۷،رقم:۱۵۷۰،ت:عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ۔بيروت.

[4] الأسامي والكنى:۷۲/٤،رقم:۳۰۰٤،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ۔ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳٦ھ۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "متروك الحديث" کہا ہے[1]۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "حدث عن ميمون بن مهران أحاديث موضوعة". فرات بن سائب نے میمون بن مہران کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "السنن الكبرى"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفرات بن السائب تركوه". فرات بن سائب کو محدثین نے ترک کر دیا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[4] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "واہ" کہا ہے[5]۔

روایت بطریق فرات بن سائب کا حکم

زیر بحث روایت کی سند میں موجود راوی فرات بن سائب کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں: مثلاً: محدثین نے اسے ترک کر دیا

---

[1] سنن الدار قطني:٤٣٣/٢،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح:ص:١٨٦،رقم:١٥٧،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] السنن الكبرى للبيهقي:٥٦٥/٢،رقم:٤٠٩٠،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[4] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين:٣١٠/٣،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .

[5] تعجيل المنفعة:١١١/٢،رقم:٨٤٨،ت:إكرم الله إمدادالحق،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

تھا، منکر الحدیث ہے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، متروک مہجور (حافظ یعقوب فسوی رحمۃ اللہ علیہ)، یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے ہیں، (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، لیس بشیء (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، ان چیزوں میں متہم ہے جن چیزوں میں محمد بن زیاد متہم ہے (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، فرات، محمد بن زیاد کی طرح حدیث گھڑنے میں متہم ہے (علامہ سبط بن العجمی رحمۃ اللہ علیہ)، متروک الحدیث (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، ان کی میمون بن مہران سے منقول احادیث منکر ہیں (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، ذاہب الحدیث (حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، فرات بن سائب نے میمون بن مہران کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، ترکوہ (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، وامام ساجی رحمۃ اللہ علیہ)، "محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے"، (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، واہ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرات بن سائب کو "متروک" کہہ کر زیر بحث روایت کے "ضعف شدید" کی طرف اشارہ کیا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عباد بن کثیر

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[1] میں فرماتے ہیں:

"قال الحكيم الترمذي في كتاب (المناهي):[2] حدثني أبي، حدثنا رجاء

---

[1] الزيادات: ٧٦٩/١، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو عبد الله رحمه الله: حدثني أبي، عن رجاء بن نوح، عن عباد بن كثير، عن عثمان الأعرج، عن يونس بن عبيد وحوشب، عن الحسن، أنه قال: حدثني سبعة رهط من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، منهم: أبو هريرة، وجابر بن عبد الله، وعبد الله بن عمرو بن العاص، وعمران بن حصين،

بن نوح، عن عباد بن كثير، عن عثمان الأعرج، عن يونس بن عبيد، وحوشب، عن الحسن، قال: حدثني سبعة رهط من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، منهم: أبو هريرة، وجابر بن عبد الله، وعبد الله بن عمرو بن العاص، وعمران بن حصين، ومعقل بن يسار كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ح، وحدثنا الفضل بن محمد بن وزير الدمشقي، حدثنا ضمرة بن ربيعة، عن عباد بن كثير بن قيس الثقفي، عن عثمان بن الأعرج، عن يونس، عن الحسن حدثني سبعة، فذكرهم، وزاد: وعبد الله بن عمر بن الخطاب، وأنس بن مالك يزيد بعضهم على بعض في الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: ... ونهى عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة....".

ومعقل بن يسار كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويزيد بعضهم على بعض، أنه نهى.

قال أبو عبد الله رحمه الله: وحدثنا الفضل بن محمد بن وزير الدمشقي، قال: حدثنا حمزة بن ربيعة، عن عباد بن كثير بن قيس الثقفي، عن عثمان الأعرج، عن الحسن، أنه قال: حدثني سبعة رهط من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، منهم: أبو هريرة الدوسي، وجابر بن عبد الله الأنصاري، وعبد الله بن عمرو بن العاص، وعبد الله بن عمر بن الخطاب، وعمران بن حصين، ومعقل بن يسار، وأنس بن مالك، يزيد بعضهم على بعض، أنه نهى.

قال أبو عبد الله رحمه الله: فقد نظرنا في هذا الحديث في هذه الأشياء التي رووا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنه نهى عنها، فإذا هي متفاوتة، فمنها: نهي أدب، ومنها: نهي تحريم، وقد جمعها الحديث كله، ولم نجد شيئا قد نهى عنه إلا بحق، وذلك أن ضرره راجع إلى بعده عن سبيل الهدى، فإن سبيل الهدى مستقيم إلى الله تعالى، ومن زاغ عنه فإنما يزيغ عن الله تعالى، والاستقامة تقرب العبيد إلى الله، وأن الله تبارك اسمه دعا العباد إلى دار السلام وأعلمهم أنهم ملاقوه، وبعث رسوله عليه السلام، فقال: "قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أدعوا إِلَى اللهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"، فمن أجابه فعلا فقد أجابه، وإجابته اتباع رسوله فيما ندب إليه وفيما زجر عنه، وقال الله تعالى في تنزيله: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُم عَنهُ فَانتَهُوا".

فوجدنا النهي على ضربين: منه: نهي تأديب، ومنه: نهي تحريم، فمن ترك الأدب انحط عن درجته، ومن وثب على التحريم سقط في الهلكة.

الاحتباء في ثوب واحد: وأما قوله: (نهى أن يحتبي الرجل في ثوب واحد)، فقمن أن يكون إنما نهى عنه من أجل أن العورة تبدو إذا احتبى به، لأنه لم يتزر ولم يتستر، فإذا احتبى بدت عورته ..." (المنهيات:ص:٢٣، ت:محمد عثمان الخشت،مكتبة القرآن ـ القاهرة).

”رسول اللہ ﷺ نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔۔۔“۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ”الزیادات“ میں یہ مفصل روایت تقریباً پانچ صفحات پر موجود ہے، یہاں صرف متعلقہ ٹکڑا ”نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة“ تحقیق کا موضوع ہے، اس لئے صرف اسے ہی ذکر کیا ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معرفة الصحابة“[1] میں حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کے علاوہ سے مختصراً تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی عباد بن کثیر پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق عباد بن کثیر پر ائمہ کا کلام

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ”المجموع شرح المهذب“[2] میں فرماتے ہیں:

---

[1] معرفة الصحابة:٣١٢٢/٦،رقم:٧١٩٥،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
”معرفة الصحابة“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر، ثنا إبراهيم بن محمد بن الحسن، ثنا يحيى بن عثمان [بن سعيد] الحمصي، ثنا ضمرة بن ربيعة، عن عباد بن كثير، عن عثمان الأعرج، عن الحسن بن أبي الحسن، قال: حدثني سبعة رهط من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، كلهم يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم، [أنه] نهى عن النياحة، وعن [سماع] إلى النياحة، ونهى عن الغيبة والاستماع إلى الغيبة، ونهى عن النميمة وعن الاستماع إلى النميمة، ونهى عن بيع العلم، وثمن العلم، وقال: هو سحت، ونهى أن يقال: مُسَيْجد ومُصَيْحف، ونهى أن يمحو الرجل اسم الله بالبزاق“.

[2] المجموع شرح المهذب:٩٤/٢،إدارة الطباعة المنيرية .

”قال المصنف في التنبيه: وكثيرون من أصحابنا يستحب أن لا يستقبل الشمس ولا القمر، واستأنسوا فيه بحديث ضعيف، وهو مخالف لاستقبال القبلة في أربعة أشياء: أحدها أن دليل القبلة صحيح مشهور، ودليل هذا ضعيف بل باطل ...“.

”مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنبیہ“ میں فرمایا: بہت سے احباب سورج اور چاند کی طرف رخ نہ کرنے کو مستحب سمجھتے ہیں، اور اس میں انہوں نے حدیثِ ضعیف سے استیناس کیا ہے، حالانکہ وہ چار چیزوں میں استقبالِ قبلہ کے مخالف ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبلہ کی دلیل صحیح مشہور ہے، اور اس کی دلیل ضعیف بلکہ باطل ہے۔۔۔“۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں حدیثِ ضعیف سے مراد عباد بن کثیر کی مفصل روایت ہے جس میں زیر بحث ٹکڑا بھی موجود ہے، اس کی مزید وضاحت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے تحت آرہی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ”تلخيص الحبير“[1] میں فرماتے ہیں:

”قوله: ورد النهي عن استقبال الشمس والقمر بالفرج، قال النووي في شرح المهذب: هذا حديث باطل لا يعرف، وقال ابن الصلاح: لا يعرف، وهو ضعيف، وروي في كتاب المناهي مرفوعا: نهى أن يبول الرجل وفرجه باد

[1] تلخيص الحبير: ۱۸۰/۱، رقم: ۱۲٤، ت: أبو عاصم حسن بن عباس، مؤسسة قرطبة ـ مكة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

للشمس، ونهى أن يبول الرجل وفرجه باد للقمر.

قلت: وكتاب المناهي، رواه محمد بن علي الحكيم الترمذي في جزء مفرد، ومداره على عباد بن كثير عن عثمان الأعرج، عن الحسن، حدثني سبعة رهط من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، منهم: أبو هريرة، وجابر، وعبد الله بن عمرو، وعمران بن حصين، ومعقل بن يسار، وعبد الله بن عمر، وأنس بن مالك، يزيد بعضهم على بعض في الحديث: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يبال في المغتسل، ونهى عن البول في الماء الراكد، ونهى عن البول في المشارع، ونهى أن يبول الرجل وفرجه باد إلى الشمس والقمر.

فذكر حديثا طويلا في نحو خمسة أوراق على هذا الأسلوب في غالب الأحكام، وهو حديث باطل، لا أصل له، بل هو من اختلاق عباد".

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مہذب" میں فرمایا: یہ حدیث باطل ہے، اس کی معرفت نہیں، ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی معرفت نہیں اور وہ ضعیف ہے، اور "کتاب المناہی" میں مرفوعاً روایت کیا گیا ہے: منع فرمایا کہ آدمی پیشاب کرے درانحالیکہ اس کی شرم گاہ سورج کی طرف کھلی ہو، اور منع فرمایا کہ آدمی پیشاب کرے درانحالیکہ اس کی شرم گاہ چاند کی طرف کھلی ہو۔

میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اور "کتاب المناہی" کو محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علیحدہ جزء میں روایت کیا ہے، اور اس کا دارومدار عباد بن کثیر پر ہے جو عثمان اعرج عن حسن کے طریق سے اسے نقل کرتا ہے، حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے سات افراد نے

حدیث بیان کی ہے، ان میں یہ ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ان میں بعض بعض پر احادیث کے الفاظ میں اضافہ کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ غسل خانے میں پیشاب کیا جائے، اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا، اور منع فرمایا کہ کوئی راستے میں پیشاب کرے، اور منع فرمایا کہ آدمی پیشاب کرے اس حالت میں کہ اس کی شرم گاہ سورج اور چاند کی طرف کھلی ہوئی ہو۔

اس ترتیب سے تقریباً پانچ اوراق پر مشتمل ایک طویل حدیث، جس میں احکام کی اکثر احادیث ہیں، ذکر کی ہے، اور وہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ عباد بن کثیر کی گھڑی ہوئی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[1] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعة"[2] میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی عباد بن کثیر ثقفی کاہلی بصری (المتوفی مابین ۱۴۰ـ۱۵۰ھ[3]) کے بارے میں ائمہ کا کلام

علامہ مجیب بن موسی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كنت مع سفيان الثوري بمكة فمات عباد بن كثير فلم يشهد سفيان جنازته "[4]. میں مکہ میں سفیان

---

[1] الزيادات:۷۷۵/۲،رقم:۹٦۸،ت:رامز خالد الحاج،مكتبة المعارف ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٤٠١/٢،رقم:٢٥،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] التاريخ الصغير:٥٤/٢،ت:يوسف المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] المجروحين:١٦٧/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، جب عباد بن کثیر کا انتقال ہوا توسفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قلت لسفيان الثوري: إن عباد بن كثير من تعرف حاله، وإذا حدث جاء بأمر عظيم، فترى أن أقول للناس: لا تأخذوا عنه؟ قال سفيان: بلى، قال عبد الله: فكنت إذا كنت في مجلس ذكر فيه عباد، أثنيت عليه في دينه، وأقول: لا تأخذوا عنه“[1].

میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: عباد بن کثیر کا حال تو آپ جانتے ہی ہیں، جب وہ روایت کرتا ہے، تو بڑی بات کرتا ہے، کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ میں لوگوں سے کہوں کہ اس سے روایت نہ لیں؟ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بالکل، عبد اللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: پھر جب میں کسی ایسی مجلس میں ہوتا جہاں عباد کا تذکرہ ہوتا، تو میں اس کے دین کی تعریف کرکے کہتا: اس سے روایت مت لو۔

اور ایک دوسری سند سے امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” انتهيت إلى شعبة، فقال: هذا عباد بن كثير، فاحذروه“[2]. میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، تووہ فرمارہے تھے: یہ عباد بن کثیر ہے اس سے احتیاط کرو (یعنی روایات لینے میں)۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”ما أدري من رأيت رجلا أفضل من عباد بن كثير في ضروب من الخير، فإذا جاء الحديث فليس منها في شيء“[3]. میں نے عباد بن کثیر سے بڑھ کر کسی کو کار

---

[1] صحيح مسلم: ١/١٧، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، عيسي البابي الحلبي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
[2] صحيح مسلم: ١/١٧، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، عيسي البابي الحلبي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
[3] المجروحين: ٢/١٦٦، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.

خیر میں افضل نہیں پایا، لیکن جب حدیث کی بات آتی ہے تو وہ اس میں "لیس بشیٔ" ہوتا ہے۔

حافظ ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو ضعيف عندهم، وكان رجلا صالحا زاهدا، كان ابن عيينة يمدحه، وينهى عن ذكره إلا بخير، لتعبده وصلاحه"[1]. محدثین کے نزدیک یہ ضعیف ہے، نیک زاہد شخص تھا، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے تھے، اور ان کی عبادت وصلاح کی وجہ سے ذکر خیر کے علاوہ سے منع کرتے تھے۔

حافظ عبد اللہ بن ادریس اَوْدِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان شعبة لا يستغفر لعباد بن كثير"[2]. شعبہ رحمۃ اللہ علیہ عباد بن کثیر کے لئے استغفار نہیں کرتے تھے۔

امام عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "المصنف"[3] میں ابن مطیع سے نقل فرماتے ہیں: "أخرج عباد بن كثير بعد ثلاث سنين من قبره لم يفقد منه إلا شعرات، قال: فعلمنا أن هذا يدلنا على فضله، وكان عندنا ثقة". عباد بن کثیر کو ان کی قبر سے تین سال بعد نکالا گیا تو ان کے صرف چند بال کم تھے، ابن مطیع فرماتے ہیں: چنانچہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ ان کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے، اور عباد ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعباد بن كثير الذي كان يكون بمكة، ليس بشيء في الحديث، وكان رجلا صالحا"[4]. عباد بن کثیر جو مکہ

---

[1] إكمال تهذيب الكمال:۱۸۰/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل محمد وأسامة بن إبراهيم،الفاروق الحديثة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۵۳۸/۵،رقم:۱۱٦۵،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[3] المصنف: ۲۹۹/۱۰،رقم:۱۹۱٦۸،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۹۰هـ.

[4] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي:ص:۱٤٦،رقم:٤۹٦،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت .

میں تھا، حدیث میں لیس بشيء ہے، اور وہ نیک آدمی تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[۱]. عباد بن کثیر کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "في حديثه ضعف"[۲]. عباد بن کثیر بصری کی حدیث میں ضعف ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "لم يكن بشيء" کہا ہے[۳]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عباد بن كثير أسوأ حالا من الحسن بن عمارة وأبى شيبة إبراهيم بن عثمان، روى أحاديث كاذبة لم يسمعها، وكان من أهل مكة، وكان صالحا، قلت: فكيف كان يروي ما لم يسمع؟ قال: البلاء الغفلة"[۴].

عباد بن کثیر، حسن بن عمارہ اور ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان سے بری حالت میں تھا، اس نے ایسی جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں، جو اس نے نہیں سنی، وہ اہل مکہ میں سے تھا اور نیک انسان تھا، ابو طالب کہتے ہیں میں نے عرض کیا! عباد کیسے ایسی روایات نقل کرتا تھا جو اس نے سنی ہی نہیں تھیں؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (اس کی) بلاء غفلت تھی۔

---

[۱] الكامل في الضعفاء:٥/٥٣٨،رقم:١١٦٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۲] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٤/٢٦٩،رقم:٤٣١٩،ت:أحمد محمد نور سيف،مركز البحث العلمي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[۳] سؤالات ابن أبي شيبة:ص:١٢٥،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۴] الجرح والتعديل:٦/٨٤،رقم:٤٣٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

حافظ برقی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "لیس بثقة" کہا ہے[1]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] اور "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التاريخ الصغير"[4] میں عباد بن کثیر کے بارے میں "سكتوا عنه" کہا ہے۔

حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[5] میں فرماتے ہیں: "عباد بن كثير، فلا ينبغي لحكيم أن يذكره في العلم حسبك عنه بحديث النهي". کسی سمجھدار کے لئے مناسب نہیں کہ عباد بن کثیر کا تذکرہ علم میں کرے، تمہارے لئے اس کی حدیثِ نہی ہی کافی ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں مذکور حدیث نہی کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں گزر چکا ہے۔

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف، متروك الحديث، وكان رجلا صالحا"[6]. عباد بن کثیر ضعیف، متروک الحدیث ہے، اور وہ نیک آدمی تھا۔

---

[1] إكمال تهذيب الكمال:۱۷۹/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] التاريخ الكبير:۳۲۲/۵،رقم:۱٦٤۲،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۲۰۰۸هـ.

[3] الضعفاء للبخاري:ص:۷۹،رقم:۲۲۷،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[4] التاريخ الصغير:۹۷/۲،ت:يوسف المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[5] أحوال الرجال:ص:۱۷۷،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث إكادمي ـ فيصل آباد باكستان،الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

[6] إكمال تهذيب الكمال:۱۷۹/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[1]۔

حافظ یعقوب فسوی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاريخ"[2] فرماتے ہیں: "ويذكر بزهد وتقشف وعبادة، وحديثه ليس بشيء". عباد بن کثیر کا زہد، سادگی اور عبادت کے طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے، اور اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق، من أهل الزهد، كثير الوهم، منكر الحديث، لا يحفظ"[4]. صدوق ہے، زاہدین میں سے ہے، کثیر الوہم ہے، منکر الحدیث ہے، احادیث محفوظ نہیں کرتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، وفي حديثه عن الثقات إنكار"[5]. ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی ثقہ راویوں سے منقول حدیثوں میں انکار ہے۔

حافظ عبد الرحمن بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا زرعة عن عباد بن كثير، قلت: يكتب حديثه؟ قال: لا، ثم قال: كان شيخا صالحا، وكان لا يضبط الحديث، وكان في كتاب أبي زرعة حديث عن أحمد بن يونس،

---

[1] سؤالات أبي عبيد الآجري:ص:۲۵۰،رقم:۳۳۰،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة.

[2] المعرفة والتاريخ:۱٤۰/۳،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:ص:۱۷۲،رقم:٤۲۹،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۵هـ.

[4] إكمال تهذيب الكمال:۱۷۹/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعةالأولى ۱٤۲۲هـ.

[5] الجرح والتعديل:۸٤/٦،رقم:٤۳۳،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

عن زهير، عن عباد بن كثير، فقال: اضربوا عليه، ولم يحدثنا به"[1].

میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے عباد بن کثیر کے بارے میں سوال کیا کہ ان کی حدیثوں کو لکھا جائے گا؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں، پھر ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عباد بن کثیر شیخ صالح تھا، اور وہ حدیث ضبط نہیں کرتا تھا، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن یونس، عن زہیر، عن عباد بن کثیر کی سند سے ایک حدیث تھی، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو ترک کردو، اور وہ حدیث ہم سے روایت نہیں کی۔

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت: عباد بن كثير الرملي وعباد بن كثير البصري؟ فقال: كلاهما واهيان في الحديث، وهما فاضلان متعبدان"[2].
میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے عباد بن کثیر رملی اور عباد بن کثیر بصری کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: دونوں ہی حدیث میں واہی ہیں، اور دونوں صاحب فضل، عبادت گزار ہیں۔

حافظ ابو غسان مالک بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان جرير يحدث عن عباد بن كثير، فيقولون: اعفنا عنه، فيقول: ويحكم، كان شيخا صالحا، فيقولون: اعفنا عنه"[3]. جریر، عباد بن کثیر سے حدیث بیان کرتے تھے، لوگ کہتے کہ ہمیں اس سے معاف رکھیں، تو وہ کہتے کہ تم پر افسوس ہے، وہ نیک صالح بزرگ تھے، لوگ کہتے کہ ہمیں اس سے معاف رکھیں۔

---

[1] الجرح والتعديل:٨٤/٦،رقم:٤٣٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] سؤالات البرذعي:ص:١٢٤،رقم:١٣٨،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،إدارة الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[3] الضعفاء الكبير:١٤٠/٣،رقم:١١٢٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل "[1] میں عباد بن کثیر کی چند روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ولعباد بن كثير غير ما ذكرت من الحديث، ومقدار ما أمليت منه عامته مما لا يتابع عليه". اور عباد بن کثیر کی مذکورہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور جو مقدار میں نے لکھوائی ہے اس میں عام طور پر اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ "[2] میں عباد بن کثیر کو "متروك "کہا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل "[3] میں فرماتے ہیں: "كان الثوري يكذبه، ثم مات فلم يصل عليه". ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب کہتے تھے، پھر جب وہ مر گیا تو ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء "[4] میں فرماتے ہیں: "كذبه سفيان الثوري، وحضر وفاته، فلم يصل عليه". سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کذاب کہا ہے، اور سفیان اس کی وفات کے وقت موجود تھے، مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد "[5] میں فرماتے ہیں: "كان رجلا فاضلا

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٥٤٢/٥،رقم:١١٦٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] تذكرة الحفاظ:ص:١٧٢،رقم:٤٠٦،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] المدخل إلى الصحيح:ص:١٧٩،رقم:١٤٦،ت:ربيع بن هادي بن عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء:ص:١٢٢،رقم:١٧٦،ت:فاروق حماده،مطبعة النجاح الجديدة .

[5] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد:٤٦٨/٣،ت:بشار عواد معروف،سليم محمد عامر،مؤسسة

عابدا، وليس بالقوي". عباد بن کثیر فاضل، عابد تھا، اور "لیس بالقوی" تھا۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[1] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وعباد بن كثير عندهم ضعيف، لا يحتج به". عباد بن کثیر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص"[2] میں فرماتے ہیں: "تركوه".

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب التهذيب" میں فرماتے ہیں: "وقال ابن عدي: حدث من المناهي بمقدار ثلاث مائة حديث، قال: ومقدار ما أمليت من حديثه لا يتابع عليه، قلت: وحديث النهي الذي أشار إليه الجوزجاني هو الذي ذكر ابن عدي أنه مقدار ثلاثمائة حديث، وصدق ابن عدي، قد رأيتها، وكأنه لم يترك متنا صحيحا ولا سقيما فيه نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كذا إلا وساقه على ذلك الإسناد الذي ركبه.

وهو: حدثني عثمان الأعرج، حدثني يونس، عن الحسن البصري، قال: حدثني سبعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: عبد الله بن عمر، وعبد الله بن عمرو، وجابر، وأبي هريرة، ومعقل بن يسار، وعمران بن

الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[1] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ٣٩٧/٤، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] تلخيص الموضوعات: ص: ٣٣١، رقم: ٨٩٧، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] البداية والنهاية: ٤٢٤/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حصين، فساق الحديث عنهم، وافترى في زعمه أن الحسن سمع من هؤلاء، نعم! سمع من معقل وعمران، واختلف في سماعه من أبي هريرة"[1].

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عباد بن کثیر نے نواہی میں تین سو کے بقدر احادیث روایت کی ہیں، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عباد بن کثیر کی جتنی روایات میں نے لکھوائی ہیں، ان میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: حدیث نہی جس کی جانب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، یہ وہی ہے جس کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ وہ تین سو احادیث کے بقدر ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے، میں نے بھی ان احادیث کو دیکھا ہے، گویا کہ عباد بن کثیر نے نہ کوئی صحیح متن چھوڑا ہے اور نہ ہی کوئی سقیم متن جس میں یہ وارد ہوا کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں چیز سے منع فرمایا ہے" مگر یہ کہ اس کو اپنی بنائی ہوئی سند سے روایت کیا ہے۔

اور وہ بنائی ہوئی سند یہ ہے: مجھ سے عثمان اعرج نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے یونس نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے روایت کیا، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی ہے: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، اس کے بعد عباد نے ان سے حدیث روایت کی، اور عباد بن کثیر نے بزعم خود یہ جھوٹ باندھا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب سے سنا ہے، ہاں! حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے معقل رضی اللہ عنہ اور عمران رضی اللہ عنہ سے تو سنا ہے، البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے میں اختلاف ہے۔

---

[1] تهذيب التهذيب: ۱۰۱/۵، رقم: ۱٦۹، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲٦هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذیب"[1] فرماتے ہیں: "متروك، قال أحمد: روى أحاديث كذب". عباد بن کثیر متروک ہے، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے جھوٹی احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اتفقوا على توهينه"[2] عباد بن کثیر کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔

اہم فائدہ:

جن ائمہ محدثین نے عباد بن کثیر کے بارے میں جرح شدید کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ان کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے:

"اس نے ایسی جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں، جو اس نے نہیں سنی" (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء ہے، اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "اس سے روایت مت لو" (امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ)، "محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے، سکتوا عنه" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف، متروک الحدیث" (حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی ثقہ راویوں سے منقول حدیثوں میں انکار ہے" (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)، "کسی سمجھدار کے لئے مناسب نہیں کہ عباد بن کثیر کا تذکرہ علم میں کرے" (حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بثقہ" (حافظ برقی رحمۃ اللہ علیہ)، "ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ٢٩٠، رقم: ٣١٣٩، ت: محمد عوامه، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[2] كتاب موافقة الخبر الخبر في تخريج أحاديث المختصر: ١٦٢/١، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

کہتے تھے“ (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، ”سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کذاب کہا ہے“ (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک“ (حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ)، ”محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے“ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک“ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

روایت بطریق عباد بن کثیر کا حکم

اس تفصیلی سیاق کے ساتھ زیر بحث روایت کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”باطل“ کہا ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت کے دو طرق تھے، روایت بطریق فرات بن سائب اور روایت بطریق عباد بن کثیر، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بطریق فرات بن سائب کے ”ضعف شدید“ کی جانب اشارہ کیا ہے، اور روایت بطریق عباد بن کثیر کو مذکورہ مفصل خاص سیاق سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”باطل“ کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
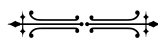
روایت نمبر ⑧

روایت: ”جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالی کا ہم نشین بنے، تو اس کو چاہیے کہ وہ صوفیہ کی ہم نشینی اختیار کرے“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”الموضوعات“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وأنبأنا محمد بن عبد الباقي، عن أبي محمد التميمي، عن أبى عبد الرحمن السُلَمِي، قال: حدثنا عبد الله بن أحمد بن جعفر، قال: حدثنا أحمد بن علي بن رزين، قال: حدثنا أحمد بن عبد الله الجُوَيْبَاري، قال: حدثنا سلم بن سالم، عن عباد بن كثير، عن مالك بن دينار، عن الحسن، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من سره أن يجلس مع الله فليجلس مع أهل الصوف“.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ کا ہم نشین بنے، تو اس کو چاہیے کہ وہ اون والوں (صوفیہ) کی ہم نشینی اختیار کرے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ”الموضوعات“ کے بعض نسخوں میں عباد

---

[1] كتاب الموضوعات:ص:٥٦٣،رقم:١٤٤٤،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

بن کثیر سے روایت کرنے والے راوی کا نام مسلم بن سالم لکھا ہے [1]، جو بظاہر تصحیف ہے، اور صحیح سلم بن سالم ہے، جیساکہ "موضوعات" کے دیگر نسخوں اور "لآلی" میں ہے۔

روایت بطریق احمد بن عبد اللہ جویباری پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ " الموضوعات "[2] میں زیر بحث روایت تخریج فرماتے ہیں:

"هذا موضوع، والمتهم به الجويباري، وقد بينا في مواضع أنه كذاب وضاع". یہ حدیث من گھڑت ہے اور جویباری اس کے نقل میں متہم ہے، اور ہم کئی مقامات پر یہ بیان کر چکے ہیں کہ جویباری کذاب، وضاع ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[3] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[4] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں اعتماد کیا ہے۔

---

[1] انظر كتاب الموضوعات:٤٩/٣،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ.

[2] كتاب الموضوعات:ص:٥٦٣،رقم:١٤٤٤،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[3] اللآلئ المصنوعة:٢٢٤/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تذكرة الموضوعات:ص:١٥٧،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[5] تنزيه الشريعة:٢٦٨/٢،رقم:٢،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سند میں موجود راوی عباد بن کثیر ثقفی کاہلی بصری (المتوفی مابین ۱۴۰ـ ۱۵۰ھ[1]) کے بارے میں ائمہ کا کلام

علامہ مجیب بن موسی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت مع سفيان الثوري بمكة فمات عباد بن كثير فلم يشهد سفيان جنازته"[2]. میں مکہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، جب عباد بن کثیر کا انتقال ہوا تو سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لسفيان الثوري: إن عباد بن كثير من تعرف حاله، وإذا حدث جاء بأمر عظيم، فترى أن أقول للناس: لا تأخذوا عنه؟ قال سفيان: بلى، قال عبد الله: فكنت إذا كنت في مجلس ذكر فيه عباد، أثنيت عليه في دينه، وأقول: لا تأخذوا عنه"[3].

میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: عباد بن کثیر کا حال تو آپ جانتے ہی ہیں، جب وہ روایت کرتا ہے، تو بڑی بات کرتا ہے، کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ میں لوگوں سے کہوں کہ اس سے روایت نہ لیں؟ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بالکل، عبد اللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: پھر جب میں کسی ایسی مجلس میں ہوتا جہاں عباد کا تذکرہ ہوتا، تو میں اس کے دین کی تعریف کر کے کہتا: اس سے روایت مت لو۔

اور ایک دوسری سند سے امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " انتهيت

---

[1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر ثقفی کاہلی کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير:٥٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ).

[2] المجروحين:١٦٧/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة١٤١٢هـ.

[3] صحيح مسلم:١٧/١،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،عيسي البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة الأولى١٤١٢هـ.

إلى شعبة، فقال: هذا عباد بن كثير، فاحذروه"[1]. میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، تو وہ فرما رہے تھے: یہ عباد بن کثیر ہے اس سے احتیاط کرو (یعنی روایات لینے میں)۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ما أدري من رأيت رجلا أفضل من عباد بن كثير في ضروب من الخير، فإذا جاء الحديث فليس منها في شيء"[2]. میں نے عباد بن کثیر سے بڑھ کر کسی کو کار خیر میں افضل نہیں پایا، لیکن جب حدیث کی بات آتی ہے تو وہ اس میں "لیس بشیء" ہوتا ہے۔

حافظ ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو ضعيف عندهم، وكان رجلا صالحا زاهدا، كان ابن عيينة يمدحه، وينهى عن ذكره إلا بخير، لتعبده وصلاحه"[3]. محدثین کے نزدیک یہ ضعیف ہے، نیک زاہد شخص تھا، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے تھے، اور ان کی عبادت وصلاح کی وجہ سے ذکر خیر کے علاوہ سے منع کرتے تھے۔

حافظ عبد اللہ بن ادریس اَوْدِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان شعبة لا يستغفر لعباد بن كثير"[4]. شعبہ رحمۃ اللہ علیہ عباد بن کثیر کے لئے استغفار نہیں کرتے تھے۔

امام عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "المصنف"[5] میں ابن مطیع سے نقل فرماتے

---

[1] صحيح مسلم: ١٧/١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، عيسي البابي الحلبي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
[2] المجروحين: ١٦٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.
[3] إكمال تهذيب الكمال: ١٨٠/٧، رقم: ٢٧٠٣، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ٥٣٨/٥، رقم: ١١٦٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[5] المصنف: ٢٩٩/١٠، رقم: ١٩١٦٨، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

ہیں:"أخرج عباد بن كثير بعد ثلاث سنين من قبره لم يفقد منه إلا شعرات، قال: فعلمنا أن هذا يدلنا على فضله، وكان عندنا ثقة".عباد بن کثیر کو ان کی قبر سے تین سال بعد نکالا گیا تو ان کے صرف چند بال کم تھے، ابن مطیع فرماتے ہیں: چنانچہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ ان کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے، اور عباد ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وعباد بن كثير الذي كان يكون بمكة، ليس بشيء في الحديث، وكان رجلا صالحا"[1].عباد بن کثیر جو مکہ میں تھا، حدیث میں لیس بشیء ہے، اور وہ نیک آدمی تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:"لا يكتب حديثه"[2]. عباد بن کثیر کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:"في حديثه ضعف"[3]. عباد بن کثیر بصری کی حدیث میں ضعف ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو"لم يكن بشيء" کہا ہے[4]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"عباد بن كثير أسوأ حالا من الحسن بن عمارة وأبي شيبة إبراهيم بن عثمان، روى أحاديث كاذبة لم يسمعها،

---

[1] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي:ص:١٤٦،رقم:٤٩٦،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء:٥٣٨/٥،رقم:١١٦٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٢٦٩/٤،رقم:٤٣١٩،ت:أحمد محمد نور سيف،مركز البحث العلمي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[4] سؤالات ابن أبي شيبة:ص:١٢٥،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

وكان من أهل مكة، وكان صالحا، قلت: فكيف كان يروي ما لم يسمع؟ قال: البلاء الغفلة"[1].

عباد بن کثیر، حسن بن عمارہ اور ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان سے بری حالت میں تھا، اس نے ایسی جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں، جو اس نے نہیں سنی، وہ اہل مکہ میں سے تھا اور نیک انسان تھا، ابو طالب کہتے ہیں میں نے عرض کیا! عباد کیسے ایسی روایات نقل کرتا تھا جو اس نے سنی ہی نہیں تھیں؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (اس کی) بلاء غفلت تھی۔

حافظ برقی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "ليس بثقة" کہا ہے[2]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] اور "الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التاريخ الصغير"[5] میں عباد بن کثیر کے بارے میں "سكتوا عنه" کہا ہے۔

حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[6] میں فرماتے ہیں: "عباد

---

[1] الجرح والتعديل: ٨٤/٦، رقم: ٤٣٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ١٧٩/٧، رقم: ٢٧٠٣، ت: عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] التاريخ الكبير: ٣٢٢/٥، رقم: ١٦٤٢، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ٢٠٠٨هـ.

[4] الضعفاء للبخاري: ص: ٧٩، رقم: ٢٢٧، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[5] التاريخ الصغير: ٩٧/٢، ت: يوسف المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[6] أحوال الرجال: ص: ١٧٧، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث إكادمي ـ فيصل آباد باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

بن كثير، فلا ينبغي لحكيم أن يذكره في العلم حسبك عنه بحديث النهي ".کسی سمجھدار کے لئے مناسب نہیں کہ عباد بن کثیر کا تذکرہ علم میں کرے، تمہارے لئے اس کی حدیثِ نہی ہی کافی ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں مذکور حدیث نہی کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں گزر چکا ہے۔

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف، متروك الحديث، وكان رجلا صالحا"[۱]. عباد بن کثیر ضعیف، متروک الحدیث ہے، اور وہ نیک آدمی تھا۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[۲]۔

حافظ یعقوب فسوی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاريخ"[۳] فرماتے ہیں: "ويذكر بزهد وتقشف وعبادة، وحديثه ليس بشيء". عباد بن کثیر کا زہد، سادگی اور عبادت کے طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے، اور اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[۴]۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق، من أهل الزهد، كثير الوهم، منكر الحديث، لا يحفظ"[۵]. صدوق ہے، زاہدین میں سے ہے، کثیر الوہم

---

[۱] إكمال تهذيب الكمال:۱۷۹/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[۲] سؤالات أبي عبيد الآجري:ص:۲٥۰،رقم: ۳۳۰،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة.

[۳] المعرفة والتاريخ:۱٤۰/۳،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

[۴] الضعفاء والمتروكين:ص:۱۷۲،رقم:٤۲۹،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[۵] إكمال تهذيب الكمال:۱۷۹/۷،رقم:۲۷۰۳،ت:عادل بن محمد وأسامه بن إبراهيم،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

ہے، منکر الحدیث ہے، احادیث محفوظ نہیں کرتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، وفي حديثه عن الثقات إنكار"[۱]. ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی ثقہ راویوں سے منقول حدیثوں میں انکار ہے۔

حافظ عبد الرحمن بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا زرعة عن عباد بن كثير، قلت: يكتب حديثه؟ قال: لا، ثم قال: كان شيخا صالحا، وكان لا يضبط الحديث، وكان في كتاب أبى زرعة حديث عن أحمد بن يونس، عن زهير، عن عباد بن كثير، فقال: اضربوا عليه، ولم يحدثنا به"[۲].
میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے عباد بن کثیر کے بارے میں سوال کیا کہ ان کی حدیثوں کو لکھا جائے گا؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں، پھر ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عباد بن کثیر شیخ صالح تھا، اور وہ حدیث ضبط نہیں کرتا تھا، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن یونس، عن زہیر، عن عباد بن کثیر کی سند سے ایک حدیث تھی، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو ترک کر دو، اور وہ حدیث ہم سے روایت نہیں کی۔

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت: عباد بن كثير الرملي وعباد بن كثير البصري؟ فقال: كلاهما واهيان في الحديث، وهما فاضلان متعبدان"[۳].
میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے عباد بن کثیر رملی اور عباد بن کثیر بصری کے بارے میں

---

[۱] الجرح والتعديل:٨٤/٦،رقم:٤٣٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[۲] الجرح والتعديل:٨٤/٦،رقم:٤٣٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[۳] سؤالات البرذعي:ص:١٢٤،رقم:١٣٨،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،إدارة الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: دونوں ہی حدیث میں واہی ہیں، اور دونوں صاحب فضل، عبادت گزار ہیں۔

حافظ ابو غسان مالک بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان جرير يحدث عن عباد بن كثير، فيقولون: اعفنا عنه، فيقول: ويحكم، كان شيخا صالحا، فيقولون: اعفنا عنه"[1]. جریر، عباد بن کثیر سے حدیث بیان کرتے تھے، لوگ کہتے کہ ہمیں اس سے معاف رکھیں، تو وہ کہتے کہ تم پر افسوس ہے، وہ نیک صالح بزرگ تھے، لوگ کہتے کہ ہمیں اس سے معاف رکھیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] **میں عباد بن کثیر کی چند روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:** "ولعباد بن كثير غير ما ذكرت من الحديث، ومقدار ما أمليت منه عامته مما لا يتابع عليه". اور عباد بن کثیر کی مذکورہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور جو مقدار میں نے لکھوائی ہے اس میں عام طور پر اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[3] **میں عباد بن کثیر کو** "متروك" **کہا ہے۔**

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[4] **میں فرماتے ہیں:** "كان

[1] الضعفاء الكبير:١٤٠/٣رقم:١١٢٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٥٤٢/٥،رقم:١١٦٥،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] تذكرة الحفاظ:ص:١٧٢،رقم:٤٠٦،ت:حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] المدخل إلى الصحيح:ص:١٧٩،رقم:١٤٦،ت:ربيع بن هادي بن عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

الثوري يكذبه، ثم مات فلم يصل عليه". ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب کہتے تھے، پھر جب وہ مر گیا تو ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "كذبه سفيان الثوري، وحضر وفاته، فلم يصل عليه". سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کذاب کہا ہے، اور سفیان اس کی وفات کے وقت موجود تھے، مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[2] میں فرماتے ہیں: "كان رجلا فاضلا عابدا، وليس بالقوي". عباد بن کثیر فاضل، عابد تھا، اور "لیس بالقوی" تھا۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[3] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وعباد بن كثير عندهم ضعيف، لا يحتج به". عباد بن کثیر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص"[4] میں فرماتے ہیں: "تركوه".

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر کو "متروك الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب التهذيب"[6] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الضعفاء: ص: ١٢٢، رقم: ١٧٦، ت: فاروق حماده، مطبعة النجاح الجديدة.

[2] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ٤٦٨/٣، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[3] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ٣٩٧/٤، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[4] تلخيص الموضوعات: ص: ٣٣١، رقم: ٨٩٧، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] البداية والنهاية: ٤٢٤/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] تهذيب التهذيب: ١٠١/٥، رقم: ١٦٩، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٦هـ.

”وقال ابن عدي: حدث من المناهي بمقدار ثلاث مائة حديث، قال: ومقدار ما أمليت من حديثه لا يتابع عليه، قلت: وحديث النهي الذي أشار إليه الجوزجاني هو الذي ذكر ابن عدي أنه مقدار ثلاثمائة حديث، وصدق ابن عدي، قد رأيتها، وكأنه لم يترك متنا صحيحا ولا سقيما فيه نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كذا إلا وساقه على ذلك الإسناد الذي ركبه.

وهو: حدثني عثمان الأعرج، حدثني يونس، عن الحسن البصري، قال: حدثني سبعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: عبد الله بن عمر، وعبد الله بن عمرو، وجابر، وأبي هريرة، ومعقل بن يسار، وعمران بن حصين، فساق الحديث عنهم، وافترى في زعمه أن الحسن سمع من هؤلاء، نعم! سمع من معقل وعمران، واختلف في سماعه من أبي هريرة“.

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عباد بن کثیر نے نواہی میں تین سو کے بقدر احادیث روایت کی ہیں، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عباد بن کثیر کی جتنی روایات میں نے لکھوائی ہیں، ان میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: حدیث نہی جس کی جانب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، یہ وہی ہے جس کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ وہ تین سو احادیث کے بقدر ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے، میں نے بھی ان احادیث کو دیکھا ہے، گویا کہ عباد بن کثیر نے نہ کوئی صحیح متن چھوڑا ہے اور نہ ہی کوئی سقیم متن جس میں یہ وارد ہوا کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں چیز سے منع فرمایا ہے“ مگر یہ کہ اس کو اپنی بنائی ہوئی سند سے روایت کیا ہے۔

اور وہ بنائی ہوئی سند یہ ہے: مجھ سے عثمان اعرج نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے یونس نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے روایت کیا، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی ہے: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، اس کے بعد عباد نے ان سے حدیث روایت کی، اور عباد بن کثیر نے بزعم خود یہ جھوٹ باندھا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب سے سنا ہے، ہاں! حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے معقل رضی اللہ عنہ اور عمران رضی اللہ عنہ سے تو سنا ہے، البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے میں اختلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[1] فرماتے ہیں: "متروك، قال أحمد: روى أحاديث كذب". عباد بن کثیر متروک ہے، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے جھوٹی احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اتفقوا على توهينه"[2] عباد بن کثیر کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔

اہم فائدہ:

جن ائمہ محدثین نے عباد بن کثیر کے بارے میں جرح شدید کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ان کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے:

"اس نے ایسی جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں، جو اس نے نہیں سنی" (امام احمد بن

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ۲۹۰، رقم: ۳۱۳۹، ت: محمد عوامه، دار الرشيد - حلب، الطبعة الثالثة ۱۴۱۱هـ.

[2] كتاب موافقة الخبر الخبر في تخريج أحاديث المختصر: ۱۶۲/۱، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الثانية ۱۴۱۴هـ.

حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، ”لیس بشیء ہے، اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا“ (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، ”اس سے روایت مت لو“ (امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ)، ”محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے، سکتوا عنہ“ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک الحدیث“ (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، ”ضعیف، متروک الحدیث“ (حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ)، ”اس کی ثقہ راویوں سے منقول حدیثوں میں انکار ہے“ (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، ”اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا“ (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)، ”کسی سمجھدار کے لئے مناسب نہیں کہ عباد بن کثیر کا تذکرہ علم میں کرے“ (حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”لیس بثقہ“ (حافظ برقی رحمۃ اللہ علیہ)، ”ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب کہتے تھے“ (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، ”سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کذاب کہا ہے“ (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک“ (حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ)، ”محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے“ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، ”متروک“ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

سند میں موجود راوی ابو محمد سلم بن سالم بلخی خراسانی زاہد (المتوفی ۱۹۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سمعت ابن المبارك: وذكر عنده حديث لسلم بن سالم، فقال: هذا من عقارب سلم“[1]. **ایک دن عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سلم بن سالم بلخی سے مروی ایک حدیث کا تذکرہ ہوا، تو میں نے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ سلم کے بچھوؤں میں سے ہے۔**

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٦٧/٤، رقم: ١١٤٩، دائرة المعارف العثمانية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[1] **میں فرماتے ہیں:** "سمعت أبي يقول: سلم بن سالم يعني البلخي ليس بذاك في الحديث، كأنه ضعفه". **میں نے اپنے والد کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے سلم بن سالم کو حدیث میں "لیس بذاک" کہا، گویا کہ انہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے۔**

حافظ ابن سعد "الطبقات"[2] **میں فرماتے ہیں:** "وكان مرجئا، ضعيفا في الحديث، ولكنه كان صارما، يأمر بالمعروف، وينهى عن المنكر". **سلم بن سالم مرجیء تھا، حدیث میں ضعیف تھا، لیکن بہادر تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا۔**

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ **نے سلم بن سالم بلخی کو** "ليس بشيء"[3] **کہا ہے۔**

حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ **نے** "أحوال الرجال"[4] **میں سلم بن سالم کو** "غير ثقة" **کہا ہے۔**

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** "سلم بن سالم كيف هو؟ قال: أخبرني بعض الخراسانيين، قال: سمعت ابن المبارك يقول: اتق حيات سلم بن سالم، لا تلسعك"[5]. **میں نے ابو زرعہ** رحمۃ اللہ علیہ **سے سلم بن سالم کے بارے میں**

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۳/۳۲۲،رقم:٥٤٣٤،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] الطبقات الكبرى:٧/٢٦٤،رقم:٣٦٥٠،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٢/٢٧٣،رقم:٤٧٥٦،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

[4] أحوال الرجال:ص:٣٥٢،رقم:٣٩٠،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[5] سؤالات البرذعي:ص:٢٤٩،رقم:٤٤٢،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ فرماتے ہیں: مجھے بعض خراسانیوں نے بتایا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سلم بن سالم کے سانپوں سے بچو، تمہیں ڈس نہ لیں۔

حافظ عبد الرحمن بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبا زرعة يقول: ما أعلم أني حدثت عن سلم بن سالم إلا أظنه مرة، قلت: كيف كان في الحديث؟ قال: لا يكتب حديثه، كان مرجئا وكان لا ـ وأومأ بيده إلى فيه ـ يعني لا يصدق."[1]. میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے نہیں معلوم کہ میں نے سلم بن سالم سے روایت کی ہو سوائے ایک مرتبہ کے، میں نے عرض کیا وہ حدیث میں کیسا تھا؟ فرمایا: اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا، وہ مرجئ تھا، اور وہ "لا" تھا، یہ کہہ کر ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منہ کی جانب اشارہ کیا، یعنی وہ سچ نہیں بولتا تھا۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبي يقول: سلم بن سالم ضعيف الحديث، وترك حديثه، ولم يقرأه علينا"[2]. میں نے اپنے والد کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سلم بن سالم ضعیف الحدیث ہے، اور انہوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور ہم پر اس کی حدیث کو نہیں پڑھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں سلم بن سالم کو "ضعیف" کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٦٧/٤، رقم: ١١٤٩، دائرة المعارف العثمانية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٦٧/٤، رقم: ١١٤٩، دائرة المعارف العثمانية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٨٣، رقم: ٢٣٥، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے "قبول الأخبار"[1] میں سلم بن سالم بلخی کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، يقلب الأخبار [قلبا]، وكان مرجئا شديد الإرجاء داعية إليها، كان ابن المبارك يكذبه". سلم بن سالم منکر الحدیث ہے، روایات میں قلب کرتا تھا، اور سخت مرجیء تھا، ارجاء کی طرف دعوت تھا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو جھوٹا کہتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "ولسلم بن سالم أحاديث إفرادات وغرائب، وأنكر ما رأيت له ما ذكرته من هذه الأحاديث، وبعضها لعل البلاء فيه من غيره، وأرجو أنه لا بأس به، ويحتمل حديثه". اور سلم بن سالم کی افراد و غرائب ہیں، اوران میں زیادہ منکر روایات جو میں نے دیکھی تھیں وہ میں نے ذکر کر دیں، اور ان میں سے بعض میں بلاء شاید اس کے علاوہ کی طرف سے ہو، اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ لا بأس بہ ہے، اور اس کی حدیث کا تحمل کیا جائے گا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[4] میں فرماتے ہیں: " كذبه عبد الله بن المبارك، وله عن ابن جريج وعبيد الله بن عمر وسفيان الثوري أحاديث

---

[1] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۲/۲۴۵،رقم: ۴۶۱،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ.

[2] المجروحين:۱/۳۴۴،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱۴۱۲هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:۴/۳۴۹،رقم:۷۷۹،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] المدخل إلى الصحيح:ص:۱۴۵،رقم:۷۵،ت:ربيع بن عمير هادي المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۰۴هـ.

موضوعة، كان يحج ويكتب عنه في الطريق، وقد روى عنه جماعة من الأئمة، لعلهم لم يقفوا على حاله إلا بعد الكتابة عنه". سلم بن سالم بلخی کو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا کہا ہے، اور اس کی ابن جریج، عبید اللہ بن عمر اور سفیان ثوری کے انتساب سے من گھڑت احادیث ہیں، یہ حج کرتا تھا اور راستہ میں اس سے احادیث لکھی جاتی تھیں، اور اس سے ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے، شاید کہ ان کو اس کے حال کی واقفیت اس کی احادیث لکھنے کے بعد ہی ہوئی۔

حافظ خلیلی "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: " أجمعوا على ضعفه، رأيت في أصل عبد الرحمن بن أبي حاتم الرازي من حديث الحسن بن عرفة، حديثين للحسن عن سلم بن سالم، قال عبد الرحمن: اضربوا عليهما، فإني لا أروي حديث سلم بن سالم، وقال ابن شقيق: ذكرت لابن المبارك حديثا لسلم، فقال: هذا من عقاربه، وروي من حديث ثابت عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم في الرؤية، وهو من حديث ثابت، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن صهيب، سكت عنه الشيوخ كلهم إلا من كان من ضعفاء بلخ، ولم يكن من صنعته هذا الشأن".

سلم بن سالم بلخی کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے، میں نے عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی کی اصل میں حسن بن عرفہ کی دو حدیثیں حسن عن سلم بن سالم کے طریق سے دیکھیں، عبد الرحمن نے فرمایا: ان دونوں کو ترک کر دو، کیوں میں سلم بن سالم کی حدیث کو روایت نہیں کرتا، ابن شقیق فرماتے ہیں: میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سلم کی ایک حدیث ذکر کی، انہوں نے فرمایا: یہ سلم کے

[1] الإرشاد: ۹۳۱/۳، رقم: ۸۵۵، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ۱٤۰۹ھ۔

بچھوؤں میں سے ہے، اور سلم نے ثابت عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے رؤیہ میں ایک حدیث روایت کی، اور وہ ثابت، عن عبد الرحمن بن ابی لیلی، عن صہیب رضی اللہ عنہ کے طریق سے تھی، ان کے بارے میں تمام مشائخ نے سکوت فرمایا ہے، سوائے ضعفائے بلخ کے، اور یہ کام اس کی صناعت میں سے نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "سلم بن سالم البلخي غير قوي". سلم بن سالم حدیث میں قوی نہیں ہے۔

حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وسلم هذا منكر الحديث، وكان ابن المبارك يكذبه". سلم بن سالم منکر الحدیث ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب کہتے تھے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "المنتظم"[3] میں فرماتے ہیں: "وقد اتفق المحدثون على تضعيف رواياته". محدثین اس کی روایات کے ضعف پر متفق ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[4] میں سلم بن سالم کی ایک منکر روایت نقل کرنے بعد فرماتے ہیں: "انفرد به سلم بن سالم البلخي، وهو ضعيف باتفاق". سلم بن سالم اس کو نقل کرنے میں متفرد ہے، اور وہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ۱۳۱/۷، رقم: ٤٧٧٣، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ۱۲۷، رقم: ۲۹٦، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: ۹/۱۰، رقم: ١٠٦٣، ت: محمد عبد القادر عطا ومصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

[4] تاريخ الإسلام: ٥٣٩/١٣، رقم: ٥٠٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية"[1] میں فرماتے ہیں: "وكان عابدا زاهدا، مكث أربعين سنة لم يفرش له فراش، وصامها كلها إلا يومي العيد، ولم يرفع رأسه إلى السماء، وكان داعية الإرجاء، ضعيف الحديث، إلا أنه كان رأسا في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر". یہ عابد زاہد تھا، چالیس سال اس حال میں رہا کہ اس کا بستر نہیں بچھایا گیا، عیدین کے علاوہ سال بھر روزہ دار رہتا، اور آسمان کی جانب سر نہیں اٹھاتا تھا، اور یہ ارجاء کی طرف بہت زیادہ دعوت دیتا تھا، ضعیف الحدیث تھا، مگر وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سر دار تھا۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وفيه سلم بن سالم، ضعفه جمهور الأئمة أحمد، وابن المبارك، ومن بعدهم، وقال ابن عدي: أرجو أنه لا بأس به". اس میں سلم بن سالم ہے، جسے جمہور ائمہ: احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں امید کرتا ہوں کہ یہ لاباس بہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الافکار"[3] میں ایک روایت کے تحت سلم بن سالم کو "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[4] میں ایک روایت کے تحت سلم بن سالم کو "کذاب" کہا ہے۔

---

[1] البداية والنهاية: ۲۲۵/۱۰، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الثامنة ۱٤۱۰هـ.

[2] مجمع الزوائد: ۲۰٤/۷، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[3] نتائج الأفكار: ٦۷/۲، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[4] الزيادات على الموضوعات: ص: ۱٤٤، رقم: ۱٦۰، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشريعة"[1] میں سلم بن سالم بلخی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "رماه أبو زرعة بالكذب، وقال ابن المبارك: اتق حيات سلم لا تلسعك". اسے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹ میں متہم قرار دیا ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سلم کے سانپوں سے بچو، تمہیں ڈس نہ لیں۔

اہم فائدہ:

جن ائمہ محدثین سلم بن سالم کے بارے میں جرح شدید کے اقوال استعمال کئے ان کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے:

"سلم بن سالم کے سانپوں سے بچو، تمہیں ڈس نہ لیں" (امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "غیر ثقہ ہے" (حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)، "سلم بن سالم منکر الحدیث ہے، روایات میں قلب کرتا ہے، اور سخت مرجیء تھا، ارجاء کی طرف دعوت تھا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو کذاب کہتے تھے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی ابن جریج، عبید اللہ بن عمر اور سفیان ثوری کے انتساب سے من گھڑت روایات ہیں" (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "منکر الحدیث" (حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب ہے" (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[1] تنزيه الشريعة:٦٤/١،رقم:٣٢،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سند میں موجود راوی احمد بن عبد اللہ بن خالد بن موسی بن مرداس بن نہیک تیمی عبسی ابو علی شیبانی ہروی جویباری (المتوفی ۲۴۷ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جویباری کو ''کذاب، لیس بثقة'' کہا ہے[1]۔

حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ ''أحوال الرجال''[2] میں فرماتے ہیں: ''كان يضع الحديث، ما أدري حسب إيمانه''. حدیث گھڑتا تھا، میں اس کے ایمان کا حال نہیں جانتا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ''المجروحين''[3] میں فرماتے ہیں: ''دجال من الدجاجلة، كذاب، يروي عن ابن عيينة ووكيع وأبي ضمرة وغيرهم من ثقات أصحاب الحديث، ويضع عليهم ما لم يحدثوا، وقد روى عن هؤلاء الأئمة ألوف حديث ما حدثوا بشيء منها، كان يضعها عليهم، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل الجرح فيه، ولو أن أحداث أصحاب الرأي بهذه الناحية خفي عليهم شأنه لم أذكره في هذا الكتاب، لشهرته عند أصحاب الحديث قاطبة بالوضع على الثقات ما لم يحدثوا''.

دجالوں میں سے ایک دجال ہے، کذاب ہے، ابن عیینہ، وکیع، ابو ضمرہ اور ان کے علاوہ ثقات اصحاب حدیث سے روایت کرتا ہے، اور ان پر ایسی احادیث گھڑتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کیں، اور جویباری نے ان ائمہ سے

[1] الضعفاء والمتروكين: ص:٥٩، رقم:٦٩، ت: بوران الضناوي، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] أحوال الرجال: ص:٣٤٩، رقم:٣٨٥، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث إكادمي ـ فيصل آباد، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[3] المجروحين: ١٤٢/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

ہزاروں ایسی احادیث نقل کی ہیں، جن میں سے ایک بھی انہوں نے روایت نہیں کی، یہ ان پر ان احادیث کو گھڑتا تھا، اس کا ذکر کتب میں بغیر جرح کے حلال نہیں، اور اگر اس طرف کے نئے اصحاب الرای پر اس کی شان مخفی نہ ہوتی، تو میں اس کا ذکر اس کتاب میں نہ کرتا، کیوں کہ یہ تمام اہل حدیث کے نزدیک ثقات پر ایسی احادیث گھڑنے میں مشہور ہے جو انہوں نے روایت ہی نہیں کیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہی "المجروحین"[1] میں اسحاق بن نجیح ملطی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وقد تعلق به أحمد بن عبد الله الجويباري، (فكان يروي عنه ما وضعه إسحاق، ويضع عليه ما لم يضع أيضا)". اورجویباری اسحاق بن نجیح کے متعلقین میں سے تھا، اور اسحاق کی من گھڑت روایات نقل کرتا تھا، اور اسحاق پر وہ روایات بھی گھڑتا تھا جو اسحاق نے نہیں گھڑیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ محمد بن تمیم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وإنما كان السبب في تركهم إياهما، أنهما كانا يضعان الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم وضعا"[2]. اور ہمارے شیوخ کی ان دونوں کو ترک کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ محمد بن کرام اور جویباری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب حدیث گھڑتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ولعلهما قد وضعا على النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين مائة ألف حديث"[3].

[1] المجروحين: ١٣٤/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] المجروحين: ٣٠٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] انظر تاريخ الإسلام: ١٩٠/٦، رقم: ٤٩٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

اور شاید محمد بن تمیم اور جویباری نے نبی ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، اور تابعین پر ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول تلاش بسیار کے باوجود "صحیح ابن حبان"، "مجروحین"، "ثقات" اور "روضۃ العقلاء" میں نہیں مل سکا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث عن جرير والفضل بن موسى وغيرهما بأحاديث وضعها عليهم، وكان يضع الحديث لابن كرام على ما يريده، وكان ابن كرام يضعها في كتبه عنه، ويسميه أحمد بن عبد الله الشيباني". جویباری نے جریر، فضل بن موسی اور ان دونوں کے علاوہ سے ایسی احادیث نقل کی ہیں جو جویباری ہی نے ان پر گھڑی ہیں، اور جویباری، ابن کرام کے لئے اس کی چاہت کے مطابق حدیث گھڑتا تھا، اور ابن کرام یہ روایات جویباری سے نقل کر کے اپنی کتب میں لکھتا تھا، اور اس کا نام احمد بن عبد اللہ شیبانی ذکر کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہی "الکامل"[2] میں جویباری کی چند روایات نقل کر کے فرماتے ہیں: "ولأحمد بن عبد الله الهروي مما وضعه أحاديث كثيرة لم أخرجها هنا". احمد بن عبد اللہ ہروی کی بہت سی من گھڑت احادیث ایسی ہیں جن کو میں نے یہاں تخریج نہیں کیا ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩١/١،رقم:١٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩٣/١،رقم:١٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[۱] **میں لکھتے ہیں:** "كذاب، خبيث، قد وضع على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة في فضائل الأعمال وغيرها، لا تحل كتبة حديثه ولا روايته بوجه". **کذاب، خبیث ہے، فضائل اعمال اور اس کے علاوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ساری احادیث گھڑی ہیں، اس کی حدیث کو لکھنا اور روایت کرنا کسی صورت حلال نہیں ہے۔**

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر میں فرماتے ہیں: "ومنهم جماعة وضعوا الحديث حسبة كما زعموا، يدعون الناس إلى فضائل الأعمال مثل أبى عصمة نوع بن أبي مريم المروزي، ومحمد بن عكاشة الكرماني، وأحمد بن عبد الله الجوبارى، ومحمد بن القاسم الطايكاني، ومأمون بن عبد الله الهروي وغيرهم"[۲].

اور ایک جماعت ان میں وہ ہے جس نے احادیث ثواب کی امید سے گھڑی ہیں، جیساکہ ان کا گمان ہے، لوگوں کو اعمال کے فضائل کی طرف دعوت دیتے تھے، جیسے ابو عصمہ نوح بن ابی مریم مروزی، محمد بن عکاشہ کرمانی، احمد بن عبد اللہ جوباری، محمد بن قاسم طایکانی اور مامون بن عبد اللہ ہروی وغیرہ۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[۳] **میں جویباری کو** "كذاب" **کہا ہے۔**

---

[۱] المدخل إلى الصحيح:ص:۱۲۰،رقم:۱۵،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] المدخل إلى كتاب الإكليل:ص:۵۳،ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.

[۳] الضعفاء والمتروكون:ص:١١٤،رقم:۳۷،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر جویباری کو "متروك"[1] قرار دیا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر جویباری کے بارے میں فرماتے ہیں: "كذاب، دجال، خبيث، وضاع للحديث، لا يكتب حديثه، ولا يذكر"[2]. جھوٹا، دجال، خبیث ہے، حدیث گھڑنے والا ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے، اور نہ ہی اس کا ذکر کیا جائے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أحمد بن عبد الله الشيباني هو الجويباري، وهو ممن يضع الحديث". احمد بن عبد اللہ شیبانی وہ جویباری ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے، جو حدیث گھڑتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "حديث الجويباري"[4] میں فرماتے ہیں: "وأما أحمد بن عبد الله الجويباري [الهروي]، فإني أعرفه حق المعرفة بوضع الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقد وضع عليه أكثر من ألف حديث". رہی بات احمد بن عبد اللہ جویباری ہروی کی، تو میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث گھڑنے میں بخوبی پہچانتا ہوں، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں۔

---

[1] سؤالات البرقاني للدارقطني:ص:١٦،رقم:٣٣،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سؤالات السلمي للدارقطني:ص:١٢٦،رقم:٦٠،ت:فريق من الباحثين،ط:مكتبة الملك فهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[3] شعب الإيمان:٥٣/١٣،رقم:٩٩٤١،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] حديث الجويباري في مسائل عبد الله بن سلام:تحت مجموعة أجزاء حديثية:٢١٥/٢،رقم:٤،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"لا نعرف أحدا أكثر وضعا منه"[۱].
ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو جویباری سے زیادہ حدیث گھڑتا ہو۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[۲] میں فرماتے ہیں:" كذاب، يروي عن الأئمة أحاديث موضوعة، عن مالك، والثوري، وابن جريج، وغيرهم، وكان يضع لأبي عبد الله محمد بن كرام الزاهد الهروي أحاديث مصنوعة، وكان ابن كرام يسمعها منه، وكان مغفلا". کذاب ہے، ائمہ میں سے مالک رحمۃ اللہ علیہ، ثوری، ابن جریج اور ان کے علاوہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اور جویباری، ابو عبد اللہ محمد بن کرام زاہد ہروی کے لئے احادیث گھڑتا تھا، اور ابن کرام ان کو سنتا تھا اور وہ غافل شخص تھا۔

حافظ ابو حاتم سہل بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"قد وضع أحمد بن عبد الله الجويباري، ومحمد بن عكاشة الكرماني، ومحمد بن تميم الفاريابي على رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرة آلاف حديث"[۳]. احمد بن عبد اللہ جویباری، محمد بن عکاشہ کرمانی اور محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[۴] میں فرماتے ہیں:

---

[۱] لسان الميزان:۴۹٦/۱،رقم:٥٦٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۲] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:۸۷٥/۳،رقم:۷۹۳ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[۳] تاريخ مدينة دمشق:۲۳٤/٥٤،رقم:٦۷٥۸،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[۴] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٦۰/۱،رقم:۲۹،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

"أحمد بن عبد الله بن خالد الجوباري الهروي الواضع على رسول الله صلى الله عليه وسلم غير حديث، ساقط، متروك". **احمد بن عبد اللہ بن خالد جوباری ہروی نے رسول اللہ ﷺ پر کئی حدیثیں گھڑی ہیں، یہ ساقط، متروک ہے۔**

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[1] **میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:** "وكان الجوباري يضع الحديث". **جوباری حدیث گھڑتا تھا۔**

حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[2] **میں ایک روایت کے تحت جویباری کو** "كذاب" **کہا ہے۔**

نیز حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وأحمد هذا دجال من الدجاجلة، يضع الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى الثقات من الأئمة"[3]. **اور احمد یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے، رسول اللہ ﷺ اور ائمہ میں سے ثقات پر حدیث گھڑتا ہے۔**

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطيل"[4] **میں فرماتے ہیں:** "وأحمد بن عبد الله الجويباري، والمأمون بن أحمد السلمي كان يكذبان ويضعان الأحاديث". **احمد بن عبد اللہ جویباری اور مامون بن احمد سلمی جھوٹ بولتے تھے اور احادیث گھڑتے تھے۔**

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٣/٤، رقم: ١٦٩٨، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ٤١٦/١، رقم: ٥٤٣، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] تذكرة الحفاظ: ص: ١٥٧، رقم: ٣٦٩، ت: حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] الأباطيل والمناكير: ١٩٨/١، رقم: ١٨٦، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، إدارة البحوث الإسلامية ۔ بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطیل"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأحمد بن عبد الله هذا كان خبيثا، دجالا من الدجاجلة، كذابا، يروي عن ابن عيينة، ووكيع، وأبي ضمرة، وغيرهم من ثقات أصحاب الحديث، ويضع عليهم ما لم يحدثوا، وقد روى عن هؤلاء الأئمة ألوف حديث ما حدثوا بشيء منها، كان يضعها عليهم، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل الجرح فيه". احمد بن عبد اللہ یہ خبیث ہے، دجالوں میں سے ایک دجال ہے، جھوٹا ہے، ابن عیینہ، وکیع، ابو ضمرہ اور ان کے علاوہ ثقہ اصحاب حدیث سے روایت کرتا ہے، اور ان پر ایسی حدیثیں گھڑتا ہے جو انہوں نے اسے بیان نہیں کی ہوتیں، اور یہ ان ائمہ کے انتساب سے ایسی ہزاروں حدیثیں روایت کرتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کی ہوتیں، یہ ان ائمہ پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کا ذکر کرنا کتب میں حلال نہیں ہے سوائے اس پر جرح کے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[2] میں فرماتے ہیں: "كان دجالا، كذابا، أفاكا، لا يحتج بحديثه". جوباری دجال، کذاب، افاک تھا، اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[3] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "الكذاب، الخبيث، الوضاع". یہ کذاب، خبیث اور حدیث گھڑنے والا ہے۔

---

[1] الأباطيل والمناكير: ۱۸/۱، رقم: ۱۵، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، إدارة البحوث الإسلامية ـ بنارس، الطبعة الأولى ۱۴۰۳هـ.

[2] الأنساب: ۳۷۵/۳، رقم: ۹۷۰، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۹۷هـ.

[3] الأنساب: ۴۲۴/۳، رقم: ۱۰۰۶، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۹۷هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "التحقیق "[1] میں فرماتے ہیں:"وكان كذابا، يضع الحديث، أجمع أهل النقل على ذلك". احمد بن عبد اللہ ہروی جویباری کذاب تھا، حدیث گھڑتا تھا، اہل نقل کا اس بات پر اجماع ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن عبد الہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنقیح التحقیق "[2] میں اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات "[3] میں ایک روایت کے تحت جویباری کو " كذاب، وضاع " کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الميزان "[4] میں فرماتے ہیں:"الجوباري ممن يضرب المثل بكذبه". جوباری ان لوگوں میں سے ہے جن کا جھوٹ ضرب المثل ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني "[5] میں جویباری کو " كذاب، جبل " کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء "[6] میں فرماتے ہیں:"دجال، مغير، وضع حديثا كثيرا". دجال ہے، مغیر ہے، اس نے بہت زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں۔

---

[1] التحقيق في أحاديث الخلاف: ۲۱۹/۲، ت: مسعد عبد الحميد محمد السعدني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] تنقيح التحقيق: ١٨٧/٤، ت: سامي بن محمد وعبد العزيز بن ناصر، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ٢٢٠/١، رقم: ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ١٠٧/١، رقم: ٤٢١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] المغني في الضعفاء: ٧٢/١، رقم: ٣٢٢ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] ديوان الضعفاء: ص: ٦، رقم: ٥٨، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البدایة"[1] میں احمد بن عبد اللہ جویباری اور محمد بن تمیم فاریابی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكانا كذابين وضاعين". یہ دونوں کذاب، وضاع تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جویباری کو "أحد الكذابين" کہا ہے[2]۔

علامہ ابن عرق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعه"[3] میں احمد بن عبد اللہ جویباری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "دجال، وضع حديثا كثيرا". جویباری دجال ہے، اس نے بہت سی احادیث گھڑی ہیں۔

اہم فائدہ:

سند میں موجود راوی احمد بن عبد اللہ جویباری کے بارے میں جن ائمہ محدثین نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں ان کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

"کذاب، لیس بثقہ" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا تھا" (حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "دجالوں میں سے ایک دجال ہے، کذاب ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "جویباری، ابن کرام کے لئے اس کی چاہت کے مطابق حدیث گھڑتا تھا" (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب، خبیث ہے، فضائل اعمال اور اس کے علاوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ساری احادیث گھڑی ہیں، اس کی حدیث کو لکھنا اور روایت کرنا کسی صورت حلال نہیں" (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب، دجال، خبیث"

---

[1] البداية والنهاية: ٥١٦/١٤، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر۔مصر، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
[2] لسان الميزان: ٤٢١/٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
[3] تنزيه الشريعة ٢٨/١، رقم: ١٢٩، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

(امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، ”اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں“ (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)، ”ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو جویباری سے زیادہ حدیث گھڑتا ہو“ (حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ)، ”کذاب ہے، ائمہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا تھا“ (حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ)، ”احمد بن عبد اللہ جویباری، محمد بن عکاشہ کرمانی اور محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں“ (حافظ سہل بن سری رحمۃ اللہ علیہ)، ”اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی حدیثیں گھڑی ہیں، ساقط، متروک ہے“ (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”کذاب، دجالوں میں سے ایک دجال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ثقات ائمہ پر حدیث گھڑتا ہے“ (حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ)، ”خبیث ہے، دجالوں میں سے ایک دجال ہے، جھوٹا ہے، ابن عیینہ، وکیع، ابو ضمرہ اور ان کے علاوہ ثقہ اصحاب حدیث سے روایت کرتا ہے، اور ان پر ایسی حدیثیں گھڑتا ہے جو انہوں نے اسے بیان نہیں کی ہوتیں، اور یہ ان ائمہ کے انتساب سے ایسی ہزاروں حدیثیں روایت کرتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کی ہوتیں، یہ ان ائمہ پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کا ذکر کرنا کتب میں حلال نہیں ہے سوائے اس پر جرح کے“ (حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”حدیث گھڑتا تھا“ (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، ”کذاب، خبیث اور وضاع ہے“ (حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ)، ”کذاب تھا، حدیث گھڑتا تھا، اہل نقل کا اس بات پر اجماع ہے“ (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)، ”کذاب، وضاع تھا“ (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، ”ان لوگوں میں سے ہے، جن کا جھوٹ ضرب المثل ہے“، ”دجال ہے، مغیر ہے، اس نے بہت زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں“ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، ”جھوٹوں میں سے ایک ہے“ (حافظ

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "دجال ہے، بہت سی احادیث گھڑی ہیں" (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ)۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
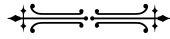
روایت نمبر⑨

روایت: ایک شخص کا غرائب علم سیکھنے کے لئے آنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے چند سوالات کرنا، مثلاً حق تعالی کی معرفت، موت کی پہچان، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب میں ارشاد فرمانا کہ پہلے اس پر پختگی اختیار کرو، پھر آکر غرائب علم سیکھنا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" تک کہا ہے، بہر صورت بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ "الزهد"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا خالد بن أبي كريمة، عن عبد الله بن مسور أبي جعفر المدائني رجل من بني هاشم، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! علمني من غرائب العلم، قال: وما صنعت في رأس العلم، حتى تسأل عن غرائبه، قال: يا رسول الله! وما رأس العلم؟ قال: هل عرفت الرب؟ قال: نعم، قال: فماذا صنعت في حقه؟ قال: ما شاء الله، قال: هل عرفت الموت؟ قال: نعم، قال: فما أعددت له؟ فقال: ما شاء الله، قال: فانطلق، فأحكم رأس العلم، ثم تعال، فتعلم غرائبه".

عبد اللہ بن مسور کہتے ہیں: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

[1] كتاب الزهد: ١/٢٣٧، رقم: ١٤، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے غرائب علم سکھایئے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم نے اساس علم میں کیا کیا ہے کہ اس کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اساس علم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے رب کو پہچانا؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے اس کے حق میں کیا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جو اللہ تعالی نے چاہا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے موت کو پہچانا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے اس کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا: جو اللہ تعالی نے چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم چلے جاؤ، اس علم میں پختگی اختیار کرو، پھر آنا، اس کے غرائب سیکھنا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "رياضة المتعلمين"[1] میں، حافظ ابو القاسم عبد الرحمن جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الموطأ"[2] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[3] میں، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع بيان العلم"[4] میں اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإلماع"[5] میں تخریج کی ہے، تمام

---

[1] رياضة المتعلمين:ص:۲۹۲،رقم:۳۴۵،ت:نظام محمد صالح يعقوبي،دار النوادر ــ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] مسند الموطأ:ص:٨٦،رقم:١٠،ت:لطفي بن محمد الصغير،دار الغرب الإسلامي ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.

[3] حلية الأولياء:٢٤/١،دار الفكر ــ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] جامع بيان العلم وفضله:٦٩١/١،رقم:١٢٢٢،ت:أبي الأشبال الزهيري،دار ابن الجوزي ــ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[5] الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع:ص:٢١٣،ت:السيد أحمد صقر،دار التراث ــ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.

سندیں سند میں موجود راوی خالد بن ابی کریمہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں:

"ابن السني وأبو نعيم في كتاب الرياضة لهما وابن عبد البر من حديث عبد الله بن المسور مرسلا، وهو ضعيف جدا". ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الریاضہ" میں، نیز ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن مسور کی حدیث مرسلاً تخریج کی ہے، اور یہ عبد اللہ بن مسور "ضعیف جداً" ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات"[2] میں فرماتے ہیں:

"عبد الله بن المسور قال أحمد وغيره: أحاديثه موضوعة، وقال ابن المديني: كان يضع الحديث، ولا يضع إلا ما فيه أدب أو زهد، فيقال له في ذلك، فيقول: إن فيه أجرا، وقال البخاري: يضع الحديث، وقال النسائي: كذاب".

احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عبد اللہ بن مسور کے بارے میں فرمایا ہے: اس کی احادیث من گھڑت ہیں، ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حدیث گھڑتا تھا، اور وہ صرف ادب یا

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ٤١/١، رقم: ١٥٥، ت: أبو محمد أشرف، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات: ١٧٨/١، رقم: ٢٠٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

زہد سے متعلق احادیث گھڑتا تھا، اس سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو اس نے کہا: اس میں اجر ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حدیث گھڑتا تھا، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ جھوٹا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] کی تیسری فصل میں یہ روایت لاکر فرماتے ہیں: "وعبد الله بن المسور كان يضع". (سند میں موجود) راوی عبد اللہ بن مسور حدیث گھڑتا تھا۔

اس کے بعد علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو جعفر عبد اللہ بن مسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب قریشی ہاشمی مدائنی (المتوفی مابین ۱۰۰ھ - ۱۱۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ رقبہ بن مصقلہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " أن عبد الله بن المسور المدائني رجلا من بني هاشم، وضع أحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكلاما وهو حق، فاختلط بأحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاحتمله الناس"[3]. بے شک عبد اللہ بن مسور مدائنی بنی ہاشم کا ایک شخص تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے احادیث گھڑی ہیں، اور ایسا کلام گھڑا

---

[1] تنزيه الشريعة:۲۷۷/۱،رقم:۸۹،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۰۰ھ اور ۱۱۰ھ کے درمیان ہوا ہے(التاريخ الصغير:۳۰۵/۱، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[3] انظر تاريخ بغداد:٤۱٤/۱۱،رقم:٥۲٦٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

ہے جو کہ حق ہے، جسے یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ساتھ خلط ملط کر دیتا، پھر لوگ اس کا تحمل کر لیتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1] اور "التاریخ الصغیر"[2] میں فرماتے ہیں: "قال جرير عن رقبة: كان أبو جعفر يضع الحديث أو نحوه". جریر (یعنی جریر بن عبد الحمید ضبی)، رقبہ (یعنی رقبہ بن مصقلہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ابو جعفر حدیث یا اس جیسی چیزیں گھڑتا تھا۔

حافظ مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان عبد الله بن مسود [كذا في الأصل، والصحيح: مسور] يفتعل الحديث"[3]. عبد اللہ بن مسور حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الكبرى"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان قليل الحديث". یہ معروف ہے، قلیل الحدیث ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن مسور کو "ليس بشيء" کہا ہے[5]۔

امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يضع الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا يضع إلا ما فيه أدب، أو زهد، فيقال له في ذلك، فيقول: إن فيه أجرا"[6]. وہ رسول اللہ ﷺ پر احادیث گھڑتا تھا، اور وہ صرف ادب، زہد سے متعلق

---

[1] التاريخ الكبير:١٩٥/٥،رقم:٦١٦،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] التاريخ الصغير:٣٠٥/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الجرح التعديل:١٦٩/٥،رقم:٧٨٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الطبقات الكبرى:٢٣١/٧،رقم:٣٤٤١،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[5] الضعفاء الكبير:٣٠٦/٢،رقم:٨٨٥،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[6] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:٣١/١،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

احادیث گھڑتا تھا، اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس میں اجر ہے۔

حافظ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى طلحة بن مصرف عن عمرو بن مرة، عن رجل من بني هاشم، عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث، زعم بعض الناس أن الهاشمي: علي بن أبي طالب، وإنما هو أبو جعفر المدائني، وكان معروفا عند أهل العلم بوضع الحديث، وروايته إنما هي عن التابعين، ولم يلق أحدا من الصحابة“[1]. طلحہ بن مصرف نے عمرو بن مرہ، عن رجل من بنی ہاشم کے طریق سے احادیث روایت کی ہیں، بعض لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ ہاشمی، یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، حالانکہ وہ ابو جعفر مدائنی ہے، اور وہ اہل علم کے ہاں حدیث گھڑنے میں معروف تھا، اور اس کی روایت صرف تابعین سے ہے، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملا۔

حافظ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: ”اضرب على حديثه، أحاديثه موضوعة، وأبى أن يحدثنا عنه“[2]. اس کی احادیث کو ترک کر دو، اس کی احادیث من گھڑت ہیں، اور میرے والد نے ہمیں ان سے روایت کر کے حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حافظ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: ”وقد تركت أنا حديثه، وكان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدثنا عنه، وهو أبو جعفر المدايني وهو ابن مسور“[3]. میں نے ان کی احادیث کو

---

[1] انظر لسان الميزان: ١٤/٥، رقم: ٤٤٦٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] العلل ومعرفة الرجال: ٣٤٥/١، رقم: ٦٣٦، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ۔الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] العلل ومعرفة الرجال: ٥١٩/١، رقم: ١٢٢١، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ۔الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

ترک کر دیا ہے، اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سامنے ان سے روایت کر کے بیان نہیں کرتے تھے، اور یہ ابو جعفر مدائنی ہے، اور یہ ابن مسور ہے۔

حافظ ابن برقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تمییز"[1] میں عبد اللہ بن مسور کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں فرماتے ہیں: "أحاديثه موضوعة". اس کی احادیث من گھڑت ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحيح"[3] میں فرماتے ہیں: "فأما ما كان منها عن قوم هم عند أهل الحديث متهمون، أو عند الأكثر منهم، فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم، كعبد الله بن مسور أبي جعفر المدائني، وعمرو بن خالد، وعبد القدوس الشامي، ومحمد بن سعيد المصلوب، وغياث بن إبراهيم، وسليمان بن عمرو أبي داود النخعي، وأشباههم ممن اتهم بوضع الأحاديث وتوليد الأخبار".

وہ راوی جو ائمہ حدیث کی ایک جماعت کے نزدیک متہم ہوں، یا اکثر اہل حدیث کے نزدیک متہم ہوں، ہم ان کی احادیث کی تخریج میں مشغول نہیں ہوں گے، جیسے: عبد اللہ بن مسور ابو جعفر مدائنی، عمرو بن خالد، عبد القدوس شامی، محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو ابو داود نخعی اور ان جیسے لوگ، جن پر حدیث کے گھڑنے اور خبریں ایجاد کرنے کا اتہام ہے۔

---

[1] تمييز ثقات المحدثين وضعفائهم:ص: ٥٠،رقم: ٧٤،ت:عامر حسن صبري التميمي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] أحوال الرجال:ص: ٢٣٤،رقم: ٣٦٤،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[3] الصحيح لمسلم:ص:٧،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شهدت أبا زرعة، ذكر أبا جعفر المدائني عبد الله بن المسور الذي روى عنه عمرو بن مرة وخالد بن أبي كريمة، فوهنه جدا"[1]. **میں ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا، تو ابو جعفر عبد اللہ بن مسور مدائنی جو عمرو بن مرہ اور خالد بن ابی کریمہ سے روایت کرتا ہے، کا ذکر کیا گیا، چنانچہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن مسور کی شدید تضعیف کی۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] **میں عبد اللہ بن مسور کو** "متروك الحديث" **کہا ہے۔**

اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر عبد اللہ بن مسور کو "كذاب" **کہا ہے**[3]۔

حافظ موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبد الله بن المسور بن أبي طالب الهاشمي أبو جعفر متروك، ذاهب الحديث، جريء على ما لا يحل له من المحظور"[4]. **عبد اللہ بن مسور بن ابی طالب ہاشمی ابو جعفر متروک، ذاہب الحدیث ہے، یہ منع کردہ چیزوں پر جری ہے جو حلال نہیں ہیں۔**

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[5] **میں فرماتے ہیں:** "الهاشميون

---

[1] انظر تاريخ بغداد: ٤١٤/١١، رقم: ٥٢٦٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٤٩، رقم: ٣٥٠، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] انظر لسان الميزان: ١٤/٥، رقم: ٤٤٦٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] انظر الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: ٤٢/٢، ت: محمد التونجي، دار الرفاعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[5] الجرح التعديل: ١٧٠/٥، رقم: ٧٨٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

لا يعرفونه، وهو ضعيف الحديث، يحدث بمراسيل لا يوجد لها أصل في أحاديث الثقات". ہاشمی ان کو نہیں پہچانتے، اور وہ ضعیف الحدیث ہے، اور یہ ایسی مراسیل بیان کرتا ہے جن کی اصل ثقات کی احادیث میں نہیں ملتی۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[1] میں ایک روایت کے تحت عبد اللہ بن مسور کے بارے میں فرماتے ہیں:"وكان يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں:" كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات ويرسل من الأخبار ما ليس لها أصول على قلة روايته لا يحتج بخبره وإن وافق الثقات، كان يحيى بن معين يكذبه".یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتے تھے، اور یہ بے اصل اخبار کا ارسال کرتا تھا، قلیل الروایہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی خبر سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، اگرچہ یہ ثقات کی موافقت کرے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[3] میں فرماتے ہیں: "يتهم بالوضع". اسے متہم بالوضع قرار دیا گیا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[4] میں فرماتے ہیں: "يرسل

---

[1] الضعفاء الكبير:۱۹۶/۳،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[2] المجروحين:۲٤/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الأسامي والكنى:۱۳٤/۲،رقم:۱۱۸۲،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

[4] الضعفاء والمتروكون:ص:۲٦٦،رقم:۳۲۳، ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

عن النبي صلى الله عليه وسلم، وعن ابن مسعود، وابن عباس". **عبد اللہ بن مسور، نبی ﷺ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسلاً روایت کرتا ہے۔**

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ "شروط الأئمة" [1] **میں فرماتے ہیں:** " المشهورون بوضع الأسانيد والمتون: عبد الله بن مسور، وعمرو بن خالد، وأبو داود النخعي سليمان بن عمرو، وغياث بن إبراهيم، ومحمد بن سعيد الشامي، وعبد القدوس بن الحبيب، وغالب بن عبد الله الجزري". **وہ راوی جو سند اور متن گھڑنے میں مشہور ہیں: عبد اللہ بن مسور، عمرو بن خالد، ابو داود نخعی سلیمان بن عمرو، غیاث بن ابراہیم، محمد بن سعید شامی، عبد القدوس بن حبیب اور غالب بن عبد اللہ جزری۔**

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج" [2] **میں فرماتے ہیں:** "وضاع للأحاديث، لا يسوى شيء". **یہ احادیث گھڑنے والا ہے، یہ لا یسوی شئ ہے۔**

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء" [3] **میں فرماتے ہیں:** "هو عندهم

حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر اُن راویوں کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبو منصور إبراهيم بن الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات" (الضعفاء والمتروكون:ص:۹۵،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ) .

[1] شروط الأئمة: رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن:ص:۸۱،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار المسلم ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم:۷۰/۱،رقم:۱۱۳،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] الاستغناء في معرفة المشهورين:۵۰۱/۱،رقم:۵۱۲،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

متروك الحديث، لا يكتب شيء من حديثه، اتهموه بوضع الحديث". **عبداللہ بن مسور محدثین کے نزدیک متروک الحدیث ہے، اس کی حدیث سے کچھ نہیں لکھا جائے گا، محدثین نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔**

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] **میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:** "لأن عبد الله بن المسور يضع الأحاديث ويكذب، وليس بصحابي، لأنه ابن المسور بن عون بن جعفر بن أبي طالب". **اس لئے کہ عبداللہ بن مسور احادیث گھڑتا ہے، اور جھوٹ بولتا ہے، اور یہ صحابی نہیں ہے، کیونکہ یہ ابن مسور بن عون بن ابی طالب ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ **نے** "ميزان الاعتدال"[2] **میں عبداللہ بن مسور کو** "ليس بثقة"، **اور** "المقتنى"[3] **میں** "متهم" **کہا ہے۔**

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "شرح علل الترمذي"[4] **میں فرماتے ہیں:** "وعبد الله بن المسور هذا متروك، وهو عبد الله بن المسور بن عون بن جعفر بن أبي طالب". **عبداللہ بن مسور متروک ہے، اور یہ عبداللہ بن مسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[5] **میں فرماتے ہیں:** "كذبوه، وله

---

[1] الموضوعات:۸۹/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦ھـ.

[2] ميزان الاعتدال:۵۰٤/۲،رقم:٤٦۰۸،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] المقتنى في سرد الكنى:۱٤٦/۱،رقم:۱۰۸۳،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة۱٤۰۸ھـ.

[4] شرح علل الترمذي:۸۷۱/۲،ت:همام عبد الرحيم سعيد،مكتبة المنار ـ الأردن،الطبعة الأولى۱٤۰۷ھـ.

[5] الإصابة:۱٦۱/۵،رقم:٦٦۵٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،

ذكر في مقدمة صحيح مسلم". محدثین نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور اس کا ذکر "صحیح مسلم" کے مقدمہ میں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں عبداللہ بن مسور کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اس سند سے "شدید ضعیف" کہا ہے، اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
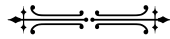
الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[1] تنزيه الشريعة:٧٦/١،رقم:١٠٧،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت نمبر ⑩

روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بازار سے کوئی عمدہ چیز اپنے بچوں کے لئے لائے تو پہلے بچیوں کو دے“۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ بعض نے اسے ”من گھڑت“ تک کہا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔

زیر بحث روایت چار طرق سے منقول ہے: ① طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند حماد بن عمرو نصیبی ② طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند ابان بن ابی عیاش ③ طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند یزید رقاشی ④ طریق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

① طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند حماد بن عمرو نصیبی

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[1] میں عبد اللہ بن ضِرار کے ترجمہ میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا أحمد بن محمد بن بليل التستري، حدثنا يحيى بن محمد بن شبيب، حدثنا حماد بن عمرو النصيبي، حدثنا عبد الله بن ضرار، عن أبيه ضرار بن عمرو، عن يزيد بن أبان، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل طرفة من السوق إلى ولده، كان للحامل صدقة، ابدأوا بالإناث، فإن الله رق للإناث، ومن رق لأنثى فكأنما بكى من خشية الله، ومن بكى من خشية الله غفر الله له، ومن فرح أنثى فرحه الله يوم الحزن“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

---

[1] الكامل: ٣٩٦/٥، رقم: ١٠٦٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

شخص بازار سے کوئی عمدہ چیز اپنی اولاد کے لئے لائے، تو لانے والے کے لئے صدقہ کا اجر ہے، تم بچیوں سے ابتداء کرو، کیونکہ اللہ تعالی بچیوں پر نرمی فرماتے ہیں، اور جو شخص بچی پر نرمی کرے گویا کہ وہ ایسا ہے جیسے اللہ کے خوف سے رویا، اور جو شخص اللہ تعالی کے خوف سے روئے اللہ تعالی اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور جو شخص بچی کو خوش رکھے اللہ تعالی قیامت والے دن اسے خوش کریں گے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحین"[1] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی حماد بن عمرو پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند حماد بن عمرو نصیبی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[3] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا حديث باطل، لا أصل له، وفي إسناده أربعة ضعفاء: عبد الله بن ضرار وأبوه، وحماد بن عمرو، ويزيد الرقاشي". یہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی سند میں چار ضعیف راوی ہیں: عبد اللہ بن ضرار، ان کے والد، حماد بن عمرو نصیبی اور یزید رقاشی۔

---

[1] المجروحين: ٢٥٢/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٢٧٦/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] المجروحين: ٢٥٢/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"رواه حماد بن عمرو النصيبي، عن عبد الله بن ضرار بن عمرو الملطي، عن أبيه، عن يزيد الرقاشي، عن أنس. وحماد هذا يضع". اسے حماد بن عمرو نصیبی نے عبد اللہ بن ضرار بن عمرو ملطی، عن ابیہ، عن یزید رقاشی، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ حماد حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث لعل إنكاره من حماد بن عمرو النصيبي لا من عبد الله بن ضرار، لأن حماد بن عمرو قد عده السلف فيمن يضع الحديث". شاید اس حدیث کے انکار کی وجہ حماد بن عمرو نصیبی ہے نہ کہ عبد اللہ بن ضرار، اس لئے کہ حماد بن عمرو کو سلف نے ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو حدیثیں گھڑتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[3] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص: ۳۲۱، رقم: ۸۰۷، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[2] الكامل: ۳۹٦/٥، رقم: ۱۰٦۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] كتاب الموضوعات: ۲۷٦/۲، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

"هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفيه جماعة ضعفاء، فمنهم: يزيد الرقاشي، كان فيه تدين، لكنه كان يغلط في الحديث، فربما قلب كلام الحسن فجعله عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو لا يعلم، ومنهم ضرار بن عمرو، قال يحيى: ليس بشيء، ولا أبيه عبد الله، ولا حماد بن عمرو، قال ابن حبان: كان حماد يضع الحديث على الثقاة [كذا في الأصل]، لا يحل كتب حديثه إلا على التعجب".

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑی ہوئی ہے، اور اس میں ضعفاء کی ایک جماعت ہے، ان میں سے ایک یزید رقاشی ہے، اس میں دین داری تھی، لیکن یہ حدیث میں غلطیاں کرتا تھا، بسا اوقات نادانی میں حسن رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو بدل کر انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، اور ان میں سے ایک ضرار بن عمرو ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ لیس بشیء ہے، نہ ہی اس کے والد عبد اللہ، اور نہ ہی حماد بن عمرو، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حماد ثقات پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس سے روایت سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"فيه حماد بن عمرو النصيبي متهم، عن ضعيف، عن آخر". اس میں حماد بن عمرو نصیبی متہم ہے، جو اسے ایک ضعیف سے، وہ کسی دوسرے سے نقل کر رہا ہے۔

---

[1] تلخيص الموضوعات:ص:٢٣٥،رقم:٦٠٢،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلیٔ"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"موضوع، حماد يضع، وعبد الله وأبوه ليسا بشيء". یہ حدیث "من گھڑت" ہے، حماد حدیث گھڑتا ہے، اور عبد اللہ اور اس کے والد دونوں "لیس بشیء" ہیں۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[2] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"رواه ابن عدي عن أنس مرفوعا، وفي إسناده: حماد بن عمرو النصيبي وضاع، وآخران متروكان، وقال العراقي في تخريج الإحياء: سنده ضعيف".

اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں حماد بن عمرو نصیبی ہے جو حدیث گھڑنے والا ہے، اور دو اور متروک راوی ہیں، عراقی رحمۃ اللہ علیہ "تخریج احیاء" میں فرماتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل حماد بن عمرو نصیبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ حماد بن عمرو کے بارے میں فرماتے ہیں: "ليس بشيء"[3].

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۱۴۹/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۷هـ.

[2] الفوائد المجموعة:ص:۱۳۳،رقم:۴۹،ت:عبدالرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۱۴۱۶هـ.

[3] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي:ص:۹۰،رقم:۲۲۸،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ممن یکذب، ویضع الحدیث" [۱]. یہ ان لوگوں میں ہے جو جھوٹ بولتے ہیں اور حدیث گھڑتے ہیں۔

حافظ ابو العباس احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت مجاهدا وهو ابن موسی، عن حماد بن عمرو، فقال: ذهبت إليه كان يروي عن زيد بن رفيع، عن عبد الله في بيض النعام، فإذا هو قد رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: إنما هو عن عبد الله، وقلت له: أخرج إلي كتاب خصيف فأخرج إلي كتاب حصين، فإذا هو ليس يفصل بين خصيف وحصين فتركته" [۲].

میں نے مجاہد یعنی ابن موسی سے حماد بن عمرو کے بارے میں پوچھا، تو مجاہد نے کہا کہ میں اس کے پاس گیا، تو وہ زید بن رفیع، عن عبد اللہ (کے طریق) سے شتر مرغ کے انڈوں کے بارے میں روایت کر رہا تھا، اچانک دیکھا کہ اس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کر دیا، میں نے کہا: یہ تو صرف عبد اللہ سے ہے، اور ان سے مزید کہا کہ آپ میرے پاس خُصیف کی کتاب لائیں، تو وہ میرے پاس حُصین کی کتاب لے آیا، تو دیکھا کہ وہ خُصیف و حُصین کے مابین فرق نہیں کر سکتا، چنانچہ میں نے اسے ترک کر دیا۔

حافظ ابو جعفر ابن عمار موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثني عبد الله بن عصمة النصيبي، واستشهد ابن زيد بن رفيع، فشهد له فذكر أن رجلا

---

[۱] الكامل في الضعفاء:۱۲/۳،رقم: ٤١٦،ت:محمد أنس مصطفى الحسن،الرسالة العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ. وانظر لسان الميزان:۲۷۵/۳،رقم:۲۷٤۱،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب.

[۲] تاريخ بغداد:۱٤۹/۸،رقم:٤۲٥٥،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

جاء إلى حماد بن عمرو بخمسين حديثا من حديث الأعمش، فرواها ولم يسمع منها حرفا.

وقال ابن عمار أيضا: أخبرني عبد الله بن عصمة النصيبي، واستشهد ابن زيد بن رفيع، فشهد أن حماد بن عمرو النصيبي أخذ كتاب زيد بن رفيع من عبد الحميد بن يوسف، ثم كان يرويه عن زيد بن رفيع، قال ابن عمار: وقد سمعت منه كثيرا، ولا أروي عنه، ولا أرى الرواية عنه، وأنا أعجب من ابن المبارك والمعافى حيث رويا عنه، ولم يكن يدري أيش الحديث"[1].

مجھے عبد اللہ بن عصمہ نصیبی نے بیان کیا ہے، اور انہوں نے ابن زید بن رفیع کو اس پر گواہ بنایا، تو ابن زید نے عبد اللہ بن عصمہ کے حق میں گواہی دی، (عبد اللہ بن عصمہ) ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص حماد بن عمرو کے پاس اعمش کی پچاس احادیث لایا، تو حماد نے ان کو روایت کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اس نے ان میں ایک حرف بھی نہیں سنا تھا۔

نیز ابن عمار یہ بھی فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن عصمہ نصیبی نے بیان کیا ہے، اور انہوں نے ابن زید بن رفیع کو اس پر گواہ بنایا، تو ابن زید نے عبد اللہ بن عصمہ کے حق میں گواہی دی، حماد بن عمرو نصیبی نے زید بن رفیع سے عبد الحمید بن یوسف کی کتاب لے کر اسے زید بن رفیع کے انتساب سے روایت کر دیا، ابن عمار کا کہنا ہے کہ میں نے حماد بن عمرو سے بہت کچھ سنا ہے، لیکن میں اس سے روایت نہیں کرتا، اور نہ ہی اس سے روایت کی رائے رکھتا ہوں، اور مجھے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

[1] تاریخ بغداد:۸/۱۵۰، رقم:۴۲۵۵، ت:مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۵هـ.

اور معافی رحمۃ اللہ علیہ پر تعجب ہے، کیونکہ یہ دونوں حماد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں، حالانکہ وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ حدیث کیا ہے۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حماد بن عمرو النصيبي متروك الحديث، ضعيف جدا، منكر الحديث“[1]. حماد بن عمرو نصیبی متروک الحدیث، ضعیف جداً اور منکر الحدیث ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاريخ الكبير“[2] میں حماد بن عمرو کو ”منكر الحديث“ کہا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان يكذب، لم يدع للحليم في نفسه منه هاجسا“[3]. ”یہ جھوٹ بولتا تھا۔۔۔“۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد کو ”واهي الحديث“[4] کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”متروك الحديث“[5] کہا ہے۔

حافظ ابو القاسم عبداللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قبول الأخبار“[6] میں

---

[1] تاريخ بغداد:۸/۱۵۰،رقم:٤٢٥٥،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] التاريخ الكبير:۳/۳۲،رقم:۱۱۷،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] احوال الرجال:ص:۳۰۵،رقم:۳۲٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[4] سؤالات البرذعي:ص:١١٦،رقم:١١٠،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين:ص:۸۳ رقم:۱۳۸،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[6] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۲/۲۱۳،رقم:۳۵۷،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

حماد بن عمرو کو "ضعيف الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن عمرو کو "منكر الحديث، ضعيف الحديث جدا"[1] کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ حماد بن عمرو کے بارے میں "المجروحين"[2] میں لکھتے ہیں: "يضع الحديث وضعا على الثقات، روى عنه ابن كاسب، لا تحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب". یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے خوب احادیث گھڑتا ہے، ابن کاسب نے اس سے روایت کی ہے، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے سوائے تعجب کے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "وحماد بن عمرو هذا له أحاديث، وعامة حديثه ما لا يتابعه أحد من الثقات عليه". اور اس حماد بن عمرو کی احادیث ہیں، عام طور پر اس کی روایات کی ثقات میں سے کوئی بھی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[4] میں فرماتے ہیں: "حديثه ليس بالقائم".

---

[1] الجرح والتعديل: ۱٤٤/۳، رقم: ٦۳٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۳هـ.

[2] المجروحين: ۲٥۲/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ۱۲/۳، رقم: ٤۱٦، ت: محمد أنس مصطفى الحسن، الرسالة العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۳هـ.

[4] الأسامي والكنى: ۱٥۷/۱، رقم: ۲۷۱، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروکون"[۱] میں حماد بن عمرو نصیبی کو "ضعفاء ومتروکین" راویوں میں شمار کیا ہے[۲]۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن جماعة من الثقات أحاديث موضوعة ساقطة بمرة"[۳]. یہ ثقات کی ایک جماعت کے انتساب سے من گھڑت، ساقط بمرہ احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[۴] میں فرماتے ہیں: "يروي عن الثقات بالمناكير، لا شيء". یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے مناکیر لاتا ہے، یہ لا شیء ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[۵] میں فرماتے ہیں: "وحماد يكذب، ويضع الحديث". حماد جھوٹ بولتا ہے، اور حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ حماد کے بارے میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث،

---

[۱] الضعفاء والمتروكون:ص:۱۸۳،رقم:١٦٤،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر اُن راویوں کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبو منصور إبراهيم بن الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات" (الضعفاء والمتروكون:ص:۹۵،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[۳] المدخل إلى الصحيح:ص:۱۲۹،رقم:۳۹،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۴] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٦٣/١،رقم:٥٢،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ

[۵] ذخيرة الحفاظ:٢٢٤/١،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

شبهُ لا شيء، لا يدري ما الحديث"[1]. منکر الحدیث ہے، لاشیء جیسا ہے، جانتا نہیں کہ حدیث کیا ہے۔

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي الموضوعات عن الثقات"[2]. یہ ثقات کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أجمع أهل النقل أنه متروك"[3]. اہل نقل نے اس کے "متروک" ہونے پر اجماع کیا ہے۔

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو عند أئمة الحديث متروك، كذاب"[4]. یہ محدثین کے نزدیک متروک، جھوٹا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5] میں عبد اللہ بن ضرار کے ترجمہ میں حماد بن عمرو نصیبی کو "ليس بثقة" کہہ کر زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء"[6] میں حماد بن عمرو کو "متروك الحديث" اور "المقتنى"[7] میں "واه" کہا ہے۔

---

[1] لسان الميزان:۲۷٦/۳،رقم:۲۷٤۱،ت:عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب .

[2] لسان الميزان:۲۷٦/۳،رقم:۲۷٤۱،ت:عبدالفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب .

[3] انظر الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:۲۳٤/۱،رقم:۱۰۰۰،ت: أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[4] الموضوعات للصغاني:ص:۲۸،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[5] ميزان الاعتدال:٤٤۸/۲،رقم:٤۳۹۱،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[6] ديوان الضعفاء:ص:۱۰۱،رقم:۱۱۲٦،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[7] المقتنى في سرد الكنى:۷۹/۱،رقم:۳۱۹،ت:محمد صالح عبد العزيز مراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "تاريخ الإسلام"[۱] میں ایک حدیث کے تحت حماد بن عمرو کے بارے میں کہا ہے: "وكان يكذب". یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وقد وصف أيضا بأنه كان يضع الحديث"[۲]. حماد بن عمرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث گھڑتا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حماد بن عمرو النصيبي كذاب وضاع، مشهور بالوضع"[۳]. حماد بن عمرو نصیبی جھوٹا، وضاع اور حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۴] میں حماد بن عمرو نصیبی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

طریق انس رضی اللہ عنہ بسند حماد بن عمرو نصیبی کا حکم

طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند حماد بن عمرو نصیبی کو حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر"، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل، بے اصل"، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

② طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند ابان بن ابی عیاش

زیر بحث روایت حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مكارم الأخلاق"[۵] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

---

[۱] تاريخ الإسلام: ٨٣٦/١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[۲] نتائج الأفكار: ٢٦٠/١، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[۳] الزيادات على الموضوعات: ص: ١١٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۴] تنزيه الشريعة: ٥٥/١، رقم: ٥٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[۵] مكارم الأخلاق: ص: ٢١٢، رقم: ٦٤٤، ت: أيمن عبد الجبار، دار الآفاق العربية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

"حدثنا سعدان بن يزيد البزار، حدثنا صاحب لنا يقال له عبيد الله، عن عبد الله بن ضرار، عن أبيه، عن أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل طرفة من السوق إلى عياله فكأنما حمل إليهم صدقة، حتى يضعها فيهم، وليبدأ بالإناث قبل الذكور، فإنه من فرح أنثى فكأنما بكى من خشية الله، ومن بكى من خشية الله حرم الله بدنه على النار".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بازار سے کوئی عمدہ چیز لے کر اپنے گھر والوں کے پاس آیا، گویا کہ وہ ان کے پاس صدقہ لے کر آیا ہے، حتی کہ وہ ان کے درمیان عمدہ چیز لا کر بچوں سے پہلے بچیوں سے ابتداء کرے، کیونکہ جس نے کسی بچی کو خوش کیا تو گویا کہ وہ اللہ تعالی کے خوف سے رویا ہے، اور جو خوفِ خدا سے روئے اللہ تعالی جہنم پر اس کے بدن کو حرام فرما دیتے ہیں۔

روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند ابان بن ابی عیاش پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"الخرائطي بسند ضعيف جدا، وابن عدي في الكامل، وقال ابن الجوزي: حديث موضوع". اسے خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے شدید ضعیف سند کے ساتھ

[1] المغني عن حمل الأسفار: ١/٤٠٥، رقم: ١٥٣٨، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

نقل کیا ہے، نیز ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل" میں (اس کی تخریج کی ہے)، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ "من گھڑت" ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ" [1] میں اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف" [2] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے طرق الگ الگ ہیں [3]۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری (المتوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

علامہ محمد بن موسی حَرَشی اور علامہ عبد الرحمن بن مبارک عَیْشی، حماد بن

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۱۵۰/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] إتحاف:۳۸٦/٥،مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱٤هـ.

[3] حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا سعدان بن يزيد البزار، حدثنا صاحب لنا يقال له عبيد الله، عن عبد الله بن ضرار، عن أبيه، عن أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل طرفة من السوق إلى عياله فكأنما حمل إليهم صدقة، حتى يضعها فيهم، وليبدأ بالإناث قبل الذكور، فإنه من فرح أنثى فكأنما بكى من خشية الله، ومن بكى من خشية الله، حرم الله بدنه على النار".
(مكارم الأخلاق:ص:۲۱۲،رقم:٦٤٤،ت:أيمن عبد الجبار،دار الآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ).

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أحمد بن محمد بن بليل التستري، حدثنا يحيى بن محمد بن شبيب، حدثنا حماد بن عمرو النصيبي، حدثنا عبد الله بن ضرار، عن أبيه ضرار بن عمرو، عن يزيد بن أبان، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل طرفة من السوق إلى ولده كان للحامل صدقة، ابدأوا بالإناث فإن الله رق للإناث، ومن رق لأنثى فكأنما بكى من خشية الله، ومن بكى من خشية الله غفر الله له، ومن فرح أنثى فرحه الله يوم الحزن" (الكامل:۳۹٦/٥،رقم:۱۰٦۸،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت).

زید سے نقل کرتے ہیں:” قلت لسلم العلوي: حدثني، قال: يا بني عليك بأبان، فإني قد رأيته يكتب بالليل عند أنس بن مالك عند السراج.زاد العيشي، عن حماد قال: فذكرت ذلك لأيوب، فقال: ما زال نعرفه بالخير منذ كان“[۱].

میں نے سَلْم علوی سے کہا: آپ مجھے حدیث بیان کریں، سَلْم نے کہا: اے بیٹا! تم ابان کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ چراغ کے سامنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، عَیْشی، حماد سے یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایوب سے کہی تو ایوب نے کہا: ایک عرصہ سے ہم ان میں خیر ہی کو پہچانتے ہیں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”لأن أشرب من بول حمار حتى أروى أحب إلى من أن أقول: حدثنا أبان بن أبي عياش“[۲]. میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں۔

علامہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”قلت لشعبة: حدثني مهدي بن ميمون، عن سَلْم العلوي، قال: رأيت أبان بن أبي عياش يكتب عن أنس بالليل، فقال شعبة: سلم يرى الهلال قبل الناس بليلتين“[۳].

[۱] تهذيب الكمال:۲۰/۲،رقم:۱٤۲،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[۲] انظر ميزان الاعتدال:۱۰/۱،رقم:۱۵،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:” لأن يزني الرجل خير له من أن يروى عن أبان بن أبي عياش“(انظر سؤالات البرذعي:ص:۲۰۰،رقم:۳٤۱،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

[۳] ميزان الاعتدال:۱۰/۱،رقم:۱۵،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے مہدی بن میمون نے سلم علوی سے نقل کیا ہے، سَلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابی عیاش کو رات کے وقت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سَلم تو چاند بھی لوگوں سے دو دن پہلے دیکھ لیتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن مثنی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت مع سلام بن أبي مطيع، فذكرنا أبان بن أبي عياش فقال: لا تحدث عنه بشيء، وانظر حديثك عن حميد، فازدهر بحديثه"[1]. میں سلام بن ابی مطیع کے ساتھ تھا ہم نے ابان بن ابی عیاش کا ذکر کیا، تو سلام بن ابی مطیع نے فرمایا: اس سے کچھ بھی بیان نہ کرو، اور اپنی حدیث حمید سے بیان کرکے اسے محفوظ کرو۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الكبرى"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب"[3]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو متروك الحديث، يعني أبان"[4]. اور ابان متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتيت أبان بن عياش بكتاب فيه حديث

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۳۶۰/۳،رقم:۵۵۷۸،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

[2] الطبقات الكبرى:۱۸۸/۷،رقم:۳۲۰٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية۱٤۱۸هـ.

[3] معرفة الرجال:٦٤/۱،رقم:۱۱٦،ت:محمد كامل القصار مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ۱٤۰۵هـ.

[4] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:۱۱۷/۲،رقم:۳٦۲۵،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

من حديثه، وفي أسفل الكتاب حديث رجل من أهل واسط، فقرأه علي أجمع"[1]. **میں ابان بن ابی عیاش کے پاس ایک کتاب لایا جس میں ان کی احادیث میں سے احادیث تھیں، اور ایک کتاب کے ختم پر اہل واسط کے ایک شخص کی احادیث تھیں، پھر ابان نے یہ سب مجھ پر پڑھ دیں۔**

نیز حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لا أستحل أن أروي عنه شيئا"[2]. **میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔**

علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد يعني ابن حنبل: لا تكتب عن أبان بن عياش شيئا، قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث"[3]. **احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا۔**

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، ضعيفا عندنا"[4]. **ضعیف تھا، اور ہمارے نزدیک بھی ضعیف ہے۔**

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[5] **میں فرماتے ہیں:** "متروك الحديث، ترك الناس حديثه مذ دهر من الدهر". **متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے۔**

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۹۵/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[2] الضعفاء والمتروكين: ۱۹/۱، رقم: ۱۵، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.
[3] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[4] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ٥٤، رقم: ۱۷، ت: موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.
[5] العلل ومعرفة الرجال: ٤۱۲/۱، رقم: ۸۷۲، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[۱] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كان وكيع إذا أتى على حديث أبان بن أبي عياش يقول: رجل، لا يسميه، استضعافا له". وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر آتے، تو رجل کہتے، اسے ضعیف سمجھتے ہوئے اس کا نام نہیں لیتے تھے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرأت على أبي حديث عباد بن عباد، فلما انتهى إلى حديث أبان بن أبي عياش، قال: اضرب عليها، فضربت عليها وتركها، وقال: اضرب على حديث جعفر بن الزبير"[۲]. میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کر دو، میں نے اسے ترک کر دیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کر دو۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش"[۳]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، ابان بن ابی عیاش سے روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وهو رجل صالح"[۴]. یہ متروک الحدیث ہے، نیک شخص ہے۔

---

[۱] العلل ومعرفة الرجال:۵۲۵/۲،رقم:۳٤٦٧،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۲] العلل ومعرفة الرجال:۲۰٦/۳،رقم:٤٨٧٨،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۳] الجرح والتعديل:٢٩٦/٢،رقم:١٠٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[۴] تهذيب الكمال:١٩/٢،رقم:١٤٢،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابان کے متعلق پوچھا گیا، توانہوں نے فرمایا: "ترك حديثه، ولم يقرأ علينا حديثه، فقيل له كان يتعمد الكذب؟ قال: لا، كان يسمع الحديث من أنس، وشهر بن حوشب، ومن الحسن، فلا يميز بينهم"[2]. یہ متروک الحدیث ہے، اورابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث نہیں پڑھی، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا؟ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ انس رضی اللہ عنہ، شہر بن حوشب اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنتا تھا، لیکن ان میں فرق نہیں کرپاتا تھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديث أبان"[3]. ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[4] میں فرماتے ہیں: "وأبان بن أبي عياش وإن كان قد وصف بالعبادة والاجتهاد فهذا حاله في الحديث، والقوم كانوا

---

[1] أحوال الرجال: ۱۷۳/۱،رقم: ۱٦۰،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

[2] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲،رقم: ۱۰۸۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قيل: أبان بن أبي عياش كان يتعمد الكذب، قال: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة، كان يسمع الحديث عن أنس، وعن شهر بن حوشب، وعن الحسن، فلا يميز بينهم" (سؤالات البرذعي: ص: ۱۹۸،رقم: ۳۳۷،ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ۳۱۹،رقم: ٤۹۰،ت: محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ۱۳۹۹.

[4] سنن الترمذي: ۲۳۵/٦،ت: بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۹۹٦ء.

أصحاب حفظ، فرب رجل وإن كان صالحا لا يقيم الشهادة ولا يحفظها، فكل من كان متهما في الحديث بالكذب أو كان مغفلا يخطئ الكثير، فالذي اختاره أكثر أهل الحديث من الأئمة أن لا يشتغل بالرواية عنه، ألا ترى أن عبد الله بن المبارك حدث عن قوم من أهل العلم، فلما تبين له أمرهم ترك الرواية عنهم".

ابان بن ابی عیاش اگرچہ عبادت اور اجتہاد کے ساتھ متصف ہے، یہ اس کی حالت حدیث میں ہے، اور بہت سے لوگ اصحابِ حفظ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ایک شخص اگرچہ وہ صالح ہوتا ہے لیکن وہ گواہی قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی محفوظ کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ شخص جو حدیث میں متہم بالکذب ہو یا مغفل کثیر الخطاء ہو تو ائمہ میں سے اکثر محدثین نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی روایت میں مشغول نہ ہوا جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، جب ان کا معاملہ واضح ہوا تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کا لینا ترک کر دیا۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وكان رجلا صالحا، لكن بلي بسوء الحفظ"[1]. ابان متروک الحدیث ہے، اور یہ نیک شخص تھا، لیکن یہ سوءِ حفظ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك

[1] الجرح والتعديل: ٢/٢٩٦، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٥، رقم: ٢١، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

الحدیث'' کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: '' ليس بثقة، ولا يكتب حديثه''[1]. یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' كان رجلا صالحا سخيا كريما، فيه غفلة، يهم في الحديث ويخطئ فيه، روى عنه الناس، ترك حديثه لغفلة كانت فيه، لم يحدث عنه شعبة، ولا عبد الرحمن، ولا يحيى''[2]. یہ نیک، سخی، کریم شخص تھا، اس میں غفلت تھی، حدیث میں وہم میں مبتلاء تھا، حدیث میں خطاء کرتا تھا، اس سے لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں موجود غفلت کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کردیا گیا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ''المجروحين''[3] میں فرماتے ہیں: ''وكان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام، ويطوي النهار بالصيام، سمع عن أنس بن مالك أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع كلامه، ويحفظ، فإذا حدث ربما جعل كلام الحسن ـ الذي سمعه من قوله ـ عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو لا يعلم، ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث ما لكبير شيء منها أصل يرجع إليه''.

---

[1] تهذيب الكمال: ۲۲/۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ۱٦٨/۱، رقم: ۱۸۰، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] المجروحين: ۹٦/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

ابان ان عبادت گزار لوگوں میں تھا، جو رات نماز میں، اور دن روزے میں بسر کرتے تھے، ابان، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیثیں نقل کرتا تھا، یہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سن کر یاد کرتا تھا، پھر بیان کرتے ہوئے لاعلمی میں حسن رحمۃ اللہ علیہ کے سنے ہوئے کلام کو انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، شاید ابان نے انس رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان میں ایک بڑے حصہ کی کوئی ایسی اصل موجود نہیں جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہو۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف، وقد حدث عنه كما ذكرته الثوري، ومعمر، وابن جريج، وإسرائيل، وحماد بن سلمة، وغيرهم ممن لم نذكرهم، وأرجو أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتاني أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولين لما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة".

اس کی روایات میں اکثر اس کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کا معاملہ ضعف میں واضح ہے، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس سے ثوری، معمر، ابن جریج، اسرائیل اور حماد بن سلمہ وغیرہ افراد نے روایات نقل کی ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، اور مجھے امید ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تھا، لیکن اس پر احادیث مشتبہ ہو جاتی ہیں، اور یہ غلطی کر بیٹھتا ہے، اور ابان جو کچھ لاتا ہے اس میں اکثر راویوں کی جانب سے ہوتا ہے، اس کی جانب سے نہیں ہوتا، کیونکہ ابان سے مجہول افراد کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود ابان میں بھی ضعف

---

[1] الكامل: ٦٧/٢، رقم: ٢٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ۔ بيروت.

ہے، اور وہ بمقابلہ صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے، جیساکہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي "[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء "[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "المختلف فيهم"[3] میں فرماتے ہیں: "وقد روى عن أبان نبلاء الرجال فما نفعه ذلك، ولا يعتمد على شيء من روايته إلا ما وافقه عليه غيره، وما تفرد به من حديث فليس عليه عمل". **اور ابان سے شرفاء نے روایت کیا ہے، ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کی روایت میں کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ جس چیز میں اس کی کوئی دوسرا موافقت کرے، اور جس حدیث میں یہ متفرد ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔**

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الكبرى "[4] میں ایک روایت کے تحت ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

[1] الأسامي والكنى:١/١٤٧،رقم:٢٤١،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون:ص:١٤٨،رقم:١٠٣،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المختلف فيهم:ص:٢٠،رقم:١،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[4] السنن الكبرى للبيهقي:١٠/١٢،رقم:١٩٦٩٥،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[1] میں فرماتے ہیں: "أبان بن أبي عياش مجتمع على ضعفه وترك حديثه". ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش کو "المقتنى"[2] میں "واه" اور "تاريخ الإسلام"[3] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقريب"[4] میں ابان کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[5] میں ابان بن ابی عیاش کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "متروك، اتهم بكذب". متروک ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے۔

طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند ابان بن ابی عیاش کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ سند سے "شدید ضعیف" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

③ طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند یزید رقاشی

زیر بحث روایت حافظ خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مكارم الأخلاق"[6] میں ان

---

[1] التمهيد: ٢٣٦/١٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ۔

[2] المقتنى في سرد الكنى: ٧٧/١، رقم: ٢٩٢، ت: محمد صالح عبد العزيز، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٨٠٧/٣، رقم: ٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ۔

[4] تقريب التهذيب: ص: ٨٧، رقم: ١٤٢، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سؤريا، الطبعة الرابعة ١٤١٨هـ۔

[5] تنزيه الشريعة: ١٩/١، رقم: ٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ۔

[6] مكارم الأخلاق: ص: ٢١٢، رقم: ٦٤٣، ت: أيمن عبد الجبار، دار الآفاق العربية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ۔

الفاظ سے تخریج کی ہے:

”حدثنا نصر بن داود، حدثنا أبو جعفر الراسبي، حدثنا يحيى بن عبد الله، وعبد الله بن واقد، قالا: حدثنا صفوان بن عمرو، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من خرج إلى سوق من أسواق المسلمين، فاشترى شيئا، فحمله إلى بيته، فخص به الإناث دون الذكور، نظر الله إليه، ومن نظر الله إليه لم يعذبه“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے کسی بازار میں جائے، پھر وہ کوئی چیز لے کر اپنے گھر لے آئے، پھر اس میں بچوں کے مقابلہ میں بچیوں کو خصوصیت دے، تو اللہ تعالی اس پر نظر رحمت فرماتے ہیں، اور جس پر اللہ تعالی نظر رحمت فرمائیں تو اس کو عذاب نہیں دیتے۔

روایت بطریق یزید رقاشی پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: ”الخرائطي بسند ضعيف“. خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے بسندِ ضعیف اس کی تخریج کی ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إتحاف“[2] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ٤٠٤/١، رقم: ١٥٣٧، ت: أبومحمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] إتحاف: ٣٨٦/٥، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات الشافعية"[1] میں زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عمرو یزید بن ابان رقاشی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ فضل بن موسی سِیُسنانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:" أتيت يزيد الرقاشي وهو يقص، فجلست في ناحية أستاك، فقال لي: أنت هاهنا؟ قلت: أنا هاهنا في سنة، وأنت في بدعة"[2]. میں یزید رقاشی کے پاس آیا، وہ قصے بیان کر رہے تھے، میں ایک کونے میں ہو کر مسواک کرنے لگا، یزید رقاشی نے مجھ سے کہا: تم یہاں ہو؟ میں نے کہا: میں یہاں سنت میں مشغول ہوں، اور تم بدعت میں مشغول ہو۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ " الطبقات الكبرى "[3] میں فرماتے ہیں:" وكان ضعيفا قدريا". یہ ضعیف، قدری تھا۔

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كان يحيى بن سعيد لا يحدث عن يزيد الرقاشي، وكان عبد الرحمن يحدث عنه"[4]. یحیی بن سعید، یزید

---

[1] طبقات الشافعية الكبرى:٦/٣١١،ت:محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية١٤١٣ھ۔

[2] المجروحين:٣/٩٨،ت:محمود ابراهيم زايد،دار المعرفة۔بيروت،الطبعة ١٤١٢ھ۔

[3] الطبقات الكبرى:٧/١٨٢،رقم:٣١٨٨،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨ھ۔

[4] الجرح والتعديل:٩/٢٥١،رقم:١٠٥٣،دائرة المعارف العثمانية ۔حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٧١ھ۔

رقاشی سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے، جبکہ عبدالرحمن ان سے احادیث روایت کرتے تھے۔

علامہ ابوطالب احمد بن حمید مُشْکَانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قلت لأحمد بن حنبل: فيزيد الرقاشي لم ترك حديثه، بهوى كان فيه؟ قال: لا، ولكن كان منكر الحديث، وكان شعبة يحمل عليه، وكان قاصا“[1].
میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یزید رقاشی کی احادیث کیوں ترک کی گئی ہیں، اس ہوی (بدعت) کی وجہ سے جو ان میں موجود تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ منکر الحدیث ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر حمل فرماتے تھے، اور یہ قصہ گو تھا۔

حافظ عبداللہ بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: ”يزيد الرقاشي فوق أبان بن أبي عياش، وكان يضعفه، وقال: كان شعبة يشبهه بأبان بن أبي عياش“[2]. یزید رقاشی، ابان بن ابی عیاش سے بڑھ کر ہے، اور میرے والد ان کی تضعیف کرتے تھے، اور فرماتے کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، یزید رقاشی کو ابان بن ابی عیاش کے مشابہ قرار دیتے تھے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” أما يزيد الرقاشي: فليس بشيء، هو ضعيف“[3]. یزید رقاشی لیس بشیء، ضعیف ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”رجل صالح،

---

[1] الجرح والتعديل: ۹/۲۵۱، رقم: ۱۰۵۳، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[2] الجرح والتعديل: ۹/۲۵۲، رقم: ۱۰۵۳، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[3] معرفة الرجال برواية ابن محرز: ۱/۷۱، رقم: ۱٦۷، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

لکن حدیثه لیس بشيء "[1]. یہ نیک شخص ہے، لیکن اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنی "[2] میں اسے "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء "[3] میں یزید کو "متروك [الحديث]" کہا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان واعظا بكاء، كثير الرواية عن أنس بما فيه نظر، صاحب عبادة، وفي حديثه صنعة "[4]. یہ واعظ، بہت زیادہ رونے والا شخص تھا، انس رضی اللہ عنہ سے کثرت سے روایات نقل کرتا تھا جس میں نظر ہے، عبادت گزار تھا، اور اس کی حدیث میں کچھ کاریگری ہے۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أزني أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي "[5]. میں زنا کروں، مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: " لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي "[6]. میں راہزنی کروں مجھے یہ زیادہ پسند

---

[1] المجروحین: ۹۸/۳، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة- بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] الكنى والأسماء: ص: ۵۷۱، رقم: ۲۳۲۳، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية - المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ .

[3] الضعفاء والمتروكين: ۲۵۳، رقم: ٦٧٣، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[4] الجرح والتعديل: ۲۵۱/۹، رقم: ١٠٥٣، دائرة المعارف العثمانية - حيدرآباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[5] الضعفاء الكبير: ۳۷۳/٤، رقم: ۱۹۸۳، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] الضعفاء الكبير: ۳۷۳/٤، رقم: ۱۹۸۳، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

ہے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں۔

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** ”رجل صالح، سمعت يحيى بن معين ذكره فقال: رجل صدق“ [۱]۔ یہ نیک شخص ہے، میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ سچا شخص ہے۔

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** ”فيه ضعف“ [۲]۔ اس میں ضعف ہے۔

حافظ ابواحمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ **نے یزید کو** ”متروك الحديث“ [۳] کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحین“ [۴] **میں فرماتے ہیں:** ”وكان من خيار عباد الله، من البكائين بالليل في الخلوات، والقائمين بالحقائق في السبرات، ممن غفل عن صناعة الحديث وحفظها، واشتغل بالعبادة وأسبابها حتى كان يقلب كلام الحسن فيجعله عن أنس عن النبي عليه الصلاة والسلام وهو لا يعلم، فلما كثر في روايته ما ليس من حديث أنس وغيره من الثقات بطل الاحتجاج به، فلا تحل الرواية عنه إلا على سبيل التعجب، وكان قاصا، يقص بالبصرة ويبكي الناس، وكان شعبة يتكلم فيه بالعظائم“۔

اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا، رات کی تنہائی میں بہت زیادہ رونے والوں، ٹھنڈی صبح میں حقائق کے ساتھ قیام کرنے والوں میں تھا، حدیث کے حفظ اور

---

[۱] سؤالات أبي عبيد الآجري:ص:۳۲۰،رقم:٤٩١،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱۳۹۹.

[۲] تهذيب الكمال:٦٩/٣٢،رقم:٦٩٥٨،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[۳] تهذيب الكمال:٦٩/٣٢،رقم:٦٩٥٨،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[۴] المجروحين:٩٨/٣،ت:محمود ابراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

اس میں مہارت سے بے خبر تھا، عبادت اور اس کے اسباب میں اتنا مشغول تھا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو انس رضی اللہ عنہ کا کلام سمجھ کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف بے خبری میں منسوب کر دیتا تھا، جب اس کی روایات میں کثرت سے انس رضی اللہ عنہ وغیرہ ثقات کی روایات میں ایسا ہوا تو اب اس سے احتجاج باطل ہے، اس سے روایت سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے، وہ قصہ گوئی کرتا تھا، بصرہ میں لوگوں کو قصے سنا سنا کر رلاتا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "وليزيد الرقاشي أحاديث صالحة، عن أنس وغيره، ونرجو أنه لا بأس به برواية الثقات عنه من البصريين والكوفيين وغيرهم". یزید رقاشی کی انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صالح احادیث ہیں، اور مجھے امید ہے کہ یہ لا بأس بہ ہے ان روایات میں جو اس سے بصری، کوفی وغیرہ ثقہ لوگ روایت کریں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں لکھتے ہیں: "العابد، عن أنس، قال النسائي وغيره: متروك". عابد ہے، یہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے متروک کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف"[3] میں اسے "ضعیف" اور "تلخیص المستدرك"[4] میں "واہ" کہا ہے۔

---

[1] الكامل: ۱۳۱/۹، رقم: ۲۱۵۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ۵۳٤/۲، رقم: ۷۰۸۳، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] الكاشف: ۳۸۰/۲، رقم: ٦۲۷۷، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[4] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين: ۵۹۷/۲، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[1] میں ایک روایت کے تحت یزید بن ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه غير مقبول الرواية عند الأئمة". ائمہ کے نزدیک اس کی روایت مقبول نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو "تقریب التھذیب"[2] میں "زاهد، ضعيف" کہا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ بسند یزید رقاشی کا حکم

واضح رہے کہ روایت بطریق یزید رقاشی میں موجود راوی ابو جعفر راسبی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں ملا۔

تاہم آپ ماقبل میں دیکھ چکے ہیں کہ سند میں موجود راوی یزید بن ابان رقاشی کے بارے میں بعض ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مکرر ملاحظہ فرمائیں:

"میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یزید رقاشی کی احادیث کیوں ترک کی گئی ہیں، اس ہوی (بدعت) کی وجہ سے جو ان میں موجود تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] البداية والنهاية: ٤١٧/٧، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
[2] تقريب التهذيب: ص: ٥٩٩، رقم: ٧٦٨٣، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ منکر الحدیث ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر حمل فرماتے تھے، اور یہ قصہ گو تھا" (علامہ ابو طالب احمد بن حمید مُشکانی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیثہ لیس بشیٔ" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، میں زنا کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اِس بات سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "میں راہ زنی کروں مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "اس سے احتجاج باطل ہے، اس سے روایت سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز زیر بحث متن حدیث کو دیگر اسانید سے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "باطل، بے اصل"، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "من گھڑت" اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "منکر" قرار دے چکے ہیں۔

الحاصل اس خاص سیاق کے ساتھ ساتھ یزید رقاشی کا یہ طریق جس میں ابو جعفر راسبی کا ترجمہ نہیں ملتا، کسی بھی طور پر روایت کو ضعف شدید سے نکالنے سے قاصر ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

④ طریق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقال الديلمي: أنبأتنا أسماء بنت محمد، عن أبي طاهر الحسنابادي، حدثنا عبد الله بن محمد بن إبراهيم الرازي، عن محمد بن يوسف الهروي،

[1] اللآلئ المصنوعة: ۱۵۰/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷هـ.

عن محمد بن أحمد بن زياد الزيات، عن علي بن حاتم المكنوف [كذا في الأصل، والصحيح: المكفوف]، عن شريك، عن سالم الأفطس، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس مرفوعا، فذكره بلفظ رواية ابن عدي إلا أنه قال: كان كحامل الصدقة حتى يضعها فيهم، وليبدأ بالإناث قبل الذكور، والباقي مثله سواء، والله أعلم".

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے، چنانچہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ کے ساتھ اسے ذکر کیا ہے، تاہم اس میں (یعنی دیلمی میں) یہ الفاظ ہیں: گویا کہ وہ ان کے پاس صدقہ لانے والے کی طرح ہے، حتیٰ کہ وہ ان کے درمیان وہ عمدہ چیز لاکر بچوں سے پہلے بچیوں سے ابتداء کرے۔

روایت کے باقی الفاظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی طرح ہیں، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ائمہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"(قلت) في سنده علي بن حاتم المكفوف، عن شريك، وفي الميزان: علي بن حاتم أبو معاوية يجهل، وأتى بمنكر من القول، قال: حدثنا عبيد الله بن موسى، عن إسرائيل، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، "وقفوهم إنهم مسئولون" عن ولاية علي. انتهى، ولم يذكر من اسمه علي بن حاتم غيره، فلا أدري أهو هذا أم غيره؟ والله تعالى أعلم".

---

[1] تنزيه الشريعة: ۲۱۱/۲، رقم: ۲۸، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں علی بن حاتم مکفوف، شریک سے نقل کر رہا ہے، اور "میزان" میں ہے: علی بن حاتم ابو معاویہ مجہول ہے، اور یہ منکر قول لایا ہے، (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید نقل) فرماتے ہیں: علی بن حاتم ابو معاویہ نے عبید اللہ بن موسی، عن اسرائیل، عن ابن ابی نجیح، عن مجاہد کی سند سے "وقفوهم إنهم مسئولون" کے بارے میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ لوگوں سے ولایتِ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جائے گا، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مکمل ہوئی، (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن حاتم نامی افراد کے عنوان سے اس (ابو معاویہ) کے علاوہ کسی کو ذکر نہیں کیا، اب معلوم نہیں کہ یہ اور (زیر بحث سند کا راوی) یہی (علی بن حاتم ابو معاویہ) ہے یا یہ کوئی اور راوی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہم نوٹ:

① واضح رہے کہ اہل تشیع کی بعض کتب میں محمد بن احمد زیات، عن علی بن حاتم، عن شریک، عن سالم افطس، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے ایک مرفوع روایت مذکور ہے، جس کا مجموعی مضمون حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ راوی علی بن حاتم ابو معاویہ سے استیناس رکھتا ہے، نیز ہماری زیر بحث روایت بھی اہل تشیع کی ذکر کردہ سند کے موافق ہے، اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ ہماری زیر بحث سند میں موجود راوی علی بن حاتم، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ راوی ہی ہو، واللہ اعلم[1]۔

---

[1] اہل تشیع کی ذکر کردہ روایت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی نے "امالی الصدوق" میں ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:
"حدثنا أحمد بن الحسن القطان، قال: حدثنا عبد الرحمن بن محمد الحسني، قال: أخبرنا أحمد بن عيسى بن أبي موسى العجلي، قال: حدثنا محمد بن أحمد بن عبد الله بن زياد العرزمي، قال: أخبرنا علي بن حاتم

② سند میں موجود راوی محمد بن احمد بن زیاد زیات کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکا[1]۔

روایت بطریق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے کہ علی بن حاتم نامی راوی پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے شدید جرح فرمائی ہے، اور اس سند میں بھی علی بن حاتم موجود ہے، اگرچہ یہ تعیین نہیں ہو سکی کہ یہ ایک ہی راوی ہے، یا الگ الگ، تاہم سند میں علی بن حاتم جیسے راوی کا موجود ہونا زیر بحث روایت کو شدید ضعف سے نکالنے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے، خصوصاً جبکہ بعض ائمہ حدیث اس حدیث کے متن کو ''منکر، من گھڑت'' بھی کہہ چکے ہیں، اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ علی بن حاتم سے نقل کرنے والے راوی محمد بن احمد بن زیاد کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں ملتا، ان تمام امور کے پیش نظر اس سند سے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

المنقري، قال: حدثنا شريك، عن سالم الأفطس، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي عليه السلام: يا علي! شيعتك هم الفائزون يوم القيامة، فمن أهان واحدا منهم فقد أهانك، ومن أهانك فقد أهانني، ومن أهانني أدخله الله نار جهنم خالدا فيها وبئس المصير، يا علي! أنت مني وأنا منك، روحك من روحي وطينتك من طينتي، وشيعتك خلقوا من فضل طينتنا، فمن أحبهم فقد أحبنا، ومن أبغضهم فقد أبغضنا، ومن عاداهم فقد عادانا، ومن ودهم فقد ودنا، يا علي! إن شيعتك مغفور لهم على ما كان فيهم من ذنوب وعيوب، يا علي! أنا الشفيع لشيعتك غدا إذا قمت المقام المحمود فبشرهم بذلك، يا علي! شيعتك شيعة الله، وأنصارك أنصار الله، وأوليائك أولياء الله، وحزبك حزب الله، يا علي! سعد من تولاك، وشقي من عاداك، يا علي! لك كنز في الجنة، وأنت ذو قرنيها'' (أمالي الصدوق:ص:۲۳،رقم:۸،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

[1] تاہم اہل تشیع کی بعض کتب میں ان کا ترجمہ ملتا ہے، چنانچہ ابو القاسم موسوی خوئی شیعی نے ''معجم رجال الحدیث'' میں محمد بن عبد الرحمن ذہلی کے ترجمہ میں محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زیاد زیات کو ''مجہول'' کہا ہے (معجم رجال الحديث:۲۳٤/۱۷، رقم:۱۱۰۷۳،مكتبة الإمام الخوئي ـ النجف).

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سابقہ ذکر کردہ مختلف سندوں سے منقول زیر بحث روایت کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل، بے اصل" کہا ہے، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر" قرار دیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "شدید ضعیف" قرار دیا ہے۔

الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
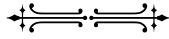
روایت نمبر⑪

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”الحمد لله على النعمة أمان لزوالها“. کسی نعمت پر اللہ تعالی کی حمد کرنا اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے“۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الغرائب الملتقطة“[1] میں فرماتے ہیں:

”قال: أخبرنا حمد بن نصر، أخبرنا أبو مسلم عبد الرحمن بن غزو، حدثنا الحسين بن محمد بن أحمد التميمي، حدثنا محمد بن الحسن النَّقّاش، حدثنا الحسين بن منصور بن أحمد، حدثنا يزيد بن سليمان، حدثنا بكير بن مسعدة، عن عاصم بن مرة، عن أبي سعد، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحمد على النعمة أمان لزوالها“.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نعمت پر حمد کرنا اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ ”المداوي“[2] میں لکھتے ہیں: ”قلت: في بعض النسخ

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٢٥٤/٤، رقم: ١٤١١، ت: إيروان سفيان، جمعية دار البر ـ دبئ، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] المداوي: ٤٥٥/٣، رقم: ٣٨٣٦، دار الكتبي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

المطبوعة رمز لهذا الحديث بعلامة الحسن، وذلك بعيد، فإنه من رواية محمد بن الحسن النَّقّاش.

ثنا الحسين بن منصور بن أحمد، ثنا يزيد بن سليمان، ثنا بكير بن مسعدة، عن عاصم بن مرة، عن أبي سعد، عن عمر بن الخطاب به، ومحمد بن الحسن النَّقّاش متهم بالكذب، وأبو سعد لا أدري من هو الآن، فيجب الكشف عنه".

میں کہتا ہوں کہ بعض مطبوعہ نسخوں میں اس حدیث پر "حسن" کی علامت لگائی گئی ہے، اور یہ بعید ہے، کیونکہ یہ حدیث محمد بن حسن نقّاش کی روایت سے ہے۔۔۔اور محمد بن حسن نقّاش متہم بالکذب ہے، اور (سند میں موجود راوی) ابو سعد اب تک مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ کون ہے، چنانچہ اس کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن سند ابو بکر نَقَّاش مقریٔ مَوصلی (المتوفی ۳۵۱ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو بکر بَرۡقَانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كل حديثه منكر"[۱]. **نَقَّاش کی تمام احادیث منکر ہیں۔**

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہی" قرار دیا ہے[۲]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[۳] **میں لکھتے ہیں:** "وفي أحاديثه مناكير بأسانيد مشهورة". **نَقَّاش کی احادیث میں مشہور سندوں سے مناکیر موجود ہیں۔**

---

[۱] تاريخ بغداد: ٦٠٦/٢، رقم: ٥٨٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۲] لسان الميزان: ٧٩/٧، رقم: ٦٦٧١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۳] تاريخ بغداد: ٦٠٣/٢، رقم: ٥٨٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ "ذیل تاریخ بغداد"[1] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "والنقاش مشهور برواية الغرائب والمنكرات". نقاش "غرائب اور منکرات کی روایت میں مشہور" ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "المنتظم"[2] میں فرماتے ہیں: "وفي حديثه مناكير بأسانيد مشهورة، وقد كان يتوهم الشيء فيرويه". اس کی احادیث میں مشہور سندوں کے ساتھ مناکیر موجود ہیں، اور اسے کسی چیز کا وہم بھی ہو تو بھی اسے روایت کر دیتا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[3] میں نقاش کو "متہم" قرار دیا ہے۔

حافظ ابو الحسن علی بن محمد ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم والإيهام"[4] میں فرماتے ہیں: "وأبو بكر محمد بن الحسن المقرئ هو النقاش صاحب التفسير، هو أيضا كذلك ممن رمي بالكذب في حديثه". اور ابو بکر محمد بن حسن مقری وہ نقاش صاحبِ تفسیر ہے، یہ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث میں جھوٹ بولنے میں متہم ہیں۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ "تنقيح التحقيق"[5] میں محمد بن حسن نقاش کے

---

[1] ذيل تاريخ بغداد: ۱۳٦/۱۷، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] المنتظم: ١٤٨/١٤، رقم: ٢٦٢٣، ت: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ١٧٣/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] بيان الوهم والايهام: ٥٥٨/٣، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[5] تنقيح التحقيق: ٥٣١/٢، ت: سامي بن محمد بن جاد الله، دار أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه لا يعتمد عليه، وهو ضعيف عندهم، وقد اتهمه بعضهم بالكذب". بلاشبہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور بعض نے اسے متہم بالکذب قرار دیا ہے۔

حافظ ابو الحسن علی بن عثمان ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ "الجوهر النقي"[1] میں نقاش کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهو من المتهمين بالكذب". اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو متہم بالکذب ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] میں نقل فرماتے ہیں: "وقال طلحة بن محمد الشاهد: كان النقاش يكذب في الحديث، والغالب عليه القصص". طلحہ بن محمد الشاہد کا کہنا ہے: نَقَّاش حدیث میں جھوٹ بولتا تھا، اور اس پر قصوں کا غلبہ تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[3] میں فرماتے ہیں: "ومع جلالته ونبله فهو متروك الحديث، وحاله في القراءات أمثل، قال أبو عمرو الداني: النقَّاش مقبول الشهادة". نَقَّاش باوجود جلیل القدر اور ذکی ہونے کے "متروک الحدیث" ہے، اور اس کی حالت قراءتوں میں نسبتًا بہتر ہے، ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نَقَّاش کی شہادت مقبول ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "وقال اللالكائي: تفسيره إشفاء الصدور، لا شفاء الصدور. قلت: يعني مما فيه من الموضوعات"[4]. اور

---

[1] الجوهر النقي على سنن البيهقي: ١٣٤/١، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.
[2] ميزان الاعتدال: ٥٢٠/٣، رقم: ٧٤٠٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[3] تذكرة الحفاظ: ٨٣/٣، رقم: ٨٧٢، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٩هـ.
[4] تذكرة الحفاظ: ٨٣/٣، رقم: ٨٧٢، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٩هـ.

لالکائی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ نَقّاش کی تفسیر سینوں میں چھید ہے، یہ سینوں کی شفاء نہیں ہے، (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: ان کی مراد یہ ہے کہ اس میں من گھڑت روایات ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[1] میں فرماتے ہیں: "قلت: قد اعتمد الداني في التيسير على رواياته للقراءات، فالله أعلم، فإن قلبي لا يسكن إليه، وهو عندي متهم، عفا الله عنه".

میں کہتا ہوں: دانی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر میں روایاتِ قراءات میں نقاش پر اعتماد کیا ہے، فاللہ اعلم، بلاشبہ میرا دل اس سے مطمئن نہیں ہے، اور نقاش میرے نزدیک متہم ہے، اللہ ان کو معاف فرمائے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة القراء"[2] میں فرماتے ہیں: "وهو مصنف شفاء الصدور في التفسير، وقد أتى فيه بالعجائب والموضوعات، وهو مع علمه وجلالته ليس بثقة". نقاش کتاب "شفاء الصدور فی التفسیر" کا مصنف ہے، اور اس میں عجائبات اور من گھڑت اشیاء لایا ہے، اور یہ اپنے علم وجلالت کے باوجود "لیس بثقہ" ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "اتهم بالكذب، وقد أتى في تفسيره بطامات وفضائح، وهو في القراءات أمثل". متہم بالکذب ہے، اور تفسیر میں طامات اور فضائح لایا ہے، اور یہ قراءات میں امثل ہے۔

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۵۷۶/۱۵، رقم: ۳۴۸، ت: إبراهيم الزيبق، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۳هـ.
[2] معرفة القراء الكبار: ۲۹۵/۱، رقم: ۲۰۹، ت: شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۸هـ.
[3] المغني في الضعفاء: ۲۸۶/۲، رقم: ۵٤۳۱، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[1] میں بھی اسے "متہم بالکذب" قرار دیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات الشافعية"[2] میں نقاش کے بارے میں فرماتے ہیں: "ومن تصانيفه: كتاب شفاء الصدور في التفسير، وفيه موضوعات كثيرة، وثقه أبو عمرو الداني وقبله وزكاه، وضعفه قوم مع الاتفاق على جلالته في العلم".

اور اس کی تصانیف میں تفسیر میں کتاب "شفاء الصدور" ہے، اور اس میں بہت زیادہ من گھڑت اشیاء ہیں، اور ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق کی ہے اور اسے قبول کیا ہے اور اس کا تزکیہ کیا ہے، اور ایک قوم نے ان کی جلالت فی العلم پر اتفاق کے باوجود ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[3] میں نقاش کے بارے میں فرماتے ہیں: "وتفرد بأشياء منكرة، وقد وثقه الدار قطنى على كثير من خطئه، ثم رجع عن ذلك، وصرح بعضهم بتكذيبه، والله أعلم، وله كتاب التفسير الذي سماه شفاء الصدور، وقال بعضهم: بل هو سقام الصدور، وقد كان رجلا صالحا في نفسه عابدا ناسكا".

اور یہ اشیاءِ منکرہ میں متفرد ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت سی غلطیوں کے باوجود اس کی توثیق کی، پھر اس سے رجوع کر لیا، اور بعض نے اس کے

---

[1] ديوان الضعفاء:ص:۳۴۷،رقم:۳۶۷۶،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية۔مكة المكرمة .

[2] طبقات الشافعية الكبرى:۱۴۶/۳،رقم: ۱۳۰،ت:محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر،الطبعة الثانية ۱۴۱۳ھ۔

[3] البداية والنهاية:۲۴۲/۱۱،مكتبة المعارف ۔ بيروت،الطبعة ۱۴۱۲ھ۔

اس کے جھوٹا ہونے کی صراحت کی ہے، واللہ اعلم، اور اس کی تفسیر میں ایک کتاب ہے جس کا نام اس نے "شفاء الصدور" رکھا، اور بعض نے کہا: بلکہ یہ "سقام الصدور" ہے، اور یہ بذاتِ خود نیک صالح، عابد پرہیز گار تھا۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنیر"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أما أبو بكر محمد بن الحسن المقرئ: فهو النقاش صاحب التفسير، وهو كذاب". بہرحال ابو بکر محمد بن حسن مقری وہ نقاش صاحبِ تفسیر ہے، اور وہ کذاب ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[2] میں اور "لسان"[3] میں ایک دوسری روایت کے تحت نقاش مفسر کو "واہی" قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[4] میں ایک دوسرے مقام پر نقاش کو "ذاك التالف" کہا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "مغاني الأخيار"[5] میں نقاش کے بارے میں فرماتے ہیں: "صنف فى التفسير كتابا سماه: شفاء الصدور، وكان رحالا جوالا، فى حديثه مناكير". اس نے تفسیر میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام اس نے "شفاء الصدور" رکھا ہے، اور یہ بہت زیادہ سفر کرنے والا اور دور دراز

---

[1] البدر المنير: ٤٧٣/٩، ت: ابو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] تلخيص الحبير: ١٣٨/٢، رقم: ٦٢٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] لسان الميزان: ٦١٨/١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] لسان الميزان: ٦٧١/٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] مغاني الأخيار: ٤٧٥/٣، رقم: ٤١١٨، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

مقامات طے کرنے والا تھا، اس کی حدیث میں مناکیر ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں محمد بن حسن نقاش مفسر کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن حسن نَقَّاش کے بارے میں متعدد ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مکرر ملاحظہ ہو:

"یہ واہی ہے" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "نَقَّاش کی تمام احادیث منکر ہیں" (حافظ ابو بکر بَرقانی رحمۃ اللہ علیہ)، "نَقَّاش حدیث میں جھوٹ بولتا تھا، اور اس پر قصوں کا غلبہ تھا" (علامہ طلحہ بن محمد الشاہد)، "نَقَّاش کی احادیث میں مشہور سندوں سے مناکیر موجود ہیں" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، "نقاش غرائب اور منکرات کی روایت میں مشہور ہے" (حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی احادیث میں مشہور سندوں کے ساتھ مناکیر موجود ہیں، اور اسے کسی چیز کا وہم بھی ہو تو بھی اسے روایت کر دیتا ہے" (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث میں جھوٹ بولنے میں متہم ہیں" (حافظ ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور بعض نے اسے متہم بالکذب قرار دیا ہے" (حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ان لوگوں میں سے ہے جو متہم بالکذب ہیں" (حافظ ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ)، "لالکائی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ نَقَّاش کی تفسیر سینوں میں چھید ہے، یہ سینوں کی شفاء نہیں ہے، میں (یعنی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ان کی مراد یہ

[1] تنزیہ الشریعۃ: ۱۰۳/۱، رقم: ۸۱، ت: عبد الوھاب عبد اللطیف وعبد اللہ محمد الصدیق، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱٤۰۱ھ۔

ہے اس میں من گھڑت روایات ہیں"۔ "متہم بالکذب ہے، نقاش کتاب "شفاء الصدور فی التفسیر" کا مصنف ہے، اور اس میں عجائبات اور من گھڑت اشیاء لایا ہے، اور یہ اپنے علم وجلالت کے باوجود لیس بثقہ ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی تصانیف میں کتاب "شفاء الصدور" ہے، اور اس میں بہت زیادہ من گھڑت اشیاء ہیں" (علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ اشیاءِ منکرہ میں متفرد ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت سی غلطیوں کے باوجود اس کی توثیق کی، پھر اس سے رجوع کر لیا، اور بعض نے اس کے جھوٹا ہونے کی صراحت کی ہے" (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ کذاب ہے" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاك التالف، واہی" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل روایت کے بعد سند میں موجود محمد بن حسن نَقَّاش کو متہم بالکذب قرار دے کر اس حدیث کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اور زیر بحث حدیث خاص اس تناظر میں کہ محمد بن حسن نَقَّاش اسے روایت کرنے میں متفرد بھی ہے، کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، چنانچہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
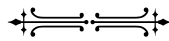
روایت نمبر⑫

روایت: " آپ ﷺ نے فرمایا: الذكر نعمة من الله فأدوا شكرها. ذکر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہٰذا اس کا شکر ادا کرو"۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة"[1] میں ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"قال: أخبرنا الحداد، أخبرنا أبو نعيم، حدثنا أبو جعفر محمد بن إبراهيم المكي، حدثنا أحمد بن إسحاق بن نبيط بن شريط، عن أبيه إبراهيم، عن أبيه نبيط قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذكر نعمة من الله عزوجل، فأدوا شكرها".

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذکر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہٰذا اس کا شکر ادا کرو۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "الزيادات"[2] میں بطریق ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نقل کی ہے۔

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٥٤٩/٤، رقم: ١٥٩٢، ت: إيروان سفيان، جميعة دار البر ـ دبي، الطبعة الاولي ١٤٣٩هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات: ٧٨٤/١، رقم ٩٩٦، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الاولي ١٤٣١هـ.

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: " قال أبو نعيم: حدثنا أبو الحسن أحمد بن القاسم بن الريان المصري، حدثنا أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط أبوجعفر الأشجعي، حدثني أبي إسحاق بن إبراهيم، حدثني أبي إبراهيم بن نبيط، عن جده نبيط بن شريط، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذكر نعمة من الله تعالى، فأدوا شكرها".

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[1] میں نسخہ نبیط بن شریط کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"قال الذهبي في الميزان: أحمد بن إسحاق بن نبيط بن شريط حدث عن أبيه، عن جده بنسخة فيها بلايا، لايحل الاحتجاج به، فإنه كذاب".

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں کہا ہے: احمد بن اسحاق بن نبیط بن شریط نے ابیہ عن جدہ کی سند سے ایک نسخہ نقل کیا ہے جس میں بلایا ہیں، اس سے احتجاج حلال نہیں ہے، کیونکہ یہ جھوٹا ہے۔

اس کے بعد حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن اسحاق کی سند سے چند احادیث نقل کیں، جن میں زیر بحث روایت بھی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "تنزيه الشريعة"[2] میں نقل کر کے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[3] میں زیر بحث روایت کو نبیط بن شریط کی سند سے نقل کیا ہے اور کوئی کلام ذکر نہیں کیا، تاہم علامہ

[1] الزيادات على الموضوعات: ۷۸۳/۱، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الاولى ۱٤۳۱هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٤۰۲/۲، رقم: ۳۲، رقم: ۸۸، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] فيض القدير: ٥٦۹/۳، رقم: ۷٤٤۷، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

مناوی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التیسیر"[1] میں زیر بحث روایت کو نبیط بن شریط کی سند سے نقل کرنے کے بعد "وإسناده حسن" کہا ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[2] میں علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "وإسناده حسن" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: بل واه، شبه الموضوع أو هو موضوع، وكيف يتصور نبيط أن يكون حديثه صحيحا؟ وهو من نسخته التي رواها حفيده أحمد بن إسحاق، وهو كذاب، ورموز المتن لا يغتر بها".

میں کہتا ہوں: بلکہ یہ حدیث واہی، من گھڑت روایت کے مشابہ یا من گھڑت ہے، اور نبیط کے بارے میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہوگی؟ اور یہ روایت اس کے اسی نسخہ میں ہے جس کو اس کے پوتے احمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے، اور وہ کذاب ہے، اور متن کے رموز سے دھوکہ نہ کھایا جائے۔

سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَرِیط اشجعی (المتوفی ۲۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[3] میں فرماتے ہیں: "صاحب النسخة المشهورة الموضوعة". اس نے ایک مشہور نسخہ گھڑا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[4] میں لکھتے ہیں: "عن أبيه، عن

---

[1] التيسير بشرح الجامع الصغير: ۲۲/۲، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[2] المداوي: ۸۹/٤، رقم: ٤٣٥١، دار الكتبي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

[3] تاريخ الإسلام: ٦٦٨/٦، رقم: ٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ۸۲/۱، رقم: ۲۹٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

جده بنسخة فيها بلايا". احمد، عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک نسخہ نقل کرتا ہے، جس میں بلایا ہیں۔

چند سطر بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يحل الاحتجاج به، فإنه كذاب". اس سے احتجاج حلال نہیں ہے، کیونکہ یہ کذاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[1] میں، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[2] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[5] میں لکھتے ہیں: "متروك، له نسخة". یہ متروک ہے، اس کا ایک نسخہ ہے۔

حافظ ابن عبدالہادی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۴ھ) "طبقات علماء الحديث"[6] میں فرماتے ہیں: "وهو صاحب النسخة الموضوعة، وكان يدعي أنه ولد سنة سبعين ومئة، لا يعتمد عليه". اس کا ایک گھڑا ہوا نسخہ ہے، اور

---

[1] لسان الميزان: ٤٠٤/١، رقم: ٣٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] مجمع الزوائد: ١٤٦/١، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

[3] الزيادات على الموضوعات: ٧٨٣/٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٢٥/١، رقم: ٨٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] ديوان الضعفاء: ص: ٢، رقم: ٩، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[6] طبقات علماء الحديث: ٣٤٨/٢، ت: أكرم البوشي، إبراهيم الزيبق، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

یہ اس کا دعوی کرتا تھا کہ اس کی ولادت سن ایک سو ستر ہجری کی ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں فرماتے ہیں: "ومنها: نسخة أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط عن أبيه عن جده، كلها موضوعة". اور ان من گھڑت نسخوں میں احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کا ایک نسخہ ہے جسے وہ عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے نقل کرتا ہے، یہ تمام تر من گھڑت ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

نیز زیر بحث روایت کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق کے بلایا کے تحت ذکر کیا ہے۔

اور خاص اس تناظر میں کہ احمد بن اسحاق بن ابراہیم اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، چنانچہ یہ روایت کسی بھی طرح "ضعف شدید" سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] الفوائد المجموعة: ٤٢٥، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

روایت نمبر (۱۳)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الدنيا حلم، وأهلها عليها مجازون ومعاقبون“.

دنیا ایک خواب ہے، اور اہل دنیا کو اس پر جزا اور سزا دی جائے گی“۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے روایت کے بارے میں فرمایا ہے: ”مجھے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں مل سکی“، نیز حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”إحياء علوم الدين“[1] میں فرماتے ہیں:

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدنيا حلم، وأهلها عليها مجازون ومعاقبون“. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ایک خواب ہے، اور اہل دنیا کو اس پر جزا اور سزا دی جائے گی۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”لم أجد له أصلا“. مجھے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں مل سکی۔

[1] إحياء علوم الدين: ۲۱٤/۳، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۲هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۸۷۹/۲، رقم: ۳۲۱۸، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[1] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات"[2] میں زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جس کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ علامہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۳ھ) نے "تنبیہ الغافلین"[3] میں، علامہ جمال الدین ابو بکر خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفید العلوم"[4] میں ذکر کی ہے۔

---

[1] إتحاف السادة المتقين:۵۹۲/۹،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ.

[2] طبقات الشافعية الكبرى:۳٤۵/٦،ت:محمود محمد الطناحي،عبدالفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ۱٤۱۳هـ.

[3] تنبيه الغافلين:ص:۲۳۹،رقم:۳۱۱،ت:يوسف علي بدوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثالثة ۱٤۲۱هـ.

"تنبیہ الغافلین" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وروى محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما، قال: شهدت مجلسا من مجالس رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ أتاه رجل أبيض الوجه، حسن الشعر واللون، عليه ثياب بيض، فقال: السلام عليك يا رسول الله! فقال النبي صلى الله عليه وسلم: وعليكم السلام ورحمة الله، فقال: يا رسول الله! ما الدنيا؟ قال: حلم المنام، وأهلها مجازون ومعاقبون، قال: يا رسول الله! وما الآخرة؟ قال: الأبد فريق في الجنة وفريق في السعير، فقال: يا رسول الله! وما الجنة؟ قال: بدل الدنيا لتاركها نعيمها أبدا، قال: فما جهنم؟ قال: بدل الدنيا لطالبها لا يفارقها أهلها أبدا، قال: فمن خير هذه الأمة؟ قال: الذي يعمل فيها بطاعة الله تعالى، قال: فكيف يكون الرجل فيها؟ قال: مشمرا كطالب القافلة، قال: فكم القرار بها؟ قال: كقدر المتخلف عن القافلة، قال: فكم ما بين الدنيا والآخرة؟ قال: كغمضة عين، قال: فذهب الرجل فلم ير، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا جبريل، أتاكم ليزهدكم في الدنيا ويرغبكم في الآخرة".

"تنبیہ الغافلین" کی یہ روایت زائد الفاظ کے ساتھ دیگر کسی مسند مصدر میں نہیں مل سکی ہے۔

[4] مفيد العلوم ومبيد الهموم:ص:۱۷٦،دار التقدم ـ مصر،الطبعة ۱۳۲۳هـ.

روایت کا حکم

آپ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے روایت کے بارے میں فرمایا ہے: "مجھے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں مل سکی"، نیز حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے، اس لئے زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت میں "دنیا ایک خواب ہے" کا مضمون حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ، فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حکماء کے قول کے طور پر ملتا ہے، تفصیل ملاحظہ ہو:

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وما الدنيا إلا كحلم، لقد حججت وأنا ابن أربع وعشرين سنة، خرجت راجلا من بغداد إلى مكة، هذا منذ خمسين سنة، كأنما كان أمس"[1]۔

دنیا تو ایک خواب کی طرح ہے، میں نے چوبیس سال کی عمر میں حج کیا، میں بغداد سے مکہ کی طرف پیدل چلا، اِس وقت پچاس سال ہو چکے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ

"مفید العلوم" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وجاء رجل فقال: يا رسول الله! ما الدنيا؟ قال: حلم المنام، وأهلها مجازون معاقبون، قال: فكيف يكون الرجل فيها؟ قال: بمقدار المتخلف عن القافلة، فقال: كم بين الدنيا والآخرة؟ قال: غمضة عين، فدخل فلم يره، وقال: هذا جبريل، أتاكم يزهدكم في الدنيا، فعليكم بالزهد في الدنيا".

[1] سؤالات ابن الجنيد: ص: ۲۹۲، رقم: ۸۱، ت: أحمد محمد نور، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ۔

کل کی بات ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر

علامہ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۸ھ) "العقد الفرید"[1] میں لکھتے ہیں:

"وكتب عمر بن عبد العزيز إلى الحسن: اجمع لي أمر الدنيا، وصف لي أمر الآخرة، فكتب إليه: إنما الدنيا حلم، والآخرة يقظة، والموت متوسط، ونحن في أضغاث أحلام...".

"عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا: میرے لئے دنیا کے معاملہ کو جمع کریں، اور مجھے آخرت کے معاملہ کے بارے میں بتائیں، چنانچہ انہوں نے عمر بن عبد العزیز کی طرف خط لکھا: بلاشبہ دنیا ایک خواب ہے، اور آخرت بیداری کی جگہ ہے، اور ان دونوں کے درمیان موت ایک واسطہ ہے، اور ہم پراگندہ خوابوں میں ہیں۔۔۔"۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر

علامہ ابو منصور عبد الملک بن محمد ثَعَالبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۰ھ) "الإعجاز والإيجاز"[2] میں فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الدنيا حلم، والآخرة يقظة، والموت واسطة، ونحن في أضغاث أحلام". دنیا ایک خواب ہے، اور آخرت بیداری کی جگہ ہے، اور ان دونوں کے

---

[1] العقد الفريد: ۹۵/۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۰۲هـ.

[2] الإعجاز والإيجاز: ص: ۱٦٤، ت: إبراهيم صالح، دار البشائر ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

درمیان موت ایک واسطہ ہے، اور ہم پراگندہ خوابوں میں ہیں۔

بعض حکماء کے قول کے طور پر

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "ذم الدنیا"[1] میں لکھتے ہیں:

"حدثنا الحسين بن عبد الرحمن، عن رجل من قريش، قال: كتب بعض الحكماء إلى أخ له: أما بعد! فإن الدنيا حلم، والآخرة يقظة، والمتوسط بينهما الموت، ونحن في أضغاث، والسلام". حکماء میں سے بعض نے اپنے ایک بھائی کی طرف خط لکھا: امابعد! بے شک دنیا ایک خواب ہے، اور آخرت بیداری کی جگہ ہے، اور ان دونوں کے درمیان موت ایک واسطہ ہے، اور ہم پراگندہ خوابوں میں ہیں، والسلام۔
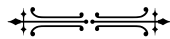
---

[1] ذم الدنيا: ٥٤٩/٢، رقم: ٤٢٨، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي، دار أطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

روایت نمبر⑭

روایت: ایک بادشاہ کا ایک عالی شان محل بنوا کر لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کرنا، پھر ایک شخص کا بادشاہ کو محل کے دو عیبوں کی جانب متوجہ کرنا: ① بادشاہ کی موت ② محل کا اجڑ جانا۔

حکم: یہ حکایت پچھلی امت کے کسی بادشاہ کے قصے کے طور پر ملتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے طور پر نہیں مل سکی، اس لئے اسے حدیث یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہہ کر بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "قصر الأمل"[1] میں اس روایت کو سلمہ بن خالد کے انتساب سے ذکر کیا ہے:

"حدثنا عبد الله، قال: حدثني محمد بن الحسين، قال: حدثنا أبو إسحاق الطالقاني، قال: حدثنا بقية، عن سلمة بن خالد، أن ملكا من الملوك ابتنى قصرا، وقال: انظروا من عاب منه شيئا فأصلحوه، وأعطوه درهمين، وكان فيمن أتاهم رجل، فقال: في هذا القصر عيبان اثنان، قالوا: وما هما؟ قال: ما كنت أخبر بهما إلا الملك، قال: فأدخل عليه، فقال: ما هذان العيبان؟ قال: يموت الملك، ويخرب القصر، قال: صدقت، ثم أقبل على نفسه".

سلمہ بن خالد سے روایت ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے ایک محل تیار کروایا، اور کہا دیکھو جو کوئی اس میں عیب نکالے تو اس کو ٹھیک کر دو، اور

[1] قصر الأمل: ص: ۱۹۲، رقم: ۳۰۵، ت: محمد خير رمضان يوسف، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

اس عیب نکالنے والے کو دو درہم دے دو، ان آنے والوں میں ایک شخص تھا، اس نے کہا کہ اس محل میں دو عیب ہیں، لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون سے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں وہ دونوں عیب بادشاہ کے علاوہ کسی کو نہیں بتاؤں گا، راوی کہتے ہیں کہ اس کو باشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، پھر بادشاہ نے پوچھا کہ وہ دو عیب کون سے ہیں؟ اس نے کہا کہ بادشاہ کی موت ہو جائے گی اور محل اجڑ جائے گا، بادشاہ نے جواب دیا: تو نے سچ کہا، پھر وہ اپنی ذات کی طرف متوجہ ہو گیا۔

یہ حکایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن معوذ ہذلی (المتوفی ۱۲۰ھ) کے انتساب سے دوسرے الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا العباس بن محمد، حدثنا سعيد بن عامر، عن جويرية بن أسماء، عن أبي معدان، قال سعيد بن عامر: وقد رأيت أبا معدان، عن عون بن عبد الله، أن ملكا ابتنى مدينته، فتنوق في بنائها، وصنع طعاما، ودعا الناس، فأقعد ناسا على أبوابها، يسألون كل من مر بهم: هل رأيتم عيبا؟ فيقولون: لا، حتى كان آخر من مر بهم شباب عليهم أكسية، فقال لهم: هل رأيتم عيبا؟ فقالوا: رأينا عيبين اثنين، فحبسوهم ودخلوا على الملك، فذكروا له ذلك، فقال: ما كنت أرضى بواحدة، فأدخلوهم عليه، قال: رأيتم عيبا؟ قالوا: رأينا عيبين اثنين، قال: ما كنت أرضى بواحدة فما هما؟ قالوا: تخرب ويموت صاحبها.

---

[1] شعب الإيمان:۲٤۲/۱۳،رقم:۱۰۲٦۸،ت:مختار أحمد الندوي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

قال: فتعلمون دارا لا تخرب ولا يموت صاحبها؟ قالوا: نعم، الجنة، قال: فدعوه فاستجاب، فقال: إن خرجت معكم علانية لم يدعني أهل مملكتي، فواعدهم ميعادا فتنكر وخرج معهم، وكان يتعبد معهم.

قال: فبينا هو ذات يوم إذ قال: عليكم السلام، قالوا: ما لك؟ رأيت منا شيئا تكرهه؟ قال: لا، ولكن أنتم تعرفون حالي التي كنت عليها، فأنتم تكرمونني، لذلك أنطلق، فأكون مع قوم لا يعرفون حالتي التي كنت عليها فأتعبد معهم".

عون بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنا ایک شہر بنایا، اور اس کے بنانے میں خوب نفاست اختیار کی، اور کھانا تیار کروایا، اور لوگوں کو دعوت دی، پھر لوگوں کو اس کے دروازوں کے پاس بٹھا دیا، پھر وہ ہر گزرنے والے سے پوچھتے کہ کیا تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا ہے؟ تو وہ کہتے نہیں، یہاں تک کہ سب سے آخر میں چند نوجوان ان کے پاس سے گزرے جن پر چادریں تھیں، چنانچہ ان سے بھی سوال کیا گیا کہ کیا تم نے کوئی عیب دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دو عیب دیکھے ہیں، تو دربانوں نے انہیں روک لیا، پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچے، اور یہ سب قصہ ذکر کیا، بادشاہ نے کہا کہ میں تو ایک عیب پر بھی راضی نہیں ہوں، چنانچہ ان کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی عیب پایا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دو عیب پائے ہیں، بادشاہ نے کہا کہ میں تو ایک پر بھی راضی نہیں ہوں، وہ کون سے دو عیب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ محل اجڑ جائے گا اور اس کا مالک مر جائے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا تم ایسے گھر کو جانتے ہو جو نہ اجڑے اور نہ ہی اس کے مالک کی موت ہو، تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، جنت ہے، راوی کہتے ہیں کہ

انہوں نے بادشاہ کو دعوت دی، تو اس نے ان کی دعوت قبول کرلی، پھر کہا: اگر میں آپ لوگوں کے ساتھ علانیہ نکل پڑوں تو مجھے میری رعایا نہیں چھوڑے گی، چنانچہ انہوں نے آپس میں ایک وقت طے کرلیا، پھر بادشاہ نے بھیس بدلا اور ان کے ساتھ نکل پڑا، اور ان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی طرح اس نے ایک دن اچانک اجازت چاہتے ہوئے سلام کیا، انہوں نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ نے ہم میں کوئی ایسی بات پائی ہے جو آپ کو ناگوار گزری ہو، اس نے کہا: ہرگز نہیں، لیکن تم لوگ میری سابقہ حالت کے بارے میں جانتے ہو اسی وجہ سے تم لوگ میرا اکرام کرتے ہو، یہی میرے جانے کی وجہ ہے، (میں چاہتا ہوں کہ) ایسے لوگوں سے جا ملوں جو میرے حال سے واقف نہ ہوں، پھر میں ان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو جاؤں۔

حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب التوابین"[1] میں "شعب الایمان" کی روایت کچھ اضافہ کے ساتھ ذکر کی ہے:

"وذكر محمد بن أحمد بن البراء في كتاب الروضة، قال: حدثنا أحمد بن إبراهيم، ثنا جويبر [كذا في الأصل، والصحيح: جويرية] بن أسماء، عن أبي معدان، عن عون بن عبد الله بن عتبة، قال: حدثت عمر بن عبد العزيز بحديث، فكأن معناه وقع منه، حدثته: أن ملكا ممن كان قبلنا ابتنى بنية، فتنوق في بنائها...".

"عون بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک روایت بیان کی، گویا کہ وہ واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا ہے، میں نے ان

[1] كتاب التوابين: ص: ٤٥، ت: عبد القادر الأرناؤوط، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

کو بتایا کہ ہم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، اس نے ایک عظیم الشان گھر تعمیر کیا۔۔۔"۔

اس کے بعد "شعب الایمان" کے موافق روایت کے الفاظ ہیں، البتہ آخر میں حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اضافی کلمات ذکر کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

"قال: فكأن معناه وقع من عمر موقعا، فذهبت إلى مسلمة فأخبرته، قال: فدخل مسلمة على عمر وقد كان حدثه بهذا الحديث، قال: فقال: ويحك يا مسلمة! أرأيت رجلا حمل مالا يطيق ففر إلى ربه عز و جل، فهل ترى عليه بذلك بأسا؟ قال: فاتق الله يا أمير المؤمنين! في أمة محمد صلى الله عليه و سلم، فوالله لئن فعلت ليقتتلن بأسيافهم، قال: ويحك يا مسلمة! حملت ما لا أطيق، فرددها وجعل مسلمة يناشده حتى سكن"[1]۔

راوی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حالت ایسی ہوگئی گویا کہ یہ واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا ہے، چنانچہ میں مسلمہ (یعنی مسلمہ بن عبد الملک بن مروان بن حکم اموی) کے پاس گیا اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا، راوی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مسلمہ حاضر ہوئے اور انہیں یہ واقعہ بتایا، راوی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے مسلمہ! تیرا ناس ہو! تم ہی بتاؤ کہ ایک شخص کسی بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو، جس کی وجہ سے وہ اپنے رب کی طرف دوڑ پڑے، تو کیا تم اس معاملہ میں کچھ حرج سمجھتے ہو؟ مسلمہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اللہ سے ڈریئے، اللہ کی قسم! اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگ اپنی تلواروں سے آپس میں لڑ پڑیں گے، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسلمہ تیرا ناس

---

[1] كتاب التوابين: ص: ٤٦، ت: عبد القادر الأرناؤوط، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

ہو! میں نے وہ بوجھ اٹھایا ہے جس کی میں طاقت نہیں رکھتا، پھر اسی بات کو دہرایا، اور مسلمہ نے قسم دے کر ان سے پھر مطالبہ کیا، یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگئے۔

نیز علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مرآۃ الزمان''[1] میں بھی کچھ اضافہ ہے: ''... قال: فلما سمع عمر بن عبد العزيز هذا، قام وخرج إلى البرية، وترك الخلافة، فجاءه مسلمة بن عبد الملك وقال له: اتق الله في أمة محمد صلى الله عليه وسلم، فوالله! لئن فعلت ليقتتلن بأسيافهم، فسكن''.

''۔۔۔جب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو سنا تو وہ جنگل کی طرف نکل گئے، اور خلافت چھوڑ دی، چنانچہ مسلمہ بن عبد الملک ان کے پاس آئے اور اُن سے کہا: امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اللہ سے ڈریئے، اللہ کی قسم! اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگ اپنی تلواروں سے آپس میں لڑ پڑیں گے، یہ سن کر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوگئے''۔

روایت کا حکم

سابقہ تفصیل کے مطابق یہ حکایت پچھلی امت کے کسی بادشاہ کے قصے کے طور پر ملتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے طور پر نہیں مل سکی، اس لئے اسے حدیث یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہہ کر بیان نہیں کر سکتے، واللہ اعلم۔

---
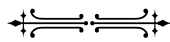
[1] مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: ٢٦٩/١٠، ت: محمد رضوان عرقسوسي وعمار ريحاوي، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

روایت نمبر⑮

روایت: ”کان یقول رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا أصابه مرض أوهم: اشتدي أزمة! تنفرجي“.

جب آپ ﷺ کو کوئی مصیبت یا غم پہنچتا تو آپ ﷺ فرماتے: اے مصیبت! تو سخت ہو جا، ٹل جائے گی۔

حکم: باطل، من گھڑت ہے۔

روایت کا مصدر

قاضی محسن ابو علی تنوخی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۴ھ) اپنی کتاب ”الفرج بعد الشدة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرني أبي، قال كتب إلي عبد الله بن مبشر، حدثنا أبو الأشعث، قال: حدثنا أمية بن خالد، عن الحسين بن عبد الله بن ضميرة، عن أبيه، عن جده، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اشتدي ازمة! تنفرجي“.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مصیبت! تو سخت ہو جا، ٹل جائے گی۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند الشهاب“[2] میں اور حافظ

---

[1] الفرج بعد الشدة: ١١٣/١، رقم: ٢١، ت: عبود الشالجي، دار صادر ـ بيروت، الطبعة ١٣٩٨هـ.

[2] مسند الشهاب: ٤٣٦/١، رقم: ٧٤٨، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو الاشعث احمد بن مقدام پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "أطراف الغرائب"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "غريب من حديث علي، عن النبي صلى الله عليه وسلم، تفرد به حسين بن عبد الله بن ضميرة، عن أبيه، عن جده". علی رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے غریب ہے، اس میں حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ، عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے متفرد ہے۔

حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ "المجموع المغيث"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"الازمة: السنة الجدبة، وأصله: الإمساك وضم الفم، يقال: إن الشدة إذا تتابعت انفرجت، وإذا تقيظت انقضت، وإذا جلت تجلت، وإذا توالت تولت، وذكر بعض الجاهلين: أن ازمة اسم امرأة، أخذها الطلق فقيل لها: اصبري وتشددي، تنفرجي عن قريب، وهذا باطل، لا أصل له".

---

[1] انظر الغرائب الملتقطة:٨٧/٢، رقم:٤٧٨، ت:محمد مرتضى سليمان يونس، جمعية دار البر ـ دبيء، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] أطراف الغرائب والأفراد:٢٢٠/١، رقم:٣١٢، ت:محمود محمد محمود حسن نصار، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] المجموع المغيث:٦٦/١، ت:عبد الكريم الغرباوي، دار المدني ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

ازمہ: خشک سالی، اور اس کی اصل رکنا اور منہ بند کرنا ہے، کہا جاتا ہے: بے شک جب سختی مسلسل ہو جائے تو کھل جاتی ہے، اور جب سختی جھک جاتی ہے تو ٹوٹ جاتی ہے، اور جب سختی بڑھ جاتی ہے تو کھل جاتی ہے، اور جب سختی لوٹ لوٹ کر آتی ہے تو لوٹ جاتی ہے، اور بعض جاہلوں نے ذکر کیا کہ ازمہ کسی عورت کا نام ہے، جسے دردِزہ ہو رہا تھا، چنانچہ اس سے کہا گیا: تو صبر کر اور سخت ہو جا، تو جلد ہی کشادگی پالے گی، اور یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[1] میں فرماتے ہیں:

"إزمة: بكسر أوله وسكون المعجمة، ذكرها أبو موسى المديني في ذيل العرنيين [كذا في الأصل] للهروي من جمعه: أن المراد بقولهم في المثل: اشتدي إزمة! تنفرجي امرأة اسمها إزمة، أخذها الطلق فقيل لها ذلك، أي: تصبري يا إزمة! حتى تنفرجي عن قريب بالوضع، نقلت ذلك من خط مغلطاي في حاشية أسد الغابة، وراجعت الذيل، فلم أر فيه التصريح بما يدل على صحبتها، فإنه قال فيه عقب هذا: ذكره بعض الجهال، وهذا باطل، وزاد بعضهم أن الذي قال لها ذلك هو النبي صلى الله عليه وسلم".

---

[1] الإصابة: ١٠/٨، رقم: ١٠٧٩٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تبصیر" میں فرماتے ہیں: "أزمة: بفتح الهمزة وإسكان الزاي، رأيت بخط مغلطاي نقلا عن غيره أنه اسم امرأة من الصحابة، أخذها الطلق، فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: اشتدي أزمة! تنفرجي، وهذا ذكره أبو موسى المديني في غريب الحديث له، وتعقبه بأنه باطل" (تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: ص: ١٢، ت: محمد علي النجار، المؤسسة المصرية العامة).

ازمہ: پہلے حرف کے کسرہ اور زاء کے سکون کے ساتھ ہے، اسے ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجموعہ "ذیل الغریبین للہروی" میں ذکر کیا ہے کہ اس مثل میں لوگوں کے قول "اشتدی ازمہ تنفرجی" سے مراد ایک عورت ہے جس کا نام ازمہ ہے، جسے درد زہ شروع ہوا تو اسے یہ کہا گیا: یعنی تو صبر کر اے ازمہ! یہاں تک کہ تو جلد وضع حمل کے ساتھ کشادگی پالے، (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے "اسد الغابہ" کے حاشیہ پر موجود مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے اسے نقل کیا ہے، اور میں نے ذیل میں مراجعت کی تو میں نے اس بات کی کوئی تصریح نہیں دیکھی جو اس کے صحابیہ ہونے پر دلالت کرے، بلکہ انہوں (ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے بعد کہا ہے: اس کو بعض جہال نے ذکر کیا ہے اور یہ باطل ہے، اور بعض نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جس نے اس عورت سے یہ بات کہی تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "والحسين كذاب". اور حسین کذاب ہے۔

[1] المقاصد الحسنة:ص:١١٥،رقم:١١٤ت:محمد عثمان الخت،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "اشتدي أزمة! تنفرجي. العسكري في الأمثال، والديلمي، والقضاعي، كلهم من حديث أمية بن خالد، حدثنا الحسين بن عبد الله بن ضميرة عن أبيه عن جده عن علي، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول، وذكره، والحسين كذاب، والمراد: ابلغي في الشدة النهاية، حتى تنفرجي، وذلك أن العرب كانت تقول: إن الشدة إذا تناهت انفرجت، قلت: وقد عمل أبو الفضل يوسف بن محمد الأنصاري عرف بابن النحوي لفظ هذا الحديث مطلع قصيدة في الفرج بديعة في معناها، وشرحها بعض المغاربة في مجلد حافل، ولخص منه غير واحد من العصريين شرحا، وعارضها الأديب الجليل أبو عبد الله محمد بن أحمد بن محمد بن أبي القاسم التجاني، ولكن إنما إبتدئها بقوله:

لا بد لضيق من فرج　　　بخواطر علمك لا تهج.

وذكر أبو موسى المديني....".

چند سطر بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وذكر أبو موسى المديني في ذيل الغريبين من جمعه أن المراد بقولهم في هذا المثل: (أزمة) امرأة اسمها أزمة، أخذها الطلق فقيل لها ذلك، أي تصبري ياأزمة! حتى تنفرجي عن قريب بالوضع، قاله مغلطاي أي: في حاشية أسد الغابة. انتهى، وليس في الذيل التصريح بما يدل على صحبتها، بل قال فيه عقب هذا: ذكره بعض الجهال، وهذا باطل، زاد بعضهم أن الذي قال لها ذلك هو النبي صلى الله عليه وسلم“.

ابو موسی مدینی اپنے مجموعہ ”ذیل الغریبین“ میں ذکر کرتے ہیں کہ اس مثل میں لوگوں کے قول ”ازمہ“ سے مراد ایک عورت کا نام ہے، جسے درد زہ شروع ہوا تو اسے یہ کہا گیا: یعنی تو صبر کر اے ازمہ! یہاں تک کہ تو جلد وضع حمل کے ساتھ کشادگی پالے، مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”اسد الغابہ“ کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے، انتہی، اور ذیل میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں ہے جو اس کے صحابیہ ہونے پر دلالت کرے، بلکہ انہوں (ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے بعد کہا ہے: اس کو بعض جہال نے ذکر کیا ہے اور یہ باطل ہے، اور بعض نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جس نے اس عورت سے یہ بات کہی تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ نے ”تمييز الطيب“[1] میں اور علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے ”الشذرة“[2] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ ”الغماز“[3] میں فرماتے ہیں: ”في

[1] تمييز الطيب: ص:۲۸، رقم:۱۳۸، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۸هـ.

[2] الشذرة: ۷۹/۱، رقم: ۱۰۱ ت: كمال بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[3] الغماز على اللماز في الموضوعات المشهورات: ص:٤۱، رقم:۲٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب

سنده الحسين بن ضمرة، وهو كذاب". اس کی سند میں حسین بن ضمرہ ہے، اور وہ کذاب ہے۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ "إتقان"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وسنده ضعيف، والأزمة: الشدة، وكذب من قال: إنه اسم امرأة، أخذها الطلق، فقيل لها ذلك، نقله أبو موسى المديني في (ذيل الفرس) عن بعض الجهال، وقال: هذا باطل، قال السخاوي: زاد بعضهم: إن الذي قال لها هو النبي صلى الله عليه وسلم. قلت: وهذا باطل بلا شك، لايجوز ذكره إلا للتنبيه على أنه باطل موضوع".

اور اس کی سند ضعیف ہے، اور ازمہ: شدت ہے، اور کہنے والے کا یہ قول جھوٹ ہے کہ ازمہ کسی عورت کا نام ہے، جسے دردِزہ ہو رہا تھا، سو اسے یہ جملہ کہا گیا ہے، یہ بات ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض جہال کے حوالے سے "ذیل الفرس" میں نقل کی ہے، اور کہا ہے: یہ باطل ہے، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ارشاد فرمایا ہے، (علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ باطل ہے، اور اس کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ یہ باطل، من گھڑت ہے۔

العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[1] إتقان ما يحسن: ص: ٥٩، رقم: ١٨٨، ت: يحيي مراد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[1] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التيسير"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "وفيه نكارة وضعف". اس میں نکارت اور ضعف ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[3] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: بل هو موضوع، انفرد به الحسين بن عبد الله بن ضميرة وهو كذاب، كذلك أخرجه القضاعي، وأبو أحمد العسكري، كلاهما من رواية أمية بن خالد، عن حسين بن عبد الله بن ضميرة، عن أبيه، عن جده، عن علي، ومن طريق العسكري رواه الديلمي في مسند الفردوس".

میں کہتا ہوں: بلکہ یہ من گھڑت ہے، اس میں حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ متفرد ہے، اور یہ کذاب ہے، اسی طرح اس روایت کی تخریج قضاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو احمد عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے، ان دونوں نے اسے امیہ بن خالد، عن حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ، عن ابیہ، عن جدہ، عن علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اور عسکری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "مسند الفردوس" میں روایت کیا ہے۔

---

[1] كشف الخفاء: ١٢٧/١، رقم: ٣٦٦، مكتبة القدسية - القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[2] التيسير بشرح الجامع الصغير: ١٥٥/١، مكتبة الإمام الشافعي - الرياض.

[3] المداوي: ٥٦٠/١، رقم: ٥١٤، دار الكتب - القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "مختصر المقاصد"[1] میں فرماتے ہیں: "باطل، لا أصل له". یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن محمد طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الإلهي "[2] میں فرماتے ہیں: "شديد الضعف". یہ شدید ضعیف ہے۔

علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب "[3] میں فرماتے ہیں: "في سنده الحسين بن عبد الله بن حمزة [كذا في الأصل]، وهو كذاب باتفاق". اس حدیث کی سند میں حسین بن عبد اللہ بن حمزہ ہے، اور وہ بالاتفاق جھوٹا ہے۔

علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ "النخبة البهية "[4] میں فرماتے ہیں: "باطل، لا أصل له". یہ باطل، بے اصل ہے۔

سند میں موجود راوی حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ سعد حمیری مدنی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

فقیہ عبد اللہ بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت مالكا يقول: إن ها هنا

---

[1] مختصر المقاصد: ص: ٦٦، رقم: ١٠٠، ت: محمدبن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

[2] الكشف الإلهي: ص: ٨١، رقم: ٤٥، ت: محمد محمود أحمد بكار، دار السلام ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] أسنى المطالب: ص: ٥٥، رقم: ١٩٢، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية: ص: ٣٢، رقم: ٢٢، ت: زهير الشاوش، المكتب الإسلامي ـ بيروت.

قوما يحدثون في هذا المسجد يعني مسجد النبي صلى الله عليه وسلم يكذبون، منهم: حسين بن ضميرة"[1]. میں نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو مسجد میں حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں، ان میں ایک حسین بن ضمیرہ بھی ہے۔

امام عبد العزیز اویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " لما خرج إسماعيل بن أبي أويس إلى حسين بن ضميرة، فبلغ مالكا فهجره أربعين يوما"[2]. جب اسماعیل بن ابی اویس نکل کر حسین بن ضمیرہ کے پاس گئے، یہ خبر مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے ان سے چالیس دن تک ترک تعلق رکھا۔

حافظ ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كان يتهم بالزندقة"[3]. یہ زندیق ہونے میں متہم ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن عبد اللہ حمیری کو "ليس بشيء" کہا ہے[4]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر حسین بن عبد اللہ حمیری کو " ليس بثقة ولا مأمون" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: " كذاب، ليس حديثه

---

[1] الضعفاء الكبير: ٢٤٦/١، رقم: ٢٩٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٥٨/٣، رقم: ٢٥٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[3] لسان الميزان: ١٧٣/٣، رقم: ٢٥٤٧، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: ص: ٩١، رقم: ٢٣٨، ت: أحمد محمد نور سيف، دار المامون للتراث ـ بيروت.

[5] انظر الكامل: ٢٢٦/٣، رقم: ٤٨٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بشيء "[1]. یہ کذاب ہے، اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل "[3] میں فرماتے ہیں: "حسين بن عبد الله بن ضميرة وكثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف لا يسويان شيئا جميعا متقاربان، ليس بشيء "[4]. حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ اور کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف دونوں لا یسوی شیء ہیں، دونوں متقارب، لیس بشیء ہیں۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ کو "متروك الحديث" کہا ہے[5]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير "[6] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما ينبغي أن يحدث عنه "[7]. اس سے حدیث نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ترك الناس حديث الحسين بن ضميرة، وهو عندي متروك الحديث، كذاب "[8]. لوگوں نے حسین بن ضمیرہ کی حدیث

---

[1] انظر الكامل: ۲۲۶/۳، رقم: ٤٨٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الجرح والتعديل: ۵۸/۳، رقم: ۲۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[3] العلل ومعرفة الرجال: ۲۱۳/۳، رقم: ٤٩٢٢، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[4] انظر الكامل: ۲۲۶/۳، رقم: ٤٨٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[5] الكامل: ۲۲۶/۳، رقم: ٤٨٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[6] التاريخ الكبير: ۳۷۷/۲، رقم: ۲۸۷۳، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[7] أحوال الرجال: ص: ٢١٦، رقم: ٢١٤، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث اكادمي ـ فيصل آباد.

[8] الجرح والتعديل: ۵۸/۳، رقم: ۲۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

ترک کر دی تھی، اور وہ میرے نزدیک متروک الحدیث، کذاب ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، ضعيف الحديث، اضرب على حديثه"[1]. یہ لیس بشیء، ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث کو ترک کر دو۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن عبد اللہ کو "كذاب، ليس بشيء" کہا ہے[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حسین حمیری کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[4] میں لکھتے ہیں: "ويكثر ما يخالف فيه هذا الشيخ، الغالب على حديثه الوهم والنكارة". اس شیخ کی کثرت سے مخالفت کی جاتی ہے، اس کی حدیثوں میں وہم اور نکارت غالب ہوتی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أبيه، عن جده بنسخة موضوعة، روى عنه إسماعيل بن أبي أويس، وكان ينزل بينبع في مال له خارج المدينة، فلما خرج إليه إسماعيل بن أبي أويس وسمع منه، ورجع إلى المدينة هجره مالك بن أنس أربعين يوما، وكان حسين رجلا صالحا، أقلب عليه نسخة أبيه، عن جده، فحدث بها ولم يعلم".

حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ نے اپنے والد اور دادا کے انتساب سے من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، اس سے اسماعیل بن ابی اویس نے روایت کی ہے، یہ مدینہ سے

---

[1] الجرح والتعديل: ۵۸/۳، رقم: ۲۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] لسان الميزان: ۱۷۳/۳، رقم: ۲٥٤٧، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[3] انظر الكامل: ۲۲٦/۳، رقم: ٤۸۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء الكبير: ۲٤۷/۱، رقم: ۲۹٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى.

[5] المجروحين: ۲٤٤/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

باہر "ینبع" میں اپنی جائیداد میں رہتا تھا، چنانچہ جب اسماعیل بن ابی اویس نے ان کے پاس جا کر ان سے سماعت کی، اور مدینہ لوٹ آئے تو مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس دن ان کو چھوڑے رکھا، اور حسین ایک نیک شخص تھا، اس پر نسخہ ابیہ، عن جدہ قلب کیا گیا تھا، پھر وہ انجانے میں اس سے حدیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "وللحسين بن عبد الله بن ضميرة من الحديث غير ما ذكرت، وهو ضعيف منكر الحديث، وضعفه بين على حديثه". حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور وہ ضعیف، منکر الحدیث ہے، اور اس کا ضعف اس کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك، لايحدث إلا عن أبيه عن جده"[2]. حسین بن عبد اللہ متروک ہے، یہ صرف عن ابیہ، عن جدہ کی سند سے روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ "المحلی"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "حسين بن عبد الله في غاية السقوط والاطراح باتفاق أهل النقل". حسین بن عبد اللہ باتفاق اہل نقل، انتہائی ساقط اور مطروح ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "التمهيد"[4] میں ایک روایت کے تحت حسین

---

[1] الكامل: ٢٣١/٣، رقم: ٤٨٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] سؤالات البرقاني للدارقطني: ص: ٢٢، رقم: ٨٧، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، كتب خانه جميلي ـ لاهور، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المحلى بالآثار: ٤٩٥/٧، ت: عبد الغفار سليمان البنداري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: ١٦/١٦، ت: بشار عواد معروف، سليم محمد عامر، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

بن عبد اللہ بن ضمیرہ کو" متروك الحديث " کہا ہے۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ "تنقيح التحقيق "[1] میں فرماتے ہیں: "وقد أجمعوا على تكذيبه ". اس کے جھوٹا ہونے پر اجماع ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ " المغني "[2] میں فرماتے ہیں: "تركه غير واحد ". اسے ایک سے زائد نے ترک کر دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنقيح التحقيق "[3] میں حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ کو "هالك " کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد "[4] میں ایک روایت کے تحت اسے "متروك، كذاب " کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة "[5] میں حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال أبو حاتم وابن الجارود: كذاب ". ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کذاب ہے۔

---

[1] تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق:۱۹۱/۲،ت:سامي بن محمد بن جاد الله وعبد العزيز بن ناصر الخباني، أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۸هـ.

[2] المغني في الضعفاء:۲٦٤/۱،رقم:۱۵۳۵،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق:۱۵۰/۱،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[4] مجمع الزوائد:۱۰۷/٤،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[5] تنزيه الشريعة:۵۲/۱،رقم:۱٤،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "باطل" کہا ہے، اور علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، نیز علامہ محمد بن محمد طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "شدید ضعیف" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
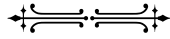
روایت نمبر⑯

روایت: آپ ﷺ کا بچپن میں گم ہونا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا پریشان ہونا، اور ایک بوڑھے کا حضرت حلیمہ کو بتوں کے پاس لے جانا، اور آپ ﷺ کا نام سن کر بتوں کا گر جانا۔

حکم: عنوان میں ذکر کردہ سیاقِ خاص کے ساتھ اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس میں رکیک الفاظ ہیں، جو درستگی کے مشابہ نہیں ہیں“، نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ”مردود وباطل کے مشابہ“ قرار دیا ہے، اس لئے اس حکایت کو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”دلائل النبوة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرنا أبو عبد الله: محمد بن عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن يوسف العماني، قال: حدثنا محمد بن زكريا الغلابي، حدثنا يعقوب بن جعفر بن سليمان بن علي بن عبد الله بن عباس، قال: حدثني أبي، عن أبيه: سليمان بن علي، عن أبيه: علي بن عبد الله بن عباس، عن عبد الله بن عباس، قال: كانت حليمة بنت أبي ذؤيب التي أرضعت النبي صلى الله عليه وسلم، تحدث أنها لما فطمت رسول الله صلى الله عليه وسلم، تكلم، قالت: سمعته يقول: كلاما عجيبا، سمعته يقول: الله أكبر كبيرا،

---

[1] دلائل النبوة: ١٣٩/١، ت: عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة وأصيلا، فلما ترعرع كان يخرج فينظر إلى الصبيان يلعبون فيجتنبهم، فقال لي يوما من الأيام: يا أماه! مالي لا أرى إخوتي بالنهار؟ قلت: فدتك نفسي، يرعون غنما لنا فيروحون من ليل إلى ليل، فأسبل عينيه فبكى، فقال: يا أماه، فما أصنع ههنا وحدي؟ ابعثيني معهم، قلت: أو تحب ذلك؟ قال: نعم، قالت: فلما أصبح دهنته، وكحلته، وقمصته، وعمدت إلى خرزة جزع يمانية فعلقت في عنقه من العين، وأخذ عصا وخرج مع إخوته، فكان يخرج مسرورا ويرجع مسرورا .

فلما كان يوما من ذلك خرجوا يرعون بُهْما لنا حول بيوتنا، فلما انتصف النهار إذا أنا بابني ضمرة يعدو فزعا، وجبينه يرشح، قد علاه البهر باكيا ينادي: يا أبت! يا أبه! ويا أمه! الحقا أخي محمدا، فما تلحقاه إلا ميتا، قلت: وما قصته؟ قال: بينا نحن قيام نترامى ونلعب، إذ أتاه رجل فاختطفه من أوساطنا، وعلا به ذروة الجبل ونحن ننظر إليه حتى شق من صدره إلى عانته، ولا أدري ما فعل به، ولا أظنكما تلحقاه أبدا إلا ميتا، قالت: فأقبلت أنا وأبوه ـ تعني زوجها ـ نسعى سعيا، فإذا نحن به قاعدا على ذروة الجبل، شاخصا ببصره إلى السماء، يتبسم ويضحك، فأكببت عليه، وقبلت بين عينيه، وقلت: فدتك نفسي، ما الذي دهاك؟ قال: خيرا يا أماه، بينا أنا الساعة قائم على إخوتي، إذ أتاني رهط ثلاثة، بيد أحدهم إبريق فضة، وفي يد الثاني طست من زمردة خضراء ملؤها ثلج، فأخذوني، فانطلقوا بي إلى ذروة الجبل، فأضجعوني على الجبل إضجاعا لطيفا، ثم شق من صدري إلى عانتي، وأنا أنظر إليه، فلم أجد لذلك حسا ولا ألما، ثم أدخل

يده في جوفي، فأخرج أحشاء بطني، فغسلها بذلك الثلج فأنعم غسلها، ثم أعادها، وقام الثاني فقال للأول: تنح! فقد أنجزت ما أمرك الله [به] فدنا مني، فأدخل يده في جوفي، فانتزع قلبي وشقه، فأخرج منه نكتة سوداء مملوءة بالدم، فرمى بها، فقال: هذا حظ الشيطان منك يا حبيب الله! ثم حشاه بشيء كان معه، ورده مكانه، ثم ختمه بخاتم من نور، فأنا الساعة أجد برد الخاتم في عروقي ومفاصلي، وقام الثالث فقال: تنحيا، فقد أنجزتما ما أمر الله فيه، ثم دنا الثالث مني، فأمر يده ما بين مفرق صدري إلى منتهى عانتي، قال الملك: زنوه بعشرة من أمته، فوزنوني فرجحتهم، ثم قال: دعوه، فلو وزنتموه بأمته كلها لرجح بهم، ثم أخذ بيدي فأنهضني إنهاضا لطيفا، فأكبوا علي، وقبلوا رأسي وما بين عيني، وقالوا: يا حبيب الله! إنك لن تراع، ولو تدري ما يراد بك من الخير لقرت عيناك، وتركوني قاعدا في مكاني هذا، ثم جعلوا يطيرون حتى دخلوا حيال السماء، وأنا أنظر إليهما، ولو شئت لأريتك موضع دخولهما.

قالت: فاحتملته فأتيت به منزلا من منازل بني سعد بن بكر، فقال لي الناس: اذهبي به إلى الكاهن حتى ينظر إليه ويداويه، فقال: ما بي شيء مما تذكرون، وإني أرى نفسي سليمة، وفؤادي صحيح بحمد الله، فقال الناس: أصابه لمم أو طائف من الجن، قالت: فغلبوني على رأيي، فانطلقت به إلى الكاهن، فقصصت عليه القصة، قال: دعيني أنا أسمع منه، فإن الغلام أبصر بأمره منكم، تكلم يا غلام! قالت حليمة: فقص ابني محمد قصته ما بين أولها إلى آخرها، فوثب الكاهن قائما على قدميه، فضمه إلى صدره،

ونادى بأعلى صوته: يا آل العرب! يا آل العرب! من شر قد اقترب، اقتلوا هذا الغلام واقتلوني معه، فإنكم إن تركتموه وأدرك مدرك الرجال ليسفهن أحلامكم، وليكذبن أديانكم، وليدعونكم إلى رب لا تعرفونه، ودين تنكرونه.

قالت: فلما سمعت مقالته انتزعته من يده، وقلت: لأنت أعته منه وأجن، ولو علمت أن هذا يكون من قولك ما أتيتك به، اطلب لنفسك من يقتلك، فإنا لا نقتل محمدا، فاحتملته فأتيت به منزلي، فما أتيت ـ يعلم الله ـ منزلا من منازل بني سعد بن بكر إلا وقد شممنا منه ريح المسك الأذفر، وكان في كل يوم ينزل عليه رجلان أبيضان، فيغيبان في ثيابه ولا يظهران، فقال الناس: رديه يا حليمة! على جده عبد المطلب، وأخرجيه من أمانتك.

قالت: فعزمت على ذلك، فسمعت مناديا ينادي: هنيئا لك يا بطحاء مكة! اليوم يرد عليك النور، والدين، والبهاء، والكمال، فقد أمنت أن تخذلين أو تحزنين أبد الآبدين ودهر الداهرين، قالت: فركبت أتاني، وحملت النبي صلى الله عليه وسلم بين يدي، أسير حتى أتيت الباب الأعظم من أبواب مكة وعليه جماعة، فوضعته لأقضي حاجة وأصلح شأني، فسمعت هدة شديدة، فالتفت فلم أره، فقلت: معاشر الناس، أين الصبي؟ قالوا: أي الصبيان؟ قلت: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب الذي نضر الله به وجهي، وأغنى عيلتي، وأشبع جوعتي، ربيته حتى إذا أدركت به سروري وأملي، أتيت به أرده وأخرج من أمانتي، فاختلس من يدي من غير أن تمس قدميه الأرض، واللات والعزى! لئن لم أره لأرمين بنفسي من شاهق هذا الجبل،

ولأتقطعن إربا إربا، فقال الناس [إنا] لنراك غائبة عن الركبان، ما معك محمد، قالت: قلت: الساعة كان بين أيديكم.

قالوا: ما رأينا شيئا، فلما آيسوني وضعت يدي على رأسي، فقلت: وا محمداه وا ولداه! أبكيت الجواري الأبكار لبكائي، وضج الناس معي بالبكاء حرقة لي، فإذا أنا بشيخ كالفاني متوكئا على عكاز له، قالت: فقال لي: مالي أراك أيها السعدية! تبكين وتضجين؟ قالت: فقلت: فقدت ابني محمدا، قال: لا تبكين، أنا أدلك على من يعلم علمه، وإن شاء أن يرده عليك فعل؟ قالت: قلت: دلني عليه.

قال: الصنم الأعظم، قالت: ثكلتك أمك؟ كأنك لم تر ما نزل باللات والعزى [في] الليلة التي ولد فيها محمد صلى الله عليه وسلم، قال: إنك لتهذين ولا تدرين ما تقولين، أنا أدخل عليه وأسأله أن يرده عليك، قالت حليمة: فدخل وأنا أنظر، فطاف بهبل أسبوعا وقبل رأسه، ونادى: يا سيداه! لم تزل منعما على قريش، وهذه السعدية تزعم أن محمدا قد ضل، قال: فانكب هبل على وجهه، فتساقطت الأصنام بعضها على بعض، ونطقت ـ أو نطق منها ـ وقالت: إليك عنا أيها الشيخ، إنما هلاكنا على يدي محمد، قالت: فأقبل الشيخ لأسنانه اصتكاك، ولركبتيه ارتعادا، وقد ألقى عكازه من يده وهو يبكي ويقول: يا حليمة لا تبكي، فإن لابنك ربا لا يضيعه، فاطلبيه على مهل.

قالت: فخفت أن يبلغ الخبر عبد المطلب قبلي، فقصدت قصده، فلما نظر إلي قال: أسعد نزل بك أم نحوس؟ قالت: قلت: بل نحس الأكبر،

ففهمها مني، وقال: لعل ابنك قد ضل منك قالت: قلت: نعم، بعض قريش اغتاله فقتله، فسل عبد المطلب سيفه وغضب ـ وكان إذا غضب لم يثبت له أحد من شدة غضبه ـ فنادى بأعلى صوته: يا يسيل! ـ وكانت دعوتهم في الجاهلية ـ [قال]: فأجابته قريش بأجمعها، فقالت: ما قصتك يا أبا الحارث؟

فقال: فقد ابني محمد فقالت قريش: اركب نركب معك، فإن سبقت خيلا سبقنا معك، وإن خضت بحرا خضنا معك، قال: فركب، وركبت معه قريش، فأخذ على أعلى مكة، وانحدر على أسفلها، فلما أن لم ير شيئا ترك الناس واتشح بثوب، وارتدى بآخر، وأقبل إلى البيت الحرام فطاف أسبوعا، ثم أنشأ يقول:

يا رب إن محمدا لم يوجد فجميع قومي كلهم متردد

فسمعنا مناديا ينادي من جو الهواء: معاشر القوم، لا تصيحوا، فإن لمحمد ربا لا يخذله ولا يضيعه، فقال عبد المطلب: يا أيها الهاتف! من لنا به؟ قالوا: بوادي تهامة عند شجرة اليمنى، فأقبل عبد المطلب، فلما صار في بعض الطريق تلقاه ورقة بن نوفل، فصارا جميعا يسيران، فبينما هم كذلك إذا النبي صلى الله عليه وسلم، قائم تحت شجرة يجذب أغصانها، ويعبث بالورق، فقال عبد المطلب: من أنت يا غلام؟ فقال: أنا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب .

قال عبد المطلب: فدتك نفسي، وأنا جدك عبد المطلب، ثم احتمله، وعانقه، ولثمه، وضمه إلى صدره، وجعل يبكي، ثم حمله على قربوس سرجه،

ورده إلى مكة، فاطمأنت قريش، فلما اطمأن الناس نحر عبد المطلب عشرين جزورا، وذبح الشاء والبقر، وجعل طعاما، وأطعم أهل مكة، قالت حليمة: ثم جهزني عبد المطلب بأحسن الجهاز وصرفني، فانصرفت إلى منزلي وأنا بكل خير دنيا، لا أحسن وصف كنه خيري وصار محمد عند جده، قالت حليمة: وحدثت عبد المطلب بحديثه كله، فضمه إلى صدره وبكى، وقال: يا حليمة! إن لابني شأنا، وددت أني أدرك ذلك الزمان".

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حلیمہ بنت ذویب جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو فرمائی، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب بات کہتے ہوئے سنا، وہ فرمارہے تھے: اللہ اکبر کبیرا، والحمد للہ کثیرا، وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا، پھر جب آپ بڑے ہوئے تو نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے، لیکن ان سے دور رہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ سے کہا: اے میری ماں! یہ کیا بات ہے کہ میرے بھائی مجھے دن میں نظر نہیں آتے، میں نے کہا کہ میری جان تجھ پر قربان! وہ ہماری بکریاں چراتے ہیں، سو وہ شب تا شب آتے جاتے ہیں، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ڈبڈبا گئی اور آپ رو پڑے اور فرمایا کہ اے میری ماں! میں اکیلا یہاں پر کیا کروں گا؟ مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دیں، میں نے کہا: آپ کو یہ کام پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، پھر جب صبح ہوئی، میں نے ان کو تیل لگایا، آنکھوں میں سرمہ لگایا، کرتہ پہنایا، اور نظر کے اندیشہ سے یمنی مہرے کا منکا لے کر اس کی گردن میں لٹکایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا لیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوگئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی جاتے اور

خوشی خوشی لوٹتے تھے۔

ایک دن کی بات ہے کہ وہ ہمارے گھروں کے ارد گرد جانوروں کو چرانے کے لئے نکلے ہوئے تھے، سو جب نصف نہار ہوا تو اچانک میں نے اپنے بیٹے ضمرہ کو دیکھا کہ وہ گھبرایا ہوا دوڑا آرہا ہے، دیکھا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بہہ رہا ہے، اور وہ تیز تیز ہانپ رہا تھا، اس نے روتے ہوئے کہا: اے میرے ابو! اے میرے ابو! اے میری ماں! تم دونوں میرے بھائی محمد کے پاس پہنچو، تم اسے مردہ ہی پاؤ گے، میں نے کہا کہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم کھڑے تیر اندازی اور کھیل کود میں مشغول تھے کہ اسی دوران ایک آدمی آیا اس نے محمد ﷺ کو ہمارے بیچ سے اچک لیا، اور وہ ان کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، اور ہم اس کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ اس نے محمد ﷺ کے سینے کو ناف تک چاک کر دیا اور نہ جانے ان کے ساتھ کیا کیا؟ اور میرا گمان یہ ہے کہ آپ ان کو مردہ ہی پائیں گے، حلیمہ کہتی ہیں کہ پس میں اور میرے اس لڑکے کے والد (یعنی حلیمہ کے شوہر) تیزی سے اس جانب بڑھے، دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے تھے اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے، ہنستے مسکرا رہے تھے۔

میں ان سے لپٹ گئی اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا، اور میں نے کہا: میری جان تجھ پر فدا! تجھ پر کیا مصیبت آپڑی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میری والدہ! خیریت ہے، جب میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا، اچانک تین آدمی آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا، دوسرے کے ہاتھ میں برف سے بھرا ہوا سبز زمرد کا طشت تھا، وہ مجھے پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، مجھے آرام سے پہاڑ پر لٹایا، پھر میرے سینے کو ناف تک چاک کر دیا، اور میں

ان کی طرف دیکھ رہا تھا، اور مجھے اس کا کوئی احساس اور درد محسوس نہیں ہو رہا تھا، پھر اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کر کے میری انتڑیاں نکال کر ان کو اس برف سے دھویا، اور اسے خوب دھو کر واپس رکھ دیا، اور پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوراس نے پہلے سے کہا: ایک طرف ہٹ جاؤ، تم کو اللہ تعالی نے جس بات کا حکم دیا تم نے اسے پورا کر دیا ہے، اور دوسرا میرے قریب ہوا، اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر دل کو نکالا اور اس کو چاک کر دیا، اور اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکالا جو کہ خون سے لت پت تھا اور اس کو پھینک دیا، اور فرمایا: اے حبیب اللہ! یہ تم میں شیطان کا حصہ تھا، پھر اس نے دل کو اپنے پاس کی کسی چیز سے بھر دیا، اور دوبارہ دل کو اس کی جگہ پر رکھ دیا، پھر اس پر نور کی مہر لگا دی، میں اب تک اپنی رگوں اور جوڑوں میں اس کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔

اور تیسرا کھڑا ہوا اس نے کہا: تم دونوں ہٹ جاؤ تم دونوں کو اللہ پاک نے جس بات کا حکم دیا تھا وہ تم نے کر دیا، اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینے سے ناف کے نیچے تک پھیرا، اور فرشتے نے کہا: ان کو ان کی امت میں سے دس آدمیوں کے مقابلے میں تولو، انہوں نے میرا وزن کیا تو میں ان سے بڑھ گیا، پھر انہوں نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو کیونکہ اگر تم پوری امت کے مقابلے میں بھی وزن کرو گے تو یہ بڑھ جائے گا، پھر اس نے مجھے میرے ہاتھ سے پکڑ کر آرام سے اٹھایا، اور تینوں مجھ سے لپٹ گئے، سر اور آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا، اور انہوں نے کہا: اے حبیب اللہ! آپ کو ہرگز ڈرایا نہیں جا رہا، اور آپ کے ساتھ جس خیر کا ارادہ ہے اگر آپ کو معلوم ہو جائے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، پھر مجھے اسی جگہ بیٹھا چھوڑ دیا، اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اڑ کر آسمان کے بیچ میں داخل ہو گئے، اور

اگر آپ چاہیں تو میں ان کے داخل ہونے کی جگہ آپ کو دکھلا دوں۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو اٹھایا اور سعد بن بکر کے گھروں میں سے کسی گھر میں لے آئی، مجھ سے لوگوں نے کہا: ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ، تاکہ وہ ان کو دیکھیں اور ان کا علاج کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو مجھے ایسا اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے، اور میں اپنے آپ کو صحیح وسالم محسوس کر رہا ہوں، اور میرا دل بھی اللہ کے فضل سے صحیح ہے۔

لوگوں نے کہا: اسے جنون ہو گیا ہے یا جن چمٹ گئے ہیں، حضرت حلیمہ نے فرمایا: وہ میری رائے پر غالب آگئے، اور میں آپ ﷺ کو لے کر کاہن کے پاس گئی، اور اس کو میں نے واقعہ سنایا، اس نے کہا: میں خود اس سے سنوں گا کیونکہ یہ لڑکا اپنے معاملہ کی تم سے زیادہ بصیرت رکھتا ہے اے لڑکے! بتاؤ، حلیمہ نے فرمایا: میرے بیٹے محمد نے شروع سے لے کر آخر تک قصہ سنا دیا، یہ سن کر کاہن اچھل کر کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ کو اس نے سینے سے چمٹا لیا، اور اونچی آواز سے کہا: اے عرب کی اولاد! اے عرب کی اولاد! اس شر سے بچو جو قریب آگیا ہے، اس لڑکے کو قتل کر دو اور مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو، اور اگر تم نے اسے چھوڑ دیا، اور یہ بڑا ہو گیا تو یہ تمہارے سمجھدار لوگوں کو بے وقوف بتائے گا، اور تمہارے دینوں کو جھٹلائے گا، اور تمہیں ایسے رب کی طرف بلائے گا جسے تم نہیں جانتے، اور ایسے دین کی طرف بلائے گا جو تمہارے لئے اجنبی ہو گا۔

حلیمہ فرماتی ہیں: جب میں نے اس کاہن کی بات سن لی تو میں نے محمد ﷺ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا ہے، اور کہا کہ تو اس بچے سے زیادہ بے وقوف اور جنون میں مبتلا ہے، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہ بات کرو گے تو میں اسے تمہارے

پاس نہیں لاتی، تم اپنے لئے کسی کو تلاش کر لو جو تمہیں قتل کر دے، ہم محمد کو قتل نہیں کریں گے، پھر میں نے ان کو اٹھایا اور اپنے گھر چلی آئی، اور اللہ ہی جانتا ہے کہ بنو سعد بن بکر کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس سے ہم نے تیز مشک کی خوشبو نہ سونگھی ہو، اور ہر روز دو سفید آدمی ان کے پاس آتے پھر ان کے کپڑوں میں چھپ جاتے اور ظاہر نہ ہوتے تھے، لوگوں نے کہا: اے حلیمہ! اس کو ان کے دادا عبد المطلب کے حوالے کر دو، اور ان کو اپنی ذمہ داری سے نکال دو۔

حلیمہ نے فرمایا کہ میں نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا، پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے بطحائے مکہ! تمہیں مبارک ہو، آج کے دن تمہاری طرف نور، دین، رونق اور کمال لوٹایا جائے گا، اور تو ابد الآباد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ورسوا ہونے اور غمزدہ ہونے سے محفوظ ہوگئی ہے، حلیمہ بیان فرماتی ہیں کہ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی، نبی کریم ﷺ کو میں نے اپنے سامنے بٹھایا، اور چلنا شروع کیا، یہاں تک کہ میں مکہ کے دروازوں میں سے سب سے بڑے دروازے پر پہنچ گئی، وہاں بہت سارے لوگ موجود تھے، میں نے محمد ﷺ کو نیچے اتارا، تاکہ اپنی حاجت پوری کر لوں، اور اپنی حالت درست کر لوں، پھر انتہائی گرج دار آواز سنی، میں متوجہ ہوئی، تو میں نے آپ ﷺ کو نہیں پایا، میں نے کہا: اے لوگو! بچہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ کون سا بچہ؟ میں نے کہا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میرے چہرے کو سرسبز کر دیا، اور میرے خاندان کو غنی کر دیا، اور میری بھوک کو ختم کر دیا، میں نے اس کی پرورش کی، یہاں تک کہ جب میں نے اپنی خوشی اور امید کو پالیا تو میں اس کو لے کر آئی تھی تاکہ اس کو لوٹا دوں، اور اپنی ذمہ داری سے بری ہو جاؤں، ان کے قدموں کے

زمین پر لگنے سے پہلے ہی انہیں میرے ہاتھوں سے اُچک لیا گیا ہے، لات وعزی کی قسم! اگر وہ مجھے نظر نہ آیا تو میں پہاڑ کی چوٹی سے کود پڑوں گی، اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں گی، لوگوں نے کہا: ہم نے تمہیں سواروں کے بغیر دیکھا تھا، تمہارے ساتھ محمد نہیں تھے، حلیمہ نے کہا: وہ ابھی تو تمہارے سامنے ہی تھے۔

انہوں نے کہا: ہم نے کچھ نہیں دیکھا، جب انہوں نے مجھے ناامید کر دیا، تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سر پر رکھا اور کہا: وامحمداہ! واولداہ! میں نے نوجوان لڑکیوں کو بھی اپنے رونے کی وجہ سے رلا دیا، اور لوگ میرے درد میں میرے ساتھ بلند آواز سے رونے لگے، اچانک ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکے سامنے آیا، حلیمہ کہتی ہیں کہ اس بوڑھے نے مجھ سے کہا: اے سعدیہ! کیوں رو رہی ہو اور چیخ رہی ہو؟ حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے کہا: مجھ سے میرا بیٹا محمد گم ہو گیا ہے، اس نے کہا: رومت، میں تمہیں اس کے بارے میں بتلاؤں گا جس کو ان کا علم ہو گا، اور اگر وہ چاہے گا تو تمہارے پاس محمد کو لوٹا دے گا، میں نے کہا: اس کے بارے میں بتاؤ۔

بوڑھے نے کہا: بڑا بت، میں نے کہا: تیری ماں تجھ کو گم کرے، شاید تو نے وہ نہیں دیکھا جو لات اور عزی کے ساتھ اس رات کو ہوا تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے، اس بوڑھے نے کہا: تو بیہودہ بکتی ہے، تمہیں نہیں معلوم کہ تم کیا کہہ رہی ہو، میں اس کے پاس جاؤں گا اور اس سے مانگوں گا کہ وہ تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوٹا دے، حلیمہ فرماتی ہیں کہ وہ داخل ہوا اور میں اسے دیکھ رہی تھی، اس نے ہبل کے گرد سات چکر لگائے، اور اس کے سر کو چوما، اور پکارا: اے میرے سردار! تو نے قریش پر ہمیشہ نعمتیں برسائی ہیں، اور یہ سعدیہ کہتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے ہیں، فرمایا: پس ہبل اپنے منہ کے بل گر پڑا، اور دوسرے بت بھی ایک دوسرے

پر گر گئے، ہبل یا ان میں سے کوئی بولا: اے بوڑھے! ہم سے دور ہو جا، بے شک ہماری ہلاکت محمد ﷺ کے ہاتھوں سے ہے، حلیمہ فرماتی ہیں: بوڑھے کے دانت بجنے لگے، ٹانگیں کانپنے لگیں، اور اس نے اپنے ہاتھوں سے لاٹھی پھینک کر روتے ہوئے کہنے لگا: اے حلیمہ! تم مت رو، کیونکہ تمہارے بیٹے کا ایسا رب ہے جو اسے ضائع نہیں کرے گا، اس کو صبر سے تلاش کرو۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں گھبرائی کہ ایسا نہ ہو کہ عبد المطلب کو یہ بات مجھ سے پہلے پہنچ جائے، پس میں نے عبد المطلب کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جب عبد المطلب نے میری طرف دیکھا تو اس نے پوچھا: کیا تمہیں کوئی خوشخبری ملی ہے یا نحوست، میں نے کہا: بلکہ بہت بڑی نحوست کی بات پیش آئی ہے، وہ میری بات سمجھ گئے، شاید تیرا بیٹا تجھ سے گم ہو گیا ہے، میں نے کہا: ہاں کسی قریشی نے اس کو اغواء کر کے قتل کر دیا ہے، پس عبد المطلب نے اپنی تلوار کو سونتا اور غضب ناک ہو گئے، اور جب وہ غصہ ہوتے تو شدتِ غصہ کی وجہ سے کوئی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا، اور اس نے انتہائی بلند آواز سے کہا: اے یسیل! اور یہ ان کے زمانہ جاہلیت کا نعرہ تھا، تو قریش کے تمام لوگوں نے لبیک کہا، اور کہا: اے ابو الحارث! کیا ہوا ہے؟

فرمایا: میرا بیٹا گم ہو گیا ہے، قریش نے کہا: تم سوار ہو جاؤ، ہم تمہارے ساتھ سوار ہوں گے، اگر تم گھوڑا دوڑاؤ گے تو ہم تمہارے ساتھ گھوڑے دوڑائیں گے، اور اگر تم سمندر میں کود جاؤ گے تو ہم تمہارے ساتھ کود پڑیں گے، فرمایا کہ وہ سوار ہوئے اور قریش ان کے ساتھ سوار ہوئے، مکہ کے بالائی حصہ تک چڑھ گئے، پھر مکہ کے نشیبی حصہ تک پہنچ گئے، جب ان کو کچھ نظر نہ آیا تو عبد المطلب نے

لوگوں کو چھوڑ دیا، اور ایک کپڑا اوپر لپیٹ لیا اور ایک نیچے باندھ لیا، اور بیت الحرام آکر سات چکر لگائے، پھر یہ اشعار کہے:

اے رب! محمد نہیں مل رہے، میری ساری قوم پریشان ہے۔

ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو فضا سے پکار رہا تھا، اے قوم والو! چیخ وپکار مت کرو، پس بے شک محمد کا رب ہے، جو اسے رسوا اور ضائع نہیں کرے گا، پس عبد المطلب نے کہا: اے غیبی آواز! ہماری اس تک پہنچنے میں کون مدد کرے گا، انہوں نے کہا: وہ وادی تہامہ میں دائیں درخت کے پاس ہے، پس عبد المطلب اس طرف چلے، ان کی راستے میں ورقہ بن نوفل سے ملاقات ہوئی، دونوں اکٹھے چلنا شروع ہو گئے، چلتے چلتے انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ٹہنیوں کو کھینچ رہے تھے، اور پتوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، عبد المطلب نے کہا: اے لڑکے! تم کون ہو؟ آپ ﷺ نے جواب میں کہا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔

عبد المطلب نے کہا کہ میری جان تم پر فدا ہو، میں تمہارا دادا عبد المطلب ہوں، پھر آپ ﷺ کو اٹھایا اور گلے لگایا، اور بوسہ لیا اور سینے سے لگایا، اور رونا شروع کر دیا، پھر ان کو زین کی ایک جانب بٹھایا، اور مکہ لوٹ آئے، قریش مطمئن ہو گئے، جب سب لوگ مطمئن ہو گئے تو عبد المطلب نے بیس اونٹ ذبح کئے، اور بکریاں اور گائے ذبح کیں، کھانا تیار کیا اور اہلِ مکہ کو کھلایا۔

حلیمہ فرماتی ہیں: پھر مجھے خوب عمدہ سامان سے نواز کر رخصت کیا، چنانچہ میں اس حالت میں گھر واپس آگئی کہ میرے پاس دنیا کی ساری چیزیں تھی، اور میں

اپنی اس خیر کی حقیقت بیان نہیں کر سکتی، اور محمد ﷺ اپنے دادا کے پاس رہ گئے، حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عبد المطلب کو ساری بات بتائی، انہوں نے محمد ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ لگا کر روئے، اور فرمایا: اے حلیمہ! میرے بیٹے کی ایک شان ہوگی، اور میری تمنا ہے کہ میں اس زمانے کو پالوں۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ نے "مثنوي"[2] میں یہی

---

[1] تاريخ دمشق:٤٧٣/٣،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـبيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] مثنوي مولوي معنوي:٩٨/٤،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـلاهور.

"مثنوی شریف" کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قصۂ رازِ حلیمہؓ گوئمت تا زداید داستاں اُو غمت

میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں تاکہ اس کی داستاں تیرے غم کو دور کرے

مصطفیٰ را چوں ز شیر اُو باز کرد بر کفش برداشت چوں ریحان و ورد

(حضرت) مصطفی ﷺ کا جب انھوں نے دودھ چھڑایا ان کو ریحان اور گلاب کی طرح ہتھیلی پر رکھا

می گریز انید ش از ہر نیک و بد تا سُپار د آں شہنشہ را بجدّ

وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھی تاکہ ان شہنشاہ کو دادا کے سُپرد کر دے

چوں ہمی آوردامانت راز بیم شد بکعبہ آمد اُو اندر حطیم

جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی، کعبہ میں پہنچی اور وہ حطیم میں آئی

از ہوا بشنید بانگے کاے حطیم　　تافت بر تو آفتا بے بس عظیم

ہوا کی جانب سے آواز سُنی کہ اے حطیم! تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے

اے حطیم اِمروز آید بر تو زود　　صد ہزاراں نور از خورشید جود

اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئیں گے لاکھوں نور سخاوت کے سورج سے

اے حطیم اِمروز آرد در تو رخت　　محتشم شاہے کہ پیکِ اُوست بخت

اے حطیم! آج تجھ میں سامان لا رہا ہے وہ باحشمت شاہ، نصیبہ جس کا قاصد ہے

اے حطیم! اِمروز بے شک از نوی　　منزل جا نہائے بالامی شوی

اے حطیم! بے شک آج از سرِ نو تو بالائی روحوں کی منزل بنے گا

جانِ پاکاں طُلب طُلب و جُوق جُوق　　آیدت از ہر نَواحی مستِ شوق

پاک لوگوں کی روحیں جماعت جماعت گروہ گروہ شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر آئیں گی

گشتہ حیراں آں حلیمہ زاں صدا　　نے کسے در پیش نے سوی قفا

حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی نہ کوئی سامنے تھا نہ گدّی کی جانب

شش جہت خالی ز صورت ویں ندا　　شد پیاپے آں ندا را جاں فدا

چھوؤں جانب انسان سے خالی اور یہ آواز پے در پے آئی، اُس آواز پر جان قربان ہے

مصطفیؐ رابر زمیں بنہاد اُو　　تا کند آں بانگ خوش را جستجُو

اس نے (حضرت) مصطفی ﷺ کو زمین پر بٹھا دیا تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے

چشم می انداخت آں دم سُو بسُو　　کہ کجا است آں شہِ اسرار گُو

وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی کہ وہ رازوں کو بتانے والا شاہ کہاں ہے؟

کاینچنیں بانگِ بُلند از چپ و راست　　می رسد یارب رسانِندہ کُجاست

کہ ایسی بلند آواز دائیں اور بائیں سے آ رہی ہے اے خدا! پہنچانے والا کہاں ہے؟

چوں ندید او خیرہ و نومید شد جسم لرزاں ہچو شاخِ بید شد

جب انہوں نے نہ دیکھا حیران اور نااُمید ہوگئیں بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

باز آمد سوئے آں طفلِ رشید مصطفیؐ را بر مکانِ خود نہ دید

وہ اُس بھلے بچّے کی طرف لوٹ آئیں مصطفیؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

حیرت اندر حیرت آمد بردلش گشت بس تاریک از غم منزلش

اُس کے دل پر حیرانی در حیرانی آگئی غم سے اُس کی جگہ بہت تاریک ہوگئی

سوی منزلہا دو ید و بانگ داشت کہ بر در دانہ ام غارت گماشت

مکانات کی جانب دوڑی اور چیخی کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ مچائی ہے؟

مکّیاں گفتند مارا علم نیست ماندا نستیم کا نجا کو دکے ست

مکہ والوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے ہمیں یہ (بھی) معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچّہ ہے

ریخت چنداں اشک و کرد اوبس فغاں کہ از وگریاں شدند آں دیگراں

اُس نے اِس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی کہ اُس سے دوسرے رونے لگے

سینہ کو باں آنچناں بگریست خوش کآخر اں گریاں شدند از گریہ اش

چھاتی پیٹتے ہوئے اتنا زیادہ روئی کہ اُس کے رونے سے دوسرے رونے لگے

پیر مردے پشیش آمد باعصا کاے حلیمہؓ چہ فتاد آخر تُرا

ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا کہ اے حلیمہؓ! آخر تجھے کیا ہوا ہے؟

کہ چنیں آتش ز دل افروختی ویں جگر ہا را ز ماتم سوختی

کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے اور ماتم سے جگروں کو جلا دیا ہے

گفت احمدؐ را رَضیعم معتمد پس بیا وردم کہ بسپارم بجَد

اُس نے کہا میں احمدؐ کی معتمد دایہ ہوں میں اُن کو لائی تھی کہ دادا کے سپرد کر دوں

چوں رسیدم در حطیم آواز ہا　　می رسید و می شنیدم از ہَوا

جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں آئیں اور میں نے ہوا میں سے سُنیں

من چوں آں الحاں شنیدم از ہَوا　　طفل را بنہا دم آنجازاں صدا

جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں اُس آواز کی وجہ سے میں نے بچہ کو (زمین پر) بٹھا دیا

تابہ بینم ایں ندا آوازِ کیست　　کہ ندائے بس لطیف و بس شہی ست

تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟ کیوں کہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے

نزِ کسے دیدم بگرد خودِ نشاں　　نہ ندای منقطع شد یک زماں

نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا نہ ایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی

چونکہ واگشتم زحیر تہائے دل　　طفل را آنجا ندیدم وائے دل

جب میں دلی حیرانیوں کے ساتھ واپس لوٹی میں نے بچے کو وہاں نہ دیکھا، ہائے دل

گفتش اے فرزند تو اَندُہ مدار　　کہ نُمایم مر تُرا ایک شہر یَار

اُس نے اُس سے کہا اے بیٹا! غم نہ کر میں تجھے ایک شاہ کا پتہ بتاتا ہوں

کہ بگوید گر بخواہد حال طفل　　اُو بداند منزل وتر حال دل

اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتادے گا کیوں کہ وہ بچہ کی منزل اور سفر کو جانتا ہے

پس حلیمہؓ گفت اے جانم فدا　　مر ترا اے شیخ خوبِ خوش ندا

تو حلیمہؓ نے کہا: میری جان قربان ہو تجھ پر، اے بہتر اور اچھی آواز والے بزرگ!

ہیں مرا بنمای آں شاہِ نَظر　　کش بود از حالِ طفل من خَبَر

ہاں اُس شاہ نظر کو مجھے دکھادے جس کو میرے بچہ کے حال کی خبر ہو

بُرد اُو را پیش عزّیٰ کایں صنم　　ہست در اخبار غیبی مغتنم

وہ اُس کو عزّیٰ کے سامنے لے گیا کہ یہ بت غیبی خبریں دینے میں غنیمت ہے

ما ہزاراں گم شدہ زو یافتیم چوں بخدمت سُوی اُو بشتافتیم

ہم نے ہزاروں گم شدہ اُس کی وجہ سے پالئے ہیں جب ہم عقیدت سے اُس کی طرف دوڑے ہیں

پیر کرد اُو را سجود و گفت زود اے خدا وندِ عرب وے بحر جود

بوڑھے نے اُس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے دریا

گفت اے عزّیٰ تو بس اکرامہا کردہ تا رستہ ایم از دا مہا

اُس نے کہا اے عزّیٰ تو نے بہت سے کرم کئے ہیں، حتیٰ کہ ہم نے جالوں سے رہائی پائی ہے

بر عرب حق ست از اکرام تو فرض گشتہ تا عرب شد رامِ تو

تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے جو فرض بن گیا ہے حتیٰ کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے

اے حلیمہ سعدی از امید تو آمد اندر ظلِّ شاخِ بیدِ تو

یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر تیرے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے

کہ از و فرزند طفلے گم شدہ ست نامِ آں کو دک محمدؐ آمدہ ست

کہ اُس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے اُس بچےّ کا نام محمدؐ ہے

چوں محمدؐ گفت آں جُملہ بُتاں سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں

جب اُس نے محمدؐ کہا، وہ سب بت فوراً اوندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے

کہ بر و اے پیر ایں چہ جستجو ست آں محمدؐ را کہ عزلِ مااز و ست

کہ اے بوڑھے! جا، یہ کیا تلاش ہے؟ اُس محمدؐ کی کہ اُس کی وجہ سے ہماری معزولی ہے

ماگنون وسنگسار انیم ازُو ماکسا دوبے عیار انیم ازُو

ہم اُس کی وجہ سے اوندھے اور سنگسار ہیں ہم اُس کی وجہ سے کھوٹے اور بے رونق ہیں

آں خیالاتے کہ دیدندے زما وقت فترت گاہ گاہ اہل ہوا

وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں اہل ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی

گم شود چوں بارگاہِ او رسید　　آب آمد مر تیمّم را درید

گم ہو جائیں گی کیونکہ اُن کا دربار (کا وقت) آگیا ہے پانی آگیا، اُس نے تیمّم کو توڑ دیا ہے

دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز　　ہیں زر شک احمدیؐ مارا مسوز

اُو بوڑھے دور ہو جا فتنہ نہ بھڑکا خبر دار! احمدیؐ رشک سے ہمیں نہ جلا

دُور شَو بہرِ خدا اے پیر تُو　　تا نسوزی ز آتشِ تقدیر تُو

اُو بوڑھے! خدا کے لئے تو دفع ہو، تاکہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے

اینچہ دُمّ اژدہا افشر دن است　　ہیچ دانی چہ خبر آوردن است

یہ کیا اژدھے کی دُم دَبانا ہے؟ تو جانتا ہے کہ کیسی خبر لانا ہے؟

زیں خبر خوں شدُ دل دریا وکاں　　زیں خبر لرزاں شود ہفت آسماں

اِس خبر سے دریا اور کان کا دل خون ہو گیا ہے اِس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے

چوں شنید از سنگہا پیر ایں سخن　　پس عصا انداخت آں پیر کہن

جب بوڑھے نے پتھروں سے یہ بات سُنیں اُس پُرانے بوڑھے نے لاٹھی پھینک دی

پس زلرز و خوف و بیم آں ندے　　پیر دندانہا بہم بَری زدے

اُس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے بوڑھے کے دانت بجنے لگے

آنچناں کاندر زمستاں مردِ عُور　　اُو ہمی لرزید و می گفت اے ثبُور

جس طرح کہ جاڑوں میں ننگا انسان وہ کانپ رہا تھا اور کہتا تھا ہائے ہلاکت!

چوں در آں حالت بدید آں پیرا　　زاں عجب گم کرد زن تدبیر را

جب اُس (حلیمہ) نے بوڑھے کو اِس حالت میں دیکھا اُس عجب (بات) سے عورت نے تدبیر کو گم کر دیا

گفت پیرا گرچہ من در محنتم　　حیرت اندر حیرت اندر حیرتم

بولی اے بوڑھے! اگرچہ میں مصیبت میں ہوں (لیکن) حیرت در حیرت در حیرت میں ہوں

ساعتے بادم خطیبی می کند ساعتے سنگم ادبی می کند

کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے کسی وقت پتھر مجھے ادب سکھاتے ہیں

باد باحرفم سخنہامی دہد سنگ و کوہم فہم اشیامی دہد

ہوا، حروف کے ذریعے مجھ سے باتیں کرتی ہے مجھے پتھر اور پہاڑ چیزیں سمجھاتے ہیں

گاہ طفلم را ربودہ غیبیاں غیبیانِ سبز پوش آسماں

کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں آسمان کے سبز پوش غیبی

از کہ نالم با کہ گویم ایں گلہ من شُدم سودائی اکنوں صدولہ

کس سے فریاد کروں، کس سے شکوہ کروں؟ میں اب دیوانی اور پریشان ہوگئی ہوں

غیرتش از شرحِ غیبم لب بہ بَست ایں قدر گویم کہ طِفلم گم شُدست

اُس کی غیرت نے غیب کی تشریح کرنے سے میرے ہونٹ بند کر دیئے ہیں (بس) اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ گم ہوگیا ہے

گر بگویم چیز دیگر من کنوں خلق بَندندم بزنجیرِ مجنوں

اب اگر میں کوئی دوسری بات کہوں لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دیں گے

گفت پیرش اے حلیمہ شادباش سجدۂ شکر آرو رو را کم خراش

بوڑھے نے اُن سے کہا اے حلیمہ! خوش ہوجا شکر کا سجدہ کر اور چہرے کو نہ نوچ

تو مخور غم کہ نگردَدیاوہ اُو بلکہ عالم یاوَہ گردد اندرُو

تو فکر نہ کر کیوں کہ وہ گم نہ ہوگا بلکہ عالم اُس میں گم ہو جائے گا

ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس صَد ہزاراں پاسبانست و حَرِس

ہر وقت رشک اور غیرت کی وجہ سے اس کے آگے اور پیچھے لاکھوں نگہبان اور محافظ ہیں

آں ندیدی کاں بُتانِ ذو فنون چوں شدند از نامِ طفلت سَرنگوں

تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہنر مند بت تیرے بچّے کے نام سے کس طرح سرنگوں ہوگئے

ایں عجب قرنے ست بر روئے زمیں　　پیر گشتم من نہ دیدم جنس ایں

یہ روئے زمین پر عجب زمانہ ہے میں بوڑھا ہو گیا میں نے ایسا نہ دیکھا تھا

زیں رسالت سنگہا چوں نالہ داشت　　تاچہ خواہد بر گناہگاراں گماشت

اس رسالت سے جبکہ پتّھر فریاد کرنے لگے گناہگاروں پر کیا چیز مُسلّط کرے گی؟

سَنگ بے جُرم ست دَر معبودیش　　تو نہ مُضطر کہ بَندہ بُودیش

اپنے معبود ہونے میں پتّھر بے قصور ہیں تو مجبور نہیں ہے کہ اُس کا بندہ ہے

آنکہ مُضطر اینچنیں ترساں شدست　　تاکہ بر مُجرم چہا خواہند بست

جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے تو مجرم پر کس قدر بندشیں ہوں گی؟

چوں خبر یا بید جدِ مُصطفیٰؐ　　از حلیمہؓ وز فُغانش بَرمَلا

جب مُصطفیٰؐ کے دادا نے خبر پائی حلیمہؓ اور ان کے بر ملا رونے کی

وز چُناں بانگِ بُلند و نَعرہا　　کہ بہ میلے می رسید از وے صدا

اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

زود عبدالمطلب دانست چیست　　دَست بر سینہ ہمی ز دمی گریست

فوراً عبد المطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے سینہ کوبی کرتے تھے اور روتے تھے

آمد از غَم بر درِ کعبَہ بسوز　　کاے خبیر از سرّ شب وز رازِ روز

رنج سے کعبہ کے دروازے پر سوزش کیساتھ آئے کہ اے رات کے راز اور دن کے بھید کے جانکار

خویشتن را من نمی بینم فنے　　تا بُوَد ہمرازِ تو ہمچوں منے

میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں کہ (جس میں) مجھ جیسا تیرا ہمراز بنے

خویشتن را من نمی بینم ہنر　　تا شَوم مقبولِ ایں مسعود دَر

میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں کہ اس مبارک دروازہ پر میں مقبول بنوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بُوَد یا باشکم دولتے خنداں شَوَد

یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے

لیک در سیمائے آں دُرِّ یتیم دیدہ اَم آثارِ لُطفت اے کریم

لیکن اُس دُرِّ یکتا کی پیشانی میں اے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے

کہ نمی ماند بما گر چہ زماست ماہمہ مسیم و احمدؐ کیمیا ست

کہ جو ہم جیسا نہیں ہے، اگرچہ ہم میں سے ہے ہم سب تانبہ ہیں اور احمدؐ کیمیا ہیں

آں عجائبہا کہ من دیدم دَرُو من نہ دیدم بَر ولی وبَر عَدُو

وہ عجائب جو میں نے اس میں دیکھے ہیں میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

انچہ فضلِ تو دریں طفلیش داد کس نشاں ند ہد بَصد سالہ جہاد

تیری مہربانی نے جو اس کو بچپن میں عطا کیا ہے کسی نے سو سال کے مجاہدے کے بعد بھی اُس کی مثال پیش نہیں کی

چوں یقیں دیدم عنایتہائے تو بر وَے اُو دُرّیست از دریائے تو

جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں اس پر، تو وہ تیرے دریا کا ایک موتی ہے

من ہموُ را می شفیع آرم بتوُ حال اُو اے حال داں باما بگوُ

میں اُسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں اے حال کے جاننے والے اُس کا حال ہمیں بتا دے

از درونِ کعبہ آمد بانگ زوُد کہ ہم اکنوں رُخ بتو خواہد نمود

فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دے گا

بادو صد اقبال اُو محفوظ ماست بادو صد طُلب ملک محفوظ ماست

وہ دو سو اقبال مندیوں کی ساتھ ہماری جانب سے نصیبہ ور ہے دو سو فرشتوں کی جماعت کے ذریعے وہ ہمارے پاس محفوظ ہے

ظاہرش را شہرۂ گیہاں کُنیم باطِنش را از ہمہ پنہاں کُنیم

ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے اُس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے۔

---گفت عبد المُطلب کایندم کُجاست اے علیمُ السِّر نشان دہ راہِ راست

(خواجہ) عبد المُطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟ اے راز کو جاننے والے! سیدھے راستہ کا پتہ بتا دے

از درونِ کعبہ آوازش رَسید گفت اے جویندۂ طفلِ رَشید

کعبہ کے اندر سے اُن کو آواز آئی اُس نے کہا، اے راہ یاب بچّے کے تلاش کرنے والے

ہاتِفش گفتا مخور گم کایں زماں باتو زاں شاہِ جہاں بدہم نشاں

غیبی آواز نے اُن سے کہا غم نہ کر ابھی میں تجھے اُس شاہ جہاں کا پتہ بتاتا ہوں

دَر فلاں وادیست زیرِ آں درخت پس رواں شُد زود پیر نیک بخت

فلاں میدان میں، درخت کے نیچے ہے تو وہ نیک نصیب بڑے میاں فوراً روانہ ہو گئے

در رِکاب اُو امیرانِ قریش زانکہ کہ جَدّش بود ز اعیانِ قریش

قریش کے سردار اُن کی ہمراہی میں تھے کیوں کہ اُن کے دادا قریش کے سَرداروں میں سے تھے

تابہ پشت آدمؑ اَسلافش ہمہ مہترانِ رَزم و بَزم و مَلحمہ

اُن کے تمام بزرگ (حضرت) آدم علیہ السلام کی پشت تک رزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار ہوئے ہیں

ایں نسب خود پوست اُو را بودہ است کز شہنشاہانِ مہ پالودہ است

یہ نسب بھی اُن کے لئے چھلکا ہے کیوں کہ (وہ) عظیم بادشاہوں سے بھی برگزیدہ ہیں

مغز اُو خود از نسب دو رست و پاک نیست جنسش از سمک کس تا سماک

اُن کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے سمک سے سماک تک کوئی اُن جیسا نہیں ہے

نورِ حق را کس نجوید زاد و بُود خَلعَتِ حق را چہ حاجت تار و پُود

اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدائش اور وجود نہیں ڈھونڈتا ہے اللہ کی خلعت کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہے؟

کمتریں خلَعت کہ بد ہد دَر ثواب بر فزاید بَر طراز آفتاب

وہ جو ادنی درجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

(مثنوي مولوي معنوي: ۱۰۷/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ کمبني ـ لاهور).

واقعہ بلا سند ذکر کیا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کا گم ہونا، بوڑھے کا حضرت حلیمہ کو بتوں کے پاس لے جانا وغیرہ مذکور ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوۃ" میں عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے طریق سے ایک حدیث "جید اسناد" سے تخریج کی ہے، جس میں آپ ﷺ کو فقط رضاعت کے لئے لے جانا، دورانِ رضاعت برکات کا ظہور، شق صدر اور آپ ﷺ کی والدہ کے حوالے کرنے کا ذکر ہے[1]۔

---

[1] دلائل النبوة: ١٣٢/١، ت:عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

"دلائل النبوہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأخبرنا أبو عبد الله [الحافظ]، قال: حدثنا أبو العباس، قال: حدثنا أحمد بن عبد الجبار، قال: حدثنا يونس بن بكير، قال: حدثنا ابن إسحاق، قال: حدثني جهم بن أبي جهم مولى لامرأة من بني تميم، كانت عند الحارث بن حاطب، فكان يقال: مولى الحارث بن حاطب قال: حدثني من سمع عبد الله بن جعفر بن أبى طالب، يقول: حدثت عن حليمة بنت الحارث أم رسول الله، صلى الله عليه وسلم، التي أرضعته، أنها قالت: قدمت مكة في نسوة من بني سعد بن بكر، ألتمس بها الرضعاء وفي سنة شهباء، فقدمت على أتان لي قمراء كانت أذمت بالركب، ومعي صبي لنا، وشارف لنا، والله ما تبض بقطرة، وما ننام ليلنا ذلك أجمع مع صبينا ذاك، ما يجد في ثديي ما يغنيه، ولا في شارفنا ما يغذيه، فقدمنا مكة، فو الله ما علمت منا امرأة إلا وقد عرض عليها رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فتأباه، إذا قيل: إنه يتيم تركناه، قلنا: ماذا عسى أن تصنع إلينا أمه؟ إنما نرجو المعروف من أب الوليد، وأما أمه فماذا عسى أن تصنع إلينا، فو الله ما بقي من صواحبي امرأة إلا أخذت رضيعا غيري. فلما لم أجد رضيعا غيره قلت لزوجي الحارث بن عبد العزى: والله إني لأكره أن أرجع من بين صواحبي ليس معي رضيع، لأنطلقن إلى ذلك اليتيم فلآخذنه. فقال: لا عليك. فذهبت فأخذته، فو الله ما أخذته إلا أني لم أجد غيره، فما هو إلا أن أخذته فجئت به إلى رحلي، فأقبل عليه ثدياي بما شاء من لبن، فشرب حتى روي، وشرب أخوه حتى روي، وقام صاحبي إلى شارفنا تلك، فإذا إنها لحافل، فحلب ما شرب، وشربت حتى روينا، فبتنا بخير ليلة، فقال صاحبي: يا حليمة! والله إني لأراك قد أخذت نسمة مباركة، ألم تري ما بتنا به الليلة من الخير والبركة حين أخذناه؟ فلم يزل الله عز وجل يزيدنا خيرا حتى خرجنا راجعين إلى بلادنا، فو الله! لقطعت

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”قلت: وقد روى محمد بن زكريا الغلابي بإسناده عن ابن عباس، عن حليمة، هذه القصة بزيادات كثيرة، وهي لي مسموعة، إلا أن محمد بن

أتاني بالركب حتى ما يتعلق بها حمار، حتى إن صواحباتي يقلن: ويلك يا ابنة أبي ذؤيب! أهذه أتانك التي خرجت عليها معنا؟ فأقول: نعم، والله إنها لهي، فيقلن: والله إن لها لشأنا، حتى قدمنا أرض بني سعد، وما أعلم أرضا من أرض الله تعالى أجدب منها، فإن كانت غنمي لتسرح، ثم تروح شباعا لبنا، فنحلب ما شئنا، وما حولنا أحد تبض له شاة بقطرة لبن، وإن أغنامهم لتروح جياعا، حتى إنهم ليقولون لرعيانهم: ويحكم! انظروا حيث تسرح غنم ابنة أبي ذؤيب، فاسرحوا معهم. فيسرحون مع غنمي حيث تسرح، فيريحون أغنامهم جياعا ما فيها قطرة لبن، وتروح غنمي شباعا لبنا نحلب ما شئنا.

فلم يزل الله تعالى يرينا البركة ونتعرفها حتى بلغ سنتيه، فكان يشب شبابا لا يشبه الغلمان، فو الله ما بلغ السنتين حتى كان غلاما جفرا، فقدمنا به على أمه ونحن أضن شيء به مما رأينا فيه من البركة، فلما رأته أمه، قلنا لها: يا ظئر، دعينا نرجع ببنينا هذه السنة الأخرى، فإنا نخشى عليه وباء مكة، فو الله ما زلنا بها حتى قالت: فنعم، فسرحته معنا، فأقمنا به شهرين أو ثلاثة، فبينا هو خلف بيوتنا مع أخ له من الرضاعة في بهم لنا، جاءنا أخوه ذلك يشتد، فقال: ذاك أخي القرشي، قد جاءه رجلان عليهما ثياب بياض، فأضجعاه، فشقا بطنه، فخرجت أنا وأبوه نشتد نحوه، فنجده قائما منتقعا لونه، فاعتنقه أبوه، فقال: أي بني! ما شأنك؟ فقال: جاءني رجلان عليهما ثياب بياض، فأضجعاني، فشقا بطني، ثم استخرجا منه شيئا، فطرحاه، ثم رداه كما كان، فرجعنا به معنا.

فقال أبوه: يا حليمة، لقد خشيت أن يكون ابني قد أصيب، فانطلقي بنا، فلنرده إلى أهله قبل أن يظهر فيه ما نتخوف. قالت حليمة: فاحتملناه، فلم ترع أمه إلا به قد قدمنا به عليها، فقالت: ما ردكما به؟ فقد كنتما عليه حريصين، فقلنا لها: لا والله يا ظئر! إلا أن الله تعالى قد أدى عنا، وقضينا الذي علينا، فقلنا نخشى الإتلاف والأحداث نرده على أهله، قالت: ما ذاك بكما، فاصدقاني شأنكما، فلم تدعنا حتى أخبرناها خبره. قالت: أخشيتما عليه الشيطان؟ كلا، والله ما للشيطان عليه سبيل، وإنه لكائن لابني هذا شأن، ألا أخبركما خبره؟ قلنا: بلى، قالت: حملت به، فما حملت حملا قط أخف منه، فأريت في المنام حين حملت به كأنه خرج مني نور أضاءت له قصور الشام، ثم وقع حين ولدته وقوعا ما يقعه المولود، معتمدا على يديه، رافعا رأسه إلى السماء، فدعاه عنكما“.

نیز یہ روایت اس سیاق کے ساتھ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں تخریج کی ہے(صحيح ابن حبان:۲۴۳/۱٤، رقم:٦٣٣٥، ت:شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ الاسلام“ میں عبد اللہ بن جعفر کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث جيد الإسناد“ (تاريخ الإسلام: ٤٩٨/١، ت:بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ).

زكريا هذا متهم [بالوضع] فالاقتصار على ما هو معروف عند أهل المغازي أولى، والله أعلم، ثم إني استخرت الله تعالى في إيرادها، فوقعت الخيرة على إلحاقه بما تقدمه من نقل أهل المغازي، لشهرته بين المذكورين"[1].

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کو محمد بن زکریا غلابی نے اپنی اسناد سے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، عن حلیمہ کی سند سے کئی اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے، اور مجھے اس قصہ کی سماعت حاصل ہے، تاہم محمد بن زکریا متہم بالوضع ہے، چنانچہ جو اہلِ مغازی کے ہاں معروف ہے اسی پر اکتفاء اولی ہے، واللہ اعلم، پھر میں نے اس قصہ کو لانے کے لئے استخارہ کیا، مجھے گزشتہ اہلِ مغازی کی نقل کے ساتھ اس کو ملحق کرنے میں خیر محسوس ہوئی، کیونکہ یہ مذکورہ لوگوں میں شہرت یافتہ ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب جدا، وفيه ألفاظ ركيكة لا تشبه الصواب، ويعقوب بن جعفر غير مشهور في الرواية، والمحفوظ من حديث حليمة ما تقدم قبل من رواية عبد الله بن جعفر".

یہ حدیث "غریب جداً" ہے، اس میں رکیک الفاظ ہیں جو درستگی کے مشابہ نہیں ہیں، اور یعقوب بن جعفر روایت میں غیر مشہور ہے، اور حلیمہ کی حدیث میں

[1] دلائل النبوة:١/١٣٩،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.
[2] تاريخ دمشق:٣/٤٧٩،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

محفوظ وہی ہے جو پہلے عبد اللہ بن جعفر کی روایت میں گزر چکا ہے[۱]۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[۲] میں اپنی متصل سند سے نقل کرتے ہیں:

"عن سعيد بن المسيب وعن غيره: أن عبد المطلب لما فرغ من أمر بنيه ونذره، وذكر القصة مطولة من الزواج والحمل والرضاع وغير ذلك بألفاظ منكرة ووقائع مفتعلة، أضربنا عن ذكرها لاطراحها وبطلانها، ومن نمط ذلك وشكله: ما قال الإمام أبو بكر البيهقي رحمه الله في كتابه دلائل النبوة".

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے کہ عبد المطلب جب اپنی اولاد اور نذر کے معاملہ سے فارغ ہوگئے، اور شادی، حمل اور رضاع وغیرہ سے متعلق ایک لمبا قصہ ذکر کیا ہے جو کہ الفاظِ منکرہ اور من گھڑت واقعات پر مشتمل ہے، ہم نے اس کے مردود اور بطلان کی وجہ سے اس کے ذکر کرنے سے اعراض کیا ہے، اسی طرح کا ایک واقعہ امام ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوہ" میں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل کلام کو ذکر کیا ہے، جو پہلے گزر چکا ہے[۳]۔

---

[۱] واضح رہے کہ عبد اللہ بن جعفر کے مذکورہ طریق کو حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" (۹۱/۳) میں تخریج کیا ہے، یہ وہی طریق ہے جسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زکریا غلابی کے طریق سے سے پہلے نقل کیا تھا۔

[۲] جامع الآثار: ٢٦٩/٣، ت:أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۳] حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو "وقد روى الأموي أبو عثمان سعيد بن يحيى بن سعيد بن أبان بن سعيد بن العاص حديث الرضاع عن أبي الهيثم سعيد بن قطن العامري، حدثنا عثمان بن عبد الرحمن بن عمر

سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن زکریا بن دینار غلابی ضبی بصری (المتوفی ۲۹۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

محمد بن زکریا غلابی کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام روایت کے تحت گزر چکا ہے، ان کے علاوہ دیگر ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

حافظ عبد الباقی بن قانع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سألت أبا يحيى الساجي عن حديث إسرائيل أبي موسى، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرة، لا تسأل الإمارة، فقلت: سمعته من الصلت بن مسعود؟ فقال: هذا حديث وضعه زكريا، فسرقه منه زكريا، أراد بزكريا الأول موسى بن زكريا التستري، وبالثاني محمد بن زكريا الغلابي“[1]۔

میں نے ابو یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث: اسرائیل بن موسی، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرہ ”لا تسأل الامارہ“ کے بارے میں پوچھتے ہوئے کہا: یہ آپ نے صلت بن مسعود سے سنی ہے؟ ابو یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو زکریا نے گھڑا ہے، اور اس سے زکریا نے سرقہ کیا ہے، (حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ

بن سعد بن أبي وقاص، حدثني محمد بن مسلم بن عبيد الله الزهري، عن سعيد بن المسيب وعن غيره: أن عبد المطلب لما فرغ من أمر بنيه ونذره، وذكر القصة مطولة من الزواج والحمل والرضاع وغير ذلك بألفاظ منكرة ووقائع مفتعلة، أضربنا عن ذكرها لاطراحها وبطلانها، ومن نمط ذلك وشكله ما قال الإمام أبو بكر البيهقي رحمه الله في كتابه دلائل النبوة، وقد روى محمد بن زكريا الغلابي بإسناده عن ابن عباس عن حليمة هذه القصة بزيادات كثيرة، وهي لي مسموعة، إلا أن محمد بن زكريا هذا متهم، والاقتصار على ما هو معروف عند أهل المغازي أولى، والله اعلم، ثم إني استخرت الله تعالى في إيراده، فوقعت الخيرة على إلحاقه بما تقدمه. ثم ساقه البيهقي بإسناده إلى محمد بن زكريا الغلابي، وهو في الأول من الأحاديث الهاشميات جمع محمد بن زكريا بن دينار الغلابي المذكور، فقال .... “.
(جامع الآثار: ٢٦٩/٣، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح للبحث العلمي، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ).

[1] الإرشاد: ٥٢٧/٢، رقم: ٢٣٦، ٢٣٥، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

فرماتے ہیں) ابو یحیی زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے زکریا سے زکریا تُستَرِی مراد لیا ہے، اور دوسرے سے محمد بن زکریا غلابی مراد لیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زکریا غلابی کو "ثقات"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: "كان صاحب حكايات وأخبار، يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات، لأنه في روايته عن المجاهيل بعض المناكير". غلابی حکایات اور خبریں بیان کرتا تھا، اور اس کی حدیث کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب یہ ثقہ سے روایت کرے، کیونکہ اس کی روایت میں مجاہیل سے بعض مناکیر منقول ہیں[2]۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "يضع [الحديث]". غلابی حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[4] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[5] اور "ديوان الضعفاء"[6] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات"[7]

---

[1] الثقات: ١٥٤/٩، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[2] زیر بحث روایت میں بھی محمد بن زکریا غلابی سند کے راوی یعقوب بن جعفر بن سلیمان بن علی سے نقل کر رہا ہے، اس یعقوب کو حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "غیر مشہور بالروایہ" کہا ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہاشمیین کی ایک سند کو "لیسوا بمعتمدین" کہا ہے، جس میں یہ یعقوب بن جعفر بھی موجود ہے، واللہ اعلم (انظر تلخيص المستدرك للذهبي على ذيل المستدرك: ٣٣٢/٣، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت).

[3] الضعفاء والمتروكون: ص: ٣٥٠، رقم: ٤٨٣، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ٣٨١/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[5] المغني: ١٩٦/٢، رقم: ٥٥١٢، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] ديوان الضعفاء: ص: ٣٥١، رقم: ٣٧١٢، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[7] الزيادات على الموضوعات: ص: ٢٨٦، رقم: ٣٢٤، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشريعة"[1] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صاحب أخبار تكلم فيه"[2]. غلابی خبریں بیان کرنے والا تھا، اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ" میں ایک حدیث کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواته ثقات، إلا محمد بن زكريا، وهو الغلابي المذكور، فهو آفته"[3]. اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے محمد بن زکریا غلابی کے، اور وہ مذکورہ غلابی ہے، تو وہی اس کی آفت ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[4] میں فرماتے ہیں: "محمد بن زكريا الغلابي وموسى بن زكريا، حافظان صاحبا أخبار وأشعار، ولهما روايات كثيرة، لكنهما ضعيفان متكلم فيهما". محمد بن زکریا غلابی اور موسی بن زکریا دونوں حافظ، صاحب اخبار واشعار تھے، ان کی بہت زیادہ مرویات ہیں، لیکن دونوں ضعیف، متکلم فیہ تھے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ١/ ١٠٥، رقم: ١١٨، ت: عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] انظر لسان الميزان: ١٤٠/٧، رقم: ٦٧٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] انظر لسان الميزان: ١٤٠/٧، رقم: ٦٧٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

"لسان المیزان" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال الحاكم في تاريخه: حدثنا الحسن بن محمد، حدثنا محمد بن زكريا، حدثنا إبراهيم بن بشار، حدثنا سفيان، عن ابن المنكدر، عن جابر رضي الله عنه، رفعه: لا تسبوا ربيعة ومضر، فإنهما كانا مسلمين، ولا تسبوا ضبة من أد، ولا تيم بن مرة، ولا أسد بن خزيمة، فإنهم كانوا على دين إسماعيل. رواته ثقات إلا محمد بن زكريا وهو الغلابي المذكور فهو آفته".

[4] الإرشاد: ٥٢٨/٢، رقم: ٢٣٦، ٢٣٥، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[1] میں فرماتے ہیں: "وسمعت بعض الحفاظ ينسبه إلى التشيع". میں نے بعض حفاظ کو سنا وہ اسے تشیع کی طرف منسوب کرتے تھے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[2] میں ایک حدیث کے تحت غلابی کو "أحد الضعفاء" کہا ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[3] میں مزاحم بن عبد الوارث کے ترجمہ میں ایک حدیث کی تخریج کر کے فرماتے ہیں: "غريب جدا، والغلابي ضعيف". یہ حدیث غریب جداً ہے، اور غلابی ضعیف ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4] میں محمد بن زکریا غلابی کے ترجمہ میں اسے "ضعیف" کہا ہے، پھر غلابی کی ایک حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: "فهذا كذب من الغلابي". یہ غلابی کی طرف سے جھوٹ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[5] میں بشر بن مہران خصاف کے

---

[1] الأنساب: ۹۵/۱۰، رقم: ۲۹۳۹، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند، الطبعة الاولى ۱۳۹۷هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۷۷۲/۲، رقم: ۲۸۳۹، ت: أبو محمد أشرف، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] تاريخ دمشق: ۳۷۳/۵۷، رقم: ۷۳٤٦، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ۵۵۰/۳، رقم: ۷۵۳۷، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

"میزان الاعتدال" کی عبارت ملاحظہ ہو: "الصولى، حدثنا الغلابى، حدثنا إبراهيم بن بشار، عن سفيان، عن أبي الزبير، قال: كنا عند جابر، فدخل على بن الحسين، فقال جابر: دخل الحسين، فضمه النبي صلى الله عليه وسلم إليه وقال: يولد لابنى هذا ابن يقال له على، إذا كان يوم القيامة نادى مناد: ليقم سيد العابدين، فيقوم هذا، ويولد له [ولد، يقال له] محمد، إذا رأيته يا جابر! فاقرأ عليه منى السلام. فهذا كذب من الغلابى".

[5] ميزان الاعتدال: ۳۲۵/۱، رقم: ۱۲۲٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

ترجمہ میں فرماتے ہیں: "قد روى عنه محمد بن زكريا الغلابي [لكن الغلابي] متهم". اس سے محمد بن زکریا غلابی نے روایت کیا ہے، لیکن غلابی متہم ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[۱] میں ایک حدیث کے تحت غلابی کو "متهم" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخيص الحبير"[۲] میں محمد بن زکریا غَلابی کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۳] میں محمد بن زکریا غلابی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

عنوان میں ذکر کردہ سیاقِ خاص کے ساتھ زیرِ بحث روایت کی تفصیل گزر چکی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث

---

[۱] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:١٤٧،رقم:٣٢٠،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۲] تلخيص الحبير:٨٤/٤،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۳] تنزيه الشريعة:١٠٥/١،رقم:١١٨،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

غریب جداً ہے، اور اس میں رکیک الفاظ ہیں، جو درستگی کے مشابہ نہیں ہیں"، نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "مردود وباطل کے مشابہ" قرار دیا ہے، اس لئے اس حکایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تتمہ:

علامہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے "السیرۃ النبویۃ"[1] میں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گم ہونا، اور حلیمہ سعدیہ کا حضرت عبد المطلب کو اطلاع دینا، حضرت عبد المطلب کا طواف کر کے دعا مانگنا، اور ورقہ بن نوفل اور ایک دوسرے قریشی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پا کر ان کے دادا حضرت عبد المطلب تک پہنچانا مذکور ہے، اس کو سیر اور فضائل کے باب میں بیان کرنے کی گنجائش ہے۔

اور علامہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ اس مضمون کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو حافظ ابن سعد نے "الطبقات الکبری"[2] میں ذکر کیا ہے،

---

[1] السيرة النبوية لابن هشام: ١٦٧/١، ت: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ.

"السیرۃ النبویہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال ابن إسحاق: وزعم الناس فيما يتحدثون، والله أعلم: أن أمه السعدية لما قدمت به مكة أضلها في الناس وهي مقبلة به نحو أهله، فالتمسته فلم تجده، فأتت عبد المطلب، فقالت له: إني قد قدمت بمحمد هذه الليلة، فلما كنت بأعلى مكة أضلني، فو الله! ما أدري أين هو؟ فقام عبد المطلب عند الكعبة يدعو الله أن يرده، فيزعمون أنه وجده ورقة بن نوفل بن أسد ورجل آخر من قريش، فأتيا به عبد المطلب، فقالا له: هذا ابنك وجدناه بأعلى مكة، فأخذه عبد المطلب، فجعله على عنقه وهو يطوف بالكعبة يعوذه ويدعو له، ثم أرسل به إلى أمه آمنة".

[2] الطبقات الكبرى: ٩٠/١، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گم ہونا، حضرت حلیمہ کا حضرت عبد المطلب کو اس کی خبر دینا، اور عبد المطلب کا بیت اللہ کا طواف کر کے دعا کرنا مذکور رہے، واللہ اعلم۔
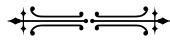
"الطبقات الکبری" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال: أخبرنا محمد بن عمر، عن أصحابه، قال: مكث عندهم ستين حتى فطم، وكأنه ابن أربع سنين، فقدموا به على أمه زائرين لها، وأخبرتها حليمة خبره، وما رأوا من بركته، فقالت آمنة: ارجعي بابني فإني أخاف عليه وباء مكة، فو الله! ليكونن له شأن، فرجعت به، ولما بلغ أربع سنين كان يغدو مع أخيه وأخته في البهم قريبا من الحي، فأتاه الملكان هناك، فشقا بطنه، واستخرجا علقة سوداء، فطرحاها وغسلا بطنه بماء الثلج في طست من ذهب، ثم وزن بألف من أمته فوزنهم، فقال أحدهما للآخر: دعه، فلو وزن بأمته كلها لوزنهم، وجاء أخوه يصيح بأمه: أدركي أخي القرشي، فخرجت أمه تعدو ومعها أبوه، فيجدان رسول الله صلى الله عليه وسلم منتقع اللون، فنزلت به إلى آمنة بنت وهب، وأخبرتها خبره، وقالت: إنا لا نرده إلا على جدع آنفنا، ثم رجعت به أيضا، فكان عندها سنة أو نحوها، لا تدعه يذهب مكانا بعيدا، ثم رأت غمامة تظله، إذا وقف وقفت، وإذا سار سارت، فأفزعها ذلك أيضا من أمره، فقدمت به إلى أمه لترده وهو ابن خمس سنين، فأضلها في الناس، فالتمسته فلم تجده، فأتت عبد المطلب فأخبرته، فالتمسه عبد المطلب فلم يجده، فقام عند الكعبة، فقال:

لا هم أد راكبي محمدا — أده إلي واصطنع عندي يدا

أنت الذي جعلته لي عضدا — لا يبعد الدهر به فيبعدا

أنت الذي سميته محمدا".

روایت نمبر⑰

روایت: ”إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع“. شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہوں کو تنگ کر دو۔

حکم: علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق صحیحین میں یہ الفاظ مذکور ہیں: شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، لیکن غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ”بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو“ کے اضافی کلمات نقل کئے ہیں، اور یہ اضافہ معروف نہیں ہے، اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق روایت کا جزء اول (یعنی شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے) متفق علیہ ہے ان اضافی الفاظ کے بغیر: بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافی الفاظ بعض صوفیہ کی طرف سے مدرج ہیں، لہذا ان اضافی کلمات (بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حدیث کا جزء ثانی (بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو) زیر بحث ہے، جبکہ جزء اول (شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے) صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "إحیاء"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفي خبر مرسل: إن الشيطان ليجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع والعطش". **خبر مرسل میں ہے: شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، بھوک اور پیاس کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو۔**

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "إحیاء"[2] میں ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"قال صلى الله عليه وسلم: إن الشيطان ليجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع". **نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو۔**

روایت کے بعض دیگر غیر مسند مرفوع مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[3] **میں، قاضی ابو یعلی ابن فراء رحمۃ اللہ علیہ نے** "التوکل"[4] **میں، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے** "تفسیر کبیر"[5] **میں علامہ علی بن اسماعیل ابیاری رحمۃ اللہ علیہ نے** "التحقيق والبيان"[6] **میں، علامہ**

[1] إحياء علوم الدين:ص:٩٦٦،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

[2] إحياء علوم الدين:ص:٢٧٤،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

[3] قوت القلوب:١٣٨٠/٣،ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] كتاب التوكل:ص:٥٩،ت:يوسف بن علي الطريف،دار الميمان ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

[5] التفسير الكبير:٩٠/١،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[6] التحقيق والبيان في شرح البرهان:٦١٢/٣،ت:علي بن عبد الرحمن الجزائري،إدارة شؤون الإسلامية ـ دولة قطر،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات المكية"[1] میں، حافظ قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارك المرام"[2] میں، علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المفهم"[3] میں، علامہ یحیی ذماری رحمۃ اللہ علیہ نے "تصفية القلوب"[4] میں، علامہ ابو حفص ابن عادل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللباب"[5] میں، علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكاشف"[6] میں اور علامہ اسماعیل استنبولی حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البيان"[7] میں مرفوعاً بلا سند "فضیقوا مجاریہ بالجوع" کے اضافہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات"[8] میں تحریر فرماتے ہیں:

"إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم. في الصحيحين، لكن زاد فيه: فضيقوا مجاريه بالجوع. وذلك لا يعرف". شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون

---

[1] الفتوحات المكية: ٢٨٢/٣، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] مدارك المرام في مسالك الصيام: ص: ٤.

[3] المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: ١٣٧/٣، ت: محيي الدين ديب مستو وأحمد محمد السيد، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تصفية القلوب من أدران الأوزار والذنوب: ص: ٢٧، ت: حسن محمد مقبولي الأهدل، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٥هـ.

[5] اللباب في شرح الكتاب: ١١٠/١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[6] الكاشف عن حقائق السنن: ٤٨٥/٢، ت: عبد الحميد هنداوي، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[7] روح البيان: ٢٥٥/٦، دار احياء التراث العربي ـ بيروت.

[8] طبقات الشافعية: ٢٩٩/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

کی طرح چلتا ہے، صحیحین میں یہ الفاظ مذکور ہیں، لیکن غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں "فضیقوا مجاریہ بالجوع" کے اضافی کلمات نقل کئے ہیں، اور یہ (اضافہ) معروف نہیں ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں کتاب "اسرار الصوم" میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"متفق عليه من حديث صفية دون قوله: فضيقوا مجاريه بالجوع". یہ حدیث (یعنی شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے) صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، متفق علیہ ہے، اس قول کے بغیر کہ بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ہی "المغني"[2] میں فرماتے ہیں:

"إن الشيطان ليجري من ابن آدم مجرى الدّم...، الحديث، تقدم في الصيام دون الزيادة التي في آخره، وذكر المصنف هنا أنه مرسل، والمرسل رواه ابن أبي الدنيا في مكايد الشيطان من حديث علي بن الحسين دون الزيادة أيضاً". شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے الحدیث، یہ روایت "کتاب الصوم" میں گزر چکی ہے اس اضافے کے بغیر جو اس کے آخر میں ہے (یعنی فضیقوا مجاریہ بالجوع)، اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں ذکر کیا تھا کہ یہ مرسل ہے، اور ابن ابی

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ۱۸۳/۱، رقم: ۷۳۱، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۷٥۱/۲، رقم: ۲۷٥٤، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "مکاید الشیطان" میں اس روایت کو علی بن حسین کی حدیث کے تحت مرسلاً بغیر کسی اضافے کے روایت کیا ہے[1]۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[2] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول: "متفق علیہ من حدیث صفیہ دون قولہ: فضیقوا مجاریہ بالجوع" نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "يعني فإنه مدرج من كلام بعض الصوفية". یعنی یہ (فضیقوا مجاریہ بالجوع) بعض صوفیہ کے کلام سے مدرج ہو گیا ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[3] میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مثل عبارت نقل کی ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف"[4] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: وذكره المصنف أيضا بهذه الزيادة مرسلا في شرح عجائب القلب، وهو في كتاب الشريعة بلفظ: فسدوا مجاريه بالجوع، والعطش، اه. وأنا أظن أن هذه الزيادة وقعت تفسيرا للحديث من بعض رواته فألحقها به من روى عنه، وأما الجملة الأولى منه فأخرجها الشيخان، وأبو داود،

---

[1] موسوعة الإمام ابن أبي الدنيا: ٥٤٩/٤، رقم: ٧٤، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٩هـ.
حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "عن علي بن الحسين قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنا الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم".

[2] الأسرار المرفوعة: ص: ١٢٢، رقم: ٧٨، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[3] كشف الخفاء: ٢٢١/١، رقم: ٦٧١، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[4] إتحاف السادة المتقين: ص: ٣٢٦/٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

وابن ماجه، وأول الحديث أنه صلى الله عليه وسلم انطلق مع صفية فمر به رجلان من الأنصار فدعاهما، فقال: إنها صفية، قالا: فسبحان الله، فذكره".

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "شرح عجائب القلب" میں اس اضافے کے ساتھ مرسلاً بھی ذکر کیا ہے، اور وہ "کتاب الشریعہ" میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: شیطان کی گزر گاہ کو بھوک اور پیاس کے ذریعے بند کر دو، اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ اضافہ حدیث کی تفسیر کے طور پر بعض راویوں کی جانب سے واقع ہوا ہے، پھر اس اضافہ کرنے والے سے نقل کرنے والے راوی نے اس اضافہ کے ساتھ اسے نقل کر دیا ہے، پہلے جملے کی شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے، اور اس حدیث کے شروع میں ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جارہے تھے، ان کے پاس سے دو آدمی گزرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلا کر فرمایا: یہ صفیہ ہے، دونوں نے کہا: سبحان اللہ، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق صحیحین میں یہ الفاظ مذکور ہیں: شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، لیکن غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں "بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو" کے اضافی کلمات نقل کئے ہیں، اور یہ اضافہ معروف نہیں ہے۔

اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق روایت کا جزء اول (یعنی شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے) متفق علیہ ہے ان اضافی الفاظ کے

بغیر: بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کردو)۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافی الفاظ بعض صوفیہ کی طرف سے مدرج ہیں، لہذا ان اضافی کلمات (بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کردو) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑱

روایت: " اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "ابن آدم خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وتكفلت برزقك فلا تتعب، فاطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء". اے ابن آدم! تجھے میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، لہذا تو کھیل کود میں مت لگ، اور تیری روزی کا ذمہ میں نے لیا ہے لہذا تو مت تھک، تو مجھے طلب کر، تو مجھے پالے گا، اگر تو نے مجھے پالیا تو تو نے ہر چیز کو پالیا، اور اگر میں تجھے نہ ملا تو تجھے کوئی شئ نہ ملی، اور میں تیرے لئے ہر شئ سے زیادہ محبوب ہوں"۔

حکم: حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "حدیث اسرائیلی" اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "اثر الٰہی"، حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "وفی بعض الآثار" اور علامہ فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "کمافی الاثر" کہہ کر نقل کیا ہے، اسی طرح علامہ ابوالفتح ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے"، الحاصل زیر بحث روایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[1] میں یہ روایت بعض کتب الٰہی کے حوالہ سے نقل کی ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] تفسیر ابن کثیر:۳۹۷/۷،ت:محمد حسین شمس الدین،دار الکتب العلمیۃ ۔ بیروت،الطبعۃ الأولی ۱۴۱۹ھ۔

”وقد ورد في بعض الكتب الإلهية: يقول الله تعالى: ابن آدم خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وتكفلت برزقك فلا تتعب، فاطلبني تجدني فإن وجدتني وجدت كل شيء وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء“.

بعض کتب الٰہی میں وارد ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تجھے میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، لہٰذا تو کھیل کود میں مت لگ، اور تیری روزی کا ذمہ میں نے لیا ہے، لہٰذا تو مت تھک، تو مجھے طلب کر، تو مجھے پالے گا، اگر تو نے مجھے پالیا تو تو نے ہر چیز کو پالیا، اور اگر میں تجھے نہ ملا تو تجھے کوئی شئ نہ ملی، اور میں تیرے لئے ہر شئ سے زیادہ محبوب ہوں۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”مجموع الفتاوی“[1] میں اسے ”حدیث اسرائیلی“ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”الداء والدواء“[2] میں اسے ”اثر الٰہی“ اور حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع العلوم“[3] میں اسے ”وفی بعض الآثار“ اور علامہ مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بصائر“[4] میں اسے ”کمافی الاثر“ کہہ کر انہی الفاظ سے نقل کیا ہے۔

---

[1] مجموع الفتاوى: ٥٢/٨، ت: عبد الرحمن بن محمد قاسم، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٢٥هـ.
”مجموع الفتاوی“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”وفي حديث إسرائيلي: يا ابن آدم! خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وتكفلت برزقك فلا تتعب، فاطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء“.

[2] الداء والدواء: ص: ٤٦٢، ت: محمد أجمل الإصلاحي، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[3] جامع العلوم والحكم: ٣٣٨/٢، ت: شعيب الأرناؤوط وإبراهيم باجس، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
”جامع العلوم والحکم“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”وفي بعض الآثار يقول الله عز وجل: ابن آدم اطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء“.

[4] بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز: ٢٢٦/٥، ت: عبد الحليم الطحاوي، لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ.

اسی طرح علامہ ابو الفتح ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ نے "المستطرف"[1] میں اسے یہ کہہ کر نقل کیا ہے کہ یہ کلمات کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے تورات میں لکھے ہوئے پائے ہیں، نیز علامہ ابو الفتح ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ الفاظ میں زائد الفاظ بھی ہیں۔

روایت کا حکم

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "حدیث اسرائیلی" اور حافظ

"بصائر ذوی التمییز" کی عبارت ملاحظہ ہو:" كما فى الأثر: اطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء".

[1] المستطرف:ص:٨٤،ت:سعد حسن محمد،مكتبة الصفا ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

"المستطرف" کے الفاظ یہ ہیں:"وروي: أن هذه الكلمات وجدها كعب الأحبار مكتوبة في التوراة فكتبها، وهي: يا ابن آدم! لا تخافن من ذي سلطان ما دام سلطاني باقيا، وسلطاني لا ينفد أبدا، يا ابن آدم! لا تخش من ضيق الرزق ما دامت خزائني ملآنة، وخزائني لا تنفد أبدا، يا ابن آدم! لا تأنس بغيري، وأنا لك فإن طلبتني وجدتني، وإن أنست بغيرك فتك وفاتك الخير كله، يا ابن آدم! خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وقسمت رزقك فلا تتعب، وفي أكثر منه فلا تطمع، ومن أقل منه فلا تجزع، فإن أنت رضيت بما قسمته لك أرحت قلبك وبدنك، وكنت عندي محمودا وإن لم ترض بما قسمته لك، فوعزتي وجلالي! لأسلطن عليك الدنيا تركض فيها ركض الوحوش في البر، ولا ينالك منها إلا ما قد قسمته لك، وكنت عندي مذموما، يا ابن آدم! خلقت السموات السبع والأرضين السبع ولم أعي بخلقهن، أيعييني رغيف أسوقه لك من غير تعب، يا ابن آدم! أنا لك محب فبحقي عليك كن لي محبا، يا ابن آدم! لا تطالبني برزق غد كما لا أطالبك بعمل غد، فإني لم أنس من عصاني فكيف من أطاعني، وأنا على كل شيء قدير، وبكل شيء محيط".

علامہ حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "روح البیان" میں "ومن الكلمات التي كتبها كعب الأحبار عن التوراة" کہہ کر نقل کیا ہے، "روح البیان" کی عبارت ملاحظہ ہو:

"يا ابن آدم! خلقتك لعبادتى فلا تلعب، وقسمت رزقك فلا تتعب، وفى أكثر منه لا تطمع، ومن أقل منه لا تجزع، فإن أنت رضيت بما قسمته لك أرحت قلبك وبدنك وكنت عندى محمودا، و،إن كنت لم ترض به، وعزتى وجلالى! لأسلطن عليك الدنيا تركض فيها ركض الوحش فى البر، ولا ينالك منها الا ما قسمته لك وكنت عندى مذموما، يا ابن آدم! خلقت لك السموات والأرضين، ولم اعي بخلقهن أيعييني رغيف أسوقه إليك من غير تعب، يا ابن آدم! أنا لك محب فبحبى عليك كن لى محبا، يا ابن آدم لا تطالبنى برزق غد كمالا أطالبك بعمل غد، فإنى لم أنس من عصانى فكيف من أطاعني" (روح البيان: ٥٧/٥،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت).

ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "اثر الٰہی"، حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "وفی بعض الآثار" اور علامہ فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "کما فی الاثر" کہہ کر نقل کیا ہے، اسی طرح علامہ ابو الفتح ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے"۔

الحاصل زیر بحث روایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، البتہ "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کرسکتے ہیں، واللہ اعلم۔
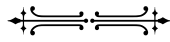
روایت نمبر ⑲

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا صرف اللہ تعالی کے لئے سیکھنا اللہ تعالی کے خوف کے حکم میں ہے، اور اس کی طلب (یعنی تلاش کے لئے کہیں جانا) عبادت ہے، اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے، اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے، اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے، اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالی کے یہاں قربت ہے“۔

حکم: حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مرفوع ہونا غریب جداً ہے“، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے، اور موقوف ہونا اصح ہے“، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”محمد بن تمیم حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے“، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بظاہر یہ حدیث محمد بن تمیم کے ہاتھوں کی ایجاد ہے“، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم[1]۔

زیر بحث روایت تین طرق سے منقول ہے: ① طریق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ② طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ ③ طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

نیز طریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو سندوں سے منقول ہے: ① بسند محمد بن تمیم ② بسند مسیب بن شریک۔

ذیل میں ہر ایک طریق کی تفصیل ملاحظہ ہو:

---

[1] واضح رہے کہ ائمہ کرام کے کلام میں مذکور موقوف طریق کا ذکر آگے آرہا ہے۔

① طریق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بسند موسی بن محمد بلقاوی

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع بیان العلم"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو عبد الله عبيد بن محمد، ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد القاضي القلزمي، [نا] محمد بن أيوب بن يحيى القلزمي، [ثنا] [عبيد الله] بن محمد بن [خنيس] الكلاعي بدمياط، [حدثنا] موسى بن محمد بن عطاء القرشي، نا عبد الرحيم بن زيد العمي، عن أبيه، عن الحسن، عن معاذ بن جبل [قال]: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعلموا العلم، فإن تعليمه [لله] خشية، وطلبه عبادة، ومذاكرته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه لمن لا يعلمه صدقة، وبذله لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار سبل أهل الجنة، وهو الأنس في الوحشة، والصاحب في الغربة، والمحدث في الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء، والزين عند الأخلاء، يرفع الله به أقواما فيجعلهم في الخير قادة، وأئمة يقتص آثارهم، ويقتدى بأفعالهم، وينتهى إلى رأيهم، ترغب الملائكة في خلتهم، وبأجنحتها تمسحهم، يستغفر لهم كل رطب ويابس، وحيتان البحر وهوامه، وسباع البر وأنعامه، لأن العلم حياة القلوب من الجهل، ومصابيح الأبصار من الظلم، يبلغ العبد بالعلم منازل الأخيار والدرجات العلا في الدنيا والآخرة، والتفكر فيه يعدل الصيام، ومدارسته تعدل القيام، به توصل الأرحام، وبه يعرف الحلال من الحرام، هو إمام العمل، والعمل تابعه، يلهمه السعداء ويحرمه الأشقياء".

---

[1] جامع بيان العلم وفضله: ٢٣٨/١، رقم: ٢٦٨، ت: أبو الأشبال الزهيري، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے علم حاصل کرنا خشیت کا ذریعہ ہے، اور اس کی طلب میں لگنا عبادت ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کے بارے میں جستجو کرنا جہاد ہے، اور نہ جاننے والوں کو اس کا سکھانا صدقہ ہے، اور اس کو اس کے اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالی کی قربت کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ یہ حلال و حرام کی نشانی ہے، اور جنت کے راستوں کا نشان ہے، اور وحشت میں جی بہلانے کی چیز ہے، اور سفر کا ساتھی ہے، اور خلوت میں بات چیت کرنے والا ہے، اور خوشحالی اور تنگ دستی میں رہنمائی کرنے والا ہے، اور دشمنوں پر اسلحہ ہے، اور دوستوں میں زینت کی چیز ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالی بہت سی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور ان کو خیر کا امام بنا دیتے ہیں، جن کے نشانِ قدم پر چلا جاتا ہے، اور ان کے افعال کی اقتداء کی جاتی ہے، ان کی رائے پر رُکا جاتا ہے، ان سے ملائکہ دوستی کی رغبت رکھتے ہیں، اور اپنے پروں کو ان پر ملتے ہیں، اور ہر رطب و یابس، سمندر کی مچھلیاں اور اس کے کیڑے، خشکی کے درندے اور چوپائے ان کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں، اس لئے کہ علم جہالت سے دلوں کو زندگی بخشنے والا ہے، اور تاریکی میں آنکھوں کا چراغ ہے، علم کے ذریعے آدمی نیک لوگوں کے مرتبہ کو پہنچتا ہے، اور دنیا و آخرت میں بلند مقامات پاتا ہے، علم میں غور و فکر کرنا روزوں کے برابر ہے، اور اس کا تکرار کرنا قیام کے برابر ہے، اور اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اور اس علم کے ذریعے ہی حلال و حرام میں فرق کیا جاتا ہے، وہ عمل کا امام ہے، اور عمل اس کے تابع ہے، نیک بخت کو اس کا الہام کیا جاتا ہے، اور بدبخت کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔

روایت بطریق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بسند موسی بن محمد بلقاوی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "جامع بیان العلم"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هكذا حدثنيه أبو عبد الله عبيد بن محمد رحمه الله مرفوعا بالإسناد المذكور، وهو حديث حسن جدا، ولكن ليس له إسناد قوي، ورويناه من طرق شتى موقوفا".

ابو عبد اللہ عبید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ایسے ہی اسنادِ مذکور کے ساتھ مرفوعاً مجھے بیان کیا، اور یہ حدیث "حسن جداً" ہے، لیکن "اس کی سند قوی نہیں ہے"، اور یہ روایت ہمیں کئی طرق سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے[2]۔

---

[1] جامع بيان العلم وفضله:١/٢٣٨،رقم:٢٦٨،ت:أبي الأشبال الزهيري،دارابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[2] واضح رہے کہ زیر بحث روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ موقوفاً دو طرق سے مروی ہے: ① موقوف طریق بسند ابن ابی عصمہ ② موقوف طریق بسند کنانہ بن جبلہ۔

① **موقوف طریق بسند ابن ابی عصمہ:** اس موقوف طریق کو حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:"حدثنيه أبو زيد عبد الرحمن بن يحيى، نا أحمد بن مطرف، نا سعيد بن عثمان الأعناقي، ثنا عبد الله بن محمد بن خالد، ثنا علي بن معبد، قال: حدثني موسى، قال: سمعت هاشم بن مخلد، قال: سمعت أبا عصمة نوح بن أبي مريم، يحدث عن رجاء بن حيوة، عن معاذ بن جبل، قال: تعلموا العلم فإن تعلمه لله خشية. وذكر الحديث بحاله سواء موقوفا على معاذ" (جامع بيان العلم وفضله: ١/٢٤٠،رقم:٢٦٩،ت:أبو الأشبال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ).

اسی طرح حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "حلية" میں اسے بسند ابن ابی عصمہ ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:"حدثنا أبي، ثنا محمد بن إبراهيم بن يحيى، ثنا يعقوب الدورقي، ثنا محمد بن موسى المروزي أبو عبد الله، قال: قرأت هذا الحديث على هاشم بن مخلد، وكان ثقة، فقال: سمعته من أبي عصمة، عن رجل سماه، عن رجاء بن حيوة، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه، قال: تعلموا العلم، فإن تعلمه لله تعالى خشية، وطلبه عبادة،

ومذاكرته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه لمن لا يعلم صدقة، وبذله لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار أهل الجنة، والأنس في الوحشة، والصاحب في الغربة، والمحدث في الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء، والدين عند الأجلاء، يرفع الله تعالى به أقواما، ويجعلهم في الخير قادة وأئمة، تقتبس آثارهم، ويقتدى بفعالهم، وينتهى إلى رأيهم، ترغب الملائكة في خلتهم، وبأجنحتها تمسحهم، يستغفر لهم كل رطب ويابس، حتى الحيتان في البحر وهوامه، وسباع الطير وأنعامه، لأن العلم حياة القلوب من الجهل، ومصباح الأبصار من الظلم، يبلغ بالعلم منازل الأخيار، والدرجة العليا في الدنيا والآخرة، والتفكر فيه يعدل بالصيام، ومدارسته بالقيام، به توصل الأرحام، ويعرف الحلال من الحرام، إمام العمال، والعمل تابعه، يلهمه السعداء، ويحرمه الأشقياء"(حلية الأولياء:۲۳۸/۱،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ).

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعہ" میں موقوف طریق بسند ابن ابی عصمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:" قال: ورويناه موقوفا على معاذ، فذكره من طريق أبي عصمة، عن رجاء بن حيوة، عن معاذ، وأبو عصمة أحد الكذابين، ورجاء لم يسمع من معاذ".

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور یہ حدیث ہمیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے،(علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابو عصمہ، عن رجاء بن حیوہ، عن معاذ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ذکر کیا، اور ابو عصمہ "جھوٹوں میں سے ایک ہے"، اور (سند کے راوی) رجاء نے معاذ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا(تنزيه الشريعة المرفوعة:۲۸۲/۱،رقم:۱۱۱،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ).

④ موقوف طریق بسند کنانہ بن جبلہ: یہ موقوف طریق حافظ ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ بن بشران رحمۃ اللہ علیہ نے "امالی" میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"أخبرنا أبو الحسن أحمد بن إسحاق بن نيخاب الطيبي، ثنا محمد بن نصر، ثنا محمد بن عبيد بن عبد الملك، عن عبد الرحمن بن عبد الله السعدي، عن كنانة بن جبلة، عن رجاء بن حيوة، عن عبد الرحمن بن غنم، عن معاذ بن جبل، قال: تعلموا العلم، فإن تعلمه لله خشية، وطلبه عبادة، ومذاكرته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه لمن لا يعلم صدقة، وبذله لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار سبيل الجنة، والأنس في الوحدة، والمحدث في الخلوة، والصاحب في الغربة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء، والزين عند الأخلاء، والقريب عند الغرباء، يرفع الله به أقواما فيجعلهم في الخير قادة، هداة يهتدى بهم، وأئمة في الخير تقتص آثارهم، وترمق أعمالهم، ويقتدى بفعالهم، وينتهى إلى رأيهم، ترغب الملائكة في خلتهم، وبأجنحتها تمسحهم، وفي صلاتها تستغفر لهم، حتى حيتان البحر وهوامه، وسباع البر وأنعامه، والسماء ونجومها، لأن العلم حياة القلوب من العمى، ونور الأبصار من الظلم، وقوة الأبدان من الضعف، يبلغ بالعبد منازل الأبرار، ومجالس الملوك، والدرجات العلى في الدنيا والآخرة، والفكرة فيه تعدل بالصيام، ومدارسته بالقيام، به يطاع ويعبد، وبه يعمل ونحفد، وبه يتورع ويدع، وبه توصل الأرحام، ويعرف الحلال من الحرام، إمام العلم والعلم[كذا في الأصل] تابعه، يلهمه السعداء، ويحرمه الأشقياء"(الأمالي لابن بشران:۲۱/۲، رقم:۹۹۹،ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ).

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع" میں موقوف طریق بسند کنانہ بن جبلہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "تعلموا العلم، فإن تعليمه لله خشية، وطلبه عبادة، ومذاكرته تسبيح، والبحث عنه جهاد. خط في المتفق والمفترق عن معاذ، وفيه كنانة بن جبلة، قال ابن معين: كذاب، وقال أبو حاتم: محله الصدق، وقال السعدي: ضعيف جدا، ورواه الديلمي وزاد: وتعليمه لمن لا يعلمه صدقة، وبذله لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار سبيل الجنة، والأنيس في الوحشة، والصاحب في الوحدة، والمحدث في الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء والزين عند الأخلاء، والقرب عند الغرباء، يرفع الله به أقواما فيجعلهم في الجنة قادة. ورواه بطوله ابن لال، وأبو نعيم عن معاذ موقوفا".

علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے علم حاصل کرنا خشیت کا ذریعہ ہے، اور اس کی طلب میں لگنا عبادت ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کے بارے میں جستجو کرنا جہاد ہے۔

اسے خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "المتفق والمفترق" میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس میں کنانہ بن جبلہ ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں "محلہ الصدق" کہا ہے، اور سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف جداً" کہا ہے۔

اور اسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے: اور نہ جاننے والوں کو اس کا سکھانا صدقہ ہے، اور اس کی طلب میں لگنا عبادت ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کے بارے میں جستجو کرنا جہاد ہے، اور نہ جاننے والوں کو اس کا سکھانا صدقہ ہے، اور اس کو اس کے اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالی کی قربت کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ یہ حلال وحرام کی نشانی ہے، اور جنت کے راستوں کا نشان ہے، اور وحشت میں جی بہلانے کی چیز ہے، اور سفر کا ساتھی ہے، اور خلوت میں بات چیت کرنے والا ہے، اور خوشحالی اور تنگ دستی میں رہنمائی کرنے والا ہے، اور دشمنوں پر اسلحہ ہے، اور دوستوں میں زینت کی چیز ہے، اور مسافروں میں قربت کی چیز ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالی بہت سی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور ان کو جنت میں امام بنادیتے ہیں۔

اور ابن لال رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے طوالت کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے (جمع الجوامع: ٤/٣٩٣، رقم: ١٢٧٨٦، دار السعادة ـ الأزهر، الطبعة ١٤٢٦هـ).

اہم نوٹ: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گزرا کہ حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المتفق والمفترق" میں موجود طریق میں کنانہ بن جبلہ موجود ہے، تاہم حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المتفق والمفترق" میں یہ روایت اس طور پر تخریج کی گئی ہے:

"أخبرني الحسن بن محمد الخلال والحسين بن علي الطناجيري، عن إبراهيم بن الهيثم الثقفي عن معاذ بن جبل رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعلموا العلم، فإن تعليمه لله خشية، وطلبه عبادة، ومذاكراته تسبيح، والبحث عنه جهاد" (المتفق والمفترق: ١/٣٢٦، رقم: ١٥٦، ت: محمد صادق آيدن الحامدي، دار القاري ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

اس عبارت میں کنانہ بن جبلہ موجود نہیں ہے، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سند میں سقط ہے، نیز اس میں یہ روایت مرفوعاً ذکر کی گئی ہے، بظاہر یہاں تصحیف ہوئی ہے، واللہ اعلم۔

یہ بھی واضح رہے کہ "المتفق والمفترق" کی سند میں موجود راوی ابراہیم بن ہیثم ثقفی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکا۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "التقیید"[۱] میں حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فأراد بالحسن: حسن اللفظ قطعا، فإنه من رواية موسى بن محمد البلقاوي، عن عبد الرحيم بن زيد العمي، والبلقاوي هذا كذاب، كذبه أبو زرعة، وأبو حاتم، ونسبه ابن حبان والعقيلي إلى وضع الحديث، والظاهر أن هذا الحديث مما صنعت يداه، وعبد الرحيم بن زيد العمي متروك الحديث أيضا".

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے حسن سے "حسن لفظی" کا ارادہ کیا ہے[۲]، کیونکہ یہ موسی بن محمد بلقاوی عن عبد الرحیم بن زید عمی کی سند سے ہے، اور یہ بلقاوی جھوٹا ہے، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے جھوٹا کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے کی جانب منسوب کیا ہے، اور بظاہر یہ حدیث اس کے ہاتھوں کی ایجاد ہے، اور عبد الرحیم بن زید عمی بھی "متروک الحدیث" ہے۔

علامہ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذا الفیاح"[۳] میں، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] التقييد والإيضاح:ص: ٦٠،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.

[۲] اہم فائدہ: واضح رہے کہ اہل اندلس کے ہاں حسن کا اطلاق مستطرف (پسندیدہ) غریب کے معنی میں بھی ہوتا ہے، چنانچہ علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المغیر" میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وهذا من اطلاق لفظ الحسن على المستطرف الغريب، ولو كان باطلا، وذلك كان معروفا بين أهل الأندلس، وأنهم لا يقصدون الحسن الاصطلاحي".

اور یہ بھی لفظِ حسن کو مستطرف غریب پر اطلاق کرنے کی قبیل سے ہے، اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو، اور یہ اطلاق اہل اندلس کے درمیان معروف تھا، اور اس سے ان کی اصطلاحی حسن مراد نہیں ہوتی (المغير:ص: ٣٤،دار الرائد العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ).

حضرت شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے "التعلیقات الحافلہ" میں علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔ (التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة:ص:١٣٧،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الخامسة ١٤٢٨هـ).

[۳] الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: ١/١٢٥،ت:صلاح فتحي هلل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

نے "فتح المغيث"[1] میں، علامہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "النكت الوفية"[2] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تدريب الراوي"[3] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[4] میں حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ورفعه غريب جدا، والله أعلم". اور اس حدیث کا مرفوع ہونا بہت زیادہ غریب ہے، واللہ اعلم۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "مدارج السالكين"[5] میں زیر بحث روایت کو موقوفاً نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقد روي مرفوعا إلى النبي صلى الله عليه وسلم، والوقف أصح". اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے، اور اس کا موقوف ہونا اصح ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "مفتاح دار السعادة"[6] میں زیر بحث روایت کو

---

[1] فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: ۱۲۱/۱، ت: علي حسين علي، مكتبة السنة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

[2] النكت الوفية بما في شرح الألفية: ۲۹٤/۱، ت: ماهر ياسين الفحل، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۸هـ.

[3] تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: ۱۷۷/۱، ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۱٥هـ.

[4] الترغيب والترهيب: ٥۲/۱، رقم: ۸، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

[5] مدارج السالكين: ۲٤٦/۳، رقم: ۲٦۸، ت: محمد المعتصم بالله البغدادي، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة السابعة ۱٤۲۳هـ.

[6] مفتاح دار السعادة: ۳۳۷/۱، ت: عبد الرحمن بن حسن بن قائد، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

موقوفاً نقل کرکے فرماتے ہیں: "هذا الأثر معروف عن معاذ، ورواه أبو نعيم في المعجم من حديث معاذ مرفوعا إلى النبي، ولا يثبت، وحسبه أن يصل إلى معاذ". یہ اثر معاذ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے، اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم" میں حدیثِ معاذ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرکے روایت کیا ہے، اور یہ ثابت نہیں ہے، اس روایت کا معاذ رضی اللہ عنہ تک پہنچنا کافی ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "مفتاح دار السعادة"[1] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وفي حديث معاذ مرفوعا وموقوفا: تعلموا العلم، فان تعلمه لله خشية، وطلبه عبادة، ومذاكرته تسبيح. وقد تقدم، والصواب أنه موقوف". حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ: علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے علم حاصل کرنا خشیت کا ذریعہ ہے، اور اس کی طلب میں لگنا عبادت ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، یہ مرفوعاً بھی ہے اور موقوفاً بھی، اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے، اور درست یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "توضيح الأفكار"[2] میں فرماتے ہیں: "ولا يخفى أن عليه حلاوة الكلام النبوي وطلاوته، ولفصوله شواهد في شرف العلم والأحاديث كثيرة". اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس روایت میں کلام نبوی کی مٹھاس اور خوبصورتی ہے، اور اس روایت کے مضامین کے لئے شرافتِ علم میں بہت

---

[1] مفتاح دار السعادة: ۵۰۸/۱، ت:عبد الرحمن بن حسن بن قائد، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

[2] توضيح الأفكار: ۱۳/۱، ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

سی احادیث اور شواہد ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو طاہر موسی بن محمد بن عطاء بلقاوی مقدسی دمیاطی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ موسی بن سہل رملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أشهد عليه أنه كان يكذب"[1]. میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتيته، فحدث عن الهيثم بن حميد، وفلان وفلان، وكان يكذب"[2]. میں ابو طاہر مقدسی کے پاس گیا تو وہ ہیثم بن حمید اور فلاں فلاں کے انتساب سے حدیث بیان کرنے لگا، اور وہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابو عثمان سعید بن عمرو برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقال لي أبو زرعة: أتينا رجلا بالشام، فحدث عن الهيثم بن حميد، وفلان، وفلان، وكان يكذب، قلت: أي شيء اسمه؟ قال: كان يقال له: أبو طاهر المقدسي، فذكر أشياء رآها منه، وينسبه إلى الكذب"[3]. مجھ سے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم شام میں ایک شخص کے پاس گئے، تو اس نے ہیثم بن حمید اور فلاں فلاں کے انتساب سے روایت بیان کی، اور وہ جھوٹ بولتا تھا، میں نے کہا: اس کا نام کیا ہے؟ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے ابو طاہر مقدسی کہا جاتا ہے، چنانچہ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشیاء کو ذکر کیا جو اس میں دیکھی تھیں، اور اسے جھوٹ کی طرف منسوب کیا۔

---

[1] الجرح التعديل:۱٦١/٨، رقم:٧١٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] الجرح التعديل:۱٦١/٨، رقم:٧١٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] سؤالات البرذعي لأبي زرعة: ص:٢١٢، رقم:٣٦٥، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”رأيته عند هشام بن عمار، ولم أكتب عنه، وكان يكذب، ويأتي بالأباطيل“[1]. میں نے اسے ہشام بن عمار کے پاس دیکھا تھا، اور میں نے اس سے نہیں لکھا، اور یہ جھوٹ بولتا ہے، اور باطل اشیاء لاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو طاہر مقدسی کو ”ليس بثقة“ کہا ہے[2]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الكبير“[3] میں فرماتے ہیں: ”يحدث عن الثقات، بالبواطيل في الموضوعات“. یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے باطل اور من گھڑت حدیثیں بیان کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحين“[4] میں فرماتے ہیں: ”وكان يدور بالشام، ويضع الحديث على الثقات، ويروي ما لا أصل له عن الأثبات، لا تحل الرواية عنه ولا كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار للخواص“. یہ شام میں گھومتا تھا، ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑتا تھا، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کرتا تھا جن کی کوئی اصل نہیں ہے، اس سے روایت کرنا اور اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے مگر اعتبار کے طور پر خواص کے لئے۔

حافظ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى عن مالك موضوعات، وهو

---

[1] الجرح التعديل: ١٦١/٨، رقم: ٧١٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] انظر لسان الميزان: ٢١٧/٨، رقم: ٨٠٣٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ١٦٩/٤، رقم: ١٧٤٣، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[4] المجروحين: ٢٤٣/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

متروك الحديث"[۱]. اس نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے من گھڑت روایات بیان کی ہیں، اور یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ عبد الغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ابو طاہر مقدسی کو "ضعیف" کہا ہے[۲]۔

قاضی منصور بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث على مالك والمُوَقّرِي"[۳]. مالک رحمۃ اللہ علیہ اور موقری کے انتساب سے احادیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[۴] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، ويسرق الحديث". یہ منکر الحدیث ہے، اور حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[۵] میں ابو طاہر مقدسی کو "ضعیف" کہا ہے۔

نیز امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل الواردة"[۶] میں اسے "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[۷] میں ابو طاہر

---

[۱] انظر لسان الميزان:۲۱۸/۸،رقم: ۸۰۳۰،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۲] انظر لسان الميزان:۲۱۸/۸،رقم: ۸۰۳۰،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۳] انظر لسان الميزان:۲۱۸/۸،رقم: ۸۰۳۰،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۴] الكامل في الضعفاء:٦٤/٨،رقم:۱۸۲۹،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۵] الضعفاء والمتركون:۳٦۹،رقم:٥۲٤،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۶] العلل الواردة:۱۲۲/۱،ت:محفوظ الرحمن زين الله السلفي،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[۷] المسند المستخرج على صحيح مسلم:۷۹/۱،رقم:۲۰۸،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

مقدسی کو" لا شيء" کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"[1] میں ایک روایت کے تحت موسی بن محمد بلقاوی کو "منكر الحديث، ضعيف" کہا ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[2] میں موسی بن محمد بن عطاء کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان كذابا، مهجورا".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] میں ابو طاہر مقدسی کو "كذاب، متهم" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[4] میں موسی بن محمد بلقاوی کو "أحد التلفى" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[5] میں موسی بن محمد قرشی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "الظاهر أنه البلقاوي الكذاب". بظاہر یہ بلقاوی ہے جو کذاب ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "التقييد"[6] میں فرماتے ہیں: "والبلقاوي هذا كذاب". اور یہ بلقاوی کذاب ہے۔

---

[1] السنن الکبری للبیهقي:۳/۳۹۵،رقم:٦١٣١،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] الأنساب:۱۲/۳۹۱،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

[3] المغني في الضعفاء:٢/٤٤٢،رقم:٦٥٢١،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] میزان الاعتدال:٤/٢١٩،رقم:٨٩١٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] میزان الاعتدال:٤/٢٢١،رقم:٨٩٢٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] التقييد والإيضاح:ص:٦٠،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[1] میں ایک روایت کے تحت موسی بن محمد بلقاوی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان واهيا". اور یہ واہی تھا۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[2] میں ایک دوسرے مقام پر ایک روایت کے تحت موسی بن محمد بلقاوی کے بارے میں فرماتے ہیں: " أحد المتروكين، رمي بالوضع والسرقة". متروکین میں سے ایک ہے، اس پر حدیث گھڑنے اور سرقہ کرنے کا اتہام ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[3] میں عبد الجلیل مدنی کے ترجمہ میں ایک روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقال ابن عساكر: هذا منكر، وأبو طاهر هو موسى بن محمد بن عطاء كذاب، وعبد الجليل مجهول". ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے، اور ابو طاہر موسی بن محمد بن عطاء کذاب ہے، اور عبد الجلیل مجہول ہے۔

---

[1] جامع الآثار في السير و مولد المختار: ٤/٤٣٦، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] جامع الآثار في السير و مولد المختار: ٣/٩٥، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[3] لسان الميزان: ٥/٦٢، رقم: ٤٥٥٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

"لسان المیزان" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "ـ ز ـ عبد الجليل المدني، عن حبة العرني، وعنه: أبو طاهر المقدسي بخبر باطل، أورده ابن عساكر في ترجمة أبي بكر الصديق، وفيه: أن عليا قال: لما حضر أبو بكر قال لي: إذا مت [فاغسلوني] واذهبوا بي إلى البيت الذي فيه النبي صلى الله عليه وسلم، فإن رأيتم الباب يفتح فأدخلوني، وإلا ردوني إلى مقابر المسلمين، قال علي: فبادرت فقلت: يا رسول الله! هذا أبو بكر يستأذن، فرأيت الباب قد فتح، وسمعت قائلا يقول: أدخلوا الحبيب إلى حبيبه، فإن الحبيب إلى الحبيب مشتاق. وقال ابن عساكر: هذا منكر، وأبو طاهر هو موسى بن محمد بن عطاء كذاب، وعبد الجليل مجهول".

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "جمع الجوامع" میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول نقل کیا ہے (انظر جمع الجوامع: ١٤/٣٦٩، رقم: ٦٤٩، دار السعاده، الطبعة ١٤٢٦هـ).

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں موسی بن محمد بن عطاء دمیاطی بلقاوی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "عن مالك، كذبه أبو زرعة وأبو حاتم، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث، وقال ابن عدي: كان يسرق الحديث". مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے روایت کرتا ہے، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث گھڑتا تھا، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں سرقہ کرتا تھا۔

سند میں موجود راوی ابو زید عبد الرحیم بن زید عمی حواری بصری (المتوفی ۱۸۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ محمد بن مثنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما سمعت عبد الرحمن يحدث عن عبد الرحيم بن زيد العمي شيئا قط"[2]. میں نے عبد الرحمن (یعنی ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ) کو کبھی بھی عبد الرحیم بن زید عمی سے حدیث نقل کرتے نہیں سنا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحیم بن زید کو "ليس بشيء" کہا ہے[3]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحیم بن زید کو "ضعیف" کہا ہے[4]۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ۱۲۱/۱، رقم: ۳۹۰، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ۷۸/۳، رقم: ۱۰٤٥، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ۱۷۱/۲، رقم: ٤۰۳۹، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.
"تاریخ یحیی بن معین بروایۃ الدوری" میں عبد الرحیم کی جگہ عبد الرحمن لکھا ہے، جبکہ دیگر کتب: "الکامل"، "الجرح والتعدیل" اور "الضعفاء الکبیر" میں بطریق عباس دوری "عبد الرحیم" مذکور ہے۔(انظر الكامل في الضعفاء: ٤۹۳/٦، رقم: ۱٤۲۰، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت. وانظر الضعفاء الكبير: ۷۸/۳، رقم: ۱۰٤٥، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ. وانظر الجرح والتعديل: ۳۳۹/٥، رقم: ۱٦۰۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ).

[4] انظر تاريخ بغداد: ۳٦۷/۱۲، رقم: ٥۷۱۷، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبد الرحیم بن زید کے بارے میں "التاریخ الکبیر"[1]، "التاریخ الصغیر"[2] اور "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "ترکوہ". محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[4] میں عبد الرحیم بن زید کو "غیر ثقة" کہا ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واهي، ضعيف الحديث" قرار دیا ہے[5]۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحیم بن زید کو "ضعیف" کہا ہے[6]۔

نیز امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[7]. اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[8] میں عبد الرحیم بن زید کو "متروك" کہا ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير: ۳٦٨/۵، رقم: ۷۹۱۵، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[2] التاريخ الصغير: ۲۳۱/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[3] الضعفاء للبخاري: ص: ۸۱، رقم: ۲۳۵، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[4] أحوال الرجال: ص: ۳۳٤، رقم: ۳٦۰، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوى، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

[5] الجرح التعديل: ۳٤۰/۵، رقم: ۱٦۰۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[6] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۳۹۳/۱، رقم: ۷٦۱، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[7] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۳۹۳/۱، رقم: ۷٦۰، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[8] الضعفاء والمتروكين: ص: ۱٦۱، رقم: ۳۸۹، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۵هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر عبد الرحیم بن زید کے بارے میں فرماتے ہیں: ”ليس بثقة، ولا يكتب حديثه“[1]. ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحیم بن زید کو ”ليس بشيء“ کہا ہے[2]۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عنده مناكير“[3]. اس کے پاس مناکیر ہیں۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قبول الأخبار“[4] میں عبد الرحیم بن زید کو ”ليس بشيء“ کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الكبير“[5] میں عبد الرحیم بن زید عمی کی ایک حدیث تخریج کر کے فرماتے ہیں: ”لا يتابع عليه، ولا على كثير من حديثه“. اس حدیث میں اس کی متابعت نہیں ہوئی ہے، اور اس کی بہت سی احادیث میں متابعت نہیں ہوئی ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عبد الرحيم بن زيد العمى ترك حديثه، كان يفسد أباه، يحدث عنه بالطامات“[6]. عبد الرحیم بن زید کی حدیث کو ترک

---

[1] إكمال تهذيب الكمال:٨/٢٦٠،رقم:٣٢٨٣،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] انظر إكمال تهذيب الكمال:٨/٢٦٠،رقم:٣٢٨٣،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] انظر إكمال تهذيب الكمال:٨/٢٦٠،رقم:٣٢٨٣،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:٢/٢٩٤،رقم:٦٤٦،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[5] الضعفاء الكبير:٣/٧٨،رقم:١٠٤٥،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] الجرح والتعديل:٥/٣٤٠،رقم:١٦٠٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

کر دیا گیا ہے، وہ اپنے والد کے انتساب سے طامات روایت کر کے ان کو خراب کر تا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "عبد الرحيم بن زيد متروك الحديث، وزيد العمي ضعيف الحديث"[1]. عبد الرحیم بن زید متروک الحدیث ہے، اور زید عمی ضعیف الحدیث ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أبيه العجائب، لا يشك من الحديث صناعته أنها معمولة أو مقلوبة كلها، يروي عن أبيه، روى عنه العراقيون، فأما ما روى عن أبيه فالجرح ملزق بأحدهما أو بهما، وهذا لا سبيل إلى معرفته، إذ الضعيفان إذا انفرد أحدهما عن الآخر بخبر لا يتهيأ حكم القدح في أحدهما دون الآخر، وإن كان وجود المناكير في حديث منهما معا أو من أحدهما استحق الترك".

عبد الرحیم اپنے والد سے عجائب روایت کرتا ہے، اہل صناعت کو اس میں شک نہیں ہے کہ وہ تمام روایات بنائی گئی ہیں یا مقلوب ہیں، یہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے، اور اس سے اہل عراق روایت کرتے ہیں، تاہم جو اس نے اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں جرح دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، اور اس کی معرفت کا کوئی طریقہ نہیں ہے، کیونکہ دو ضعیف راویوں میں سے ایک دوسرے سے خبر کو روایت کرنے میں متفرد ہو جائے تو ایک کو چھوڑ کر دوسرے پر جرح کا حکم لگانا ممکن نہیں ہوتا، اور اگر مناکیر دونوں کی

---

[1] علل الحديث لابن أبي حاتم: ٥٥١/١، رقم: ١٠٠، ت: سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسي، مكتبة الملك الفهد ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٧هـ.

[2] المجروحين: ١٦١/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

احادیث میں ایک ساتھ موجود ہوں یا ان میں سے کسی ایک کی احادیث میں موجود ہوں تو وہ ترک کا مستحق ہوتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں عبد الرحیم بن زید کی بعض احادیث تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وعبد الرحيم بن زيد يروي عن أبيه، عن شقيق، عن عبد الله غير حديث منكر، وله أحاديث غير ما ذكرت كلها ما لا يتابعه الثقات عليها". اور عبد الرحیم بن زید نے اپنے والد سے شقیق، عن عبد اللہ کے طریق سے ایک سے زائد منکر احادیث روایت کی ہیں، اور میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ اس کی اور بھی ایسی احادیث ہیں جن میں ثقہ راویوں نے اس کی متابعت نہیں کی ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "روى عن أبيه أحاديث عليه الحمل فيها، لا على أبيه". اس نے اپنے والد سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں حمل اسی پر ہے، اس کے والد پر نہیں ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[3] میں فرماتے ہیں: "عن أبيه أحاديث منكرة". یہ اپنے والد کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[4] میں ایک روایت کے تحت عبد الرحیم

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٦/٤٩٥،رقم: ١٤٢٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المدخل إلى الصحيح:ص:١٧٧،رقم:١٤٣،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المسند المستخرج على صحيح مسلم:١/٧٣،رقم:١٤٥،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] شعب الإيمان:٥/٢٩٧،رقم:٣٤٥٥،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

کو "ليس بالقوي" کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[1] **میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:**

"عبد الرحيم بن زيد العمي ضعيف، يأتي بما لا يتابعه الثقات عليه، والله أعلم". **عبد الرحیم بن زید ضعیف ہے، ایسی اشیاء لاتا ہے جس میں ثقات اس کی متابعت نہیں کرتے، واللہ اعلم۔**

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[2] **میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:**

"وليس يشتغل أهل العلم بالنقل بمثل حديث عبد الرحيم بن زيد العمي وأبيه، وقد أجمعوا على تركهما". **اور اہل علم بالنقل عبد الرحیم بن زید اور اس کے والد جیسوں کی حدیث میں مشغول نہیں ہوتے، اور ان دونوں کے ترک پر محدثین نے اجماع کیا ہے۔**

حافظ ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ضعيفا"[3]. **یہ ضعیف تھا۔**

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[4] **میں ایک روایت کے تحت عبد الرحیم کو** "ضعيف" **کہا ہے۔**

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الشيوخ"[5] **میں ایک روایت کے تحت عبد الرحیم بن زید عمی کو** "متروك الحديث" **کہا ہے۔**

---

[1] شعب الإيمان:٤٥/٦،رقم:٣٨٥٣،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] التمهيد:١٠٥/١٣،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

[3] انظر إكمال تهذيب الكمال:٢٦٠/٨،رقم:٣٢٨٣،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] ذخيرة الحفاظ:ص:١٨٣٨،رقم: ٤٢٢٠، ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[5] معجم الشيوخ:١١٣٣/٣،رقم:١٤٧٥،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[1] میں عبد الرحیم بن زید کے بارے میں فرماتے ہیں: "أحد المتروكين" یہ متروکین میں سے ایک ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[2] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "فهو متروك، واه". یہ متروک، واہی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخيص"[4] میں ایک روایت کے تحت عبد الرحیم بن زید کو ایک مقام پر "متروك" اور دوسرے مقام پر "كذاب" کہا ہے[5]۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[6] میں ایک حدیث کے تحت عبد الرحیم بن زید کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[7] میں عبد الرحیم بن زید کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال يحيى: كذاب". یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔

---

[1] سير أعلام النبلاء:٣٥٨/٨،رقم:١٠٢،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.

[2] الكاشف:٦٥٠/١،رقم:٣٣٥٥،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] البدر المنير:١٣٣/٢،ت:أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] تلخيص الحبير:٢٦٦/١،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] تلخيص الحبير:٤٦٣/٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[6] مجمع الزوائد:٢٥٢/٤،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[7] تنزيه الشريعة:٧٩/١،رقم:١٦٣،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بسند موسی بن محمد بلقاوی کا حکم

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کی سند قوی نہیں ہے، اور یہ روایت ہمیں کئی طرق سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے“، حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مرفوع ہونا غریب جداً“ ہے، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”معجم“ میں حدیثِ معاذ کو مرفوعاً روایت کیا ہے، اور یہ ثابت نہیں ہے، اس روایت کا معاذ رضی اللہ عنہ تک پہنچنا کافی ہے“، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بظاہر یہ حدیث موسی بن محمد بلقاوی کے ہاتھوں کی ایجاد ہے“۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق انس رضی اللہ عنہ بسند محمد بن تمیم سعدی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الزیادات“[1] میں فرماتے ہیں:

”المرهبي [كذا في الأصل] (العلم): حدثنا الحسن بن مهران بن الوليد الأصبهاني، حدثني يعقوب بن عمير اليماني، حدثني أحمد بن سعيد، عن محمد بن تميم السعدي الفريابي، عن موسى بن عبيدة الربذي، عن يزيد الرقاشي، عن أنس مرفوعا: (تعلموا العلم، فإن في [تعلمه] لله حسنة، وطلبه عبادة، ومدارسته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه من لا يعلمه صدقة، وبذله لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار سبل الجنة، والأنس في الوحشة، والصاحب في الغربة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ١/١٩٧، رقم: ٢٣٠، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

الأعداء، والقرب عند الغرباء، والزين عند الأخلاء، يرفع الله به أقواما فيجعلهم في الخير قادة يقتدى بهم، وأئمة في الخير تقتص آثارهم وترمق أعمالهم وينتهى إلى رأيهم، ترغب الملائكة في خلتهم وبأجنحتها تمسحهم، وفي صلاتها تستغفر لهم، حتى كل رطب ويابس يستغفر لهم، حتى الحيتان في البحر وهوامه، وسباع البر وأنعامه، والسماء ونجومها.

إن العلم حياة القلوب من الجهل، ومصابيح الأبصار في الظلم، وقوة الأبدان من الضعف، يبلغ به العبد منازل الأحرار ومجالس الملوك والدرجات العلى في الدنيا والآخرة، والفكر فيه يعدل بالصيام ومدارسته بالقيام، به يطاع وبه يعبد، وبه يعمل الخير، وبه توصل الأرحام، وبه يعرف الحلال والحرام. يلهمه السعداء ويحرمه الأشقياء)"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے علم حاصل کرنا خشیت کا ذریعہ ہے، اور اس کی طلب میں لگنا عبادت ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کا تکرار کرنا جہاد ہے، اور نہ جاننے والوں کو سکھانا صدقہ ہے، اور اس کے اہل پر اسے خرچ کرنا اللہ تعالی کی قربت کا ذریعہ ہے، کیونکہ یہ حلال و حرام کی نشانی ہے، اور جنت کے راستوں کا نشان ہے، اور وحشت میں انسیت کی چیز ہے، اور سفر کا ساتھی ہے، اور مسافروں میں قربت کی چیز ہے، اور خوشحالی اور تنگ دستی میں رہنمائی کرنے والا ہے، اور دشمنوں پر ہتھیار ہے، اور مسافروں میں قربت کی چیز ہے، اور دوستوں میں زینت کی چیز ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالی بہت سی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور خیر کا مقتداء بنا دیتے ہیں، جن کے نشانِ قدم پر چلا جاتا ہے، اور ان کو خیر کا امام بنا دیتے ہیں جن

کے افعال کی اقتداء کی جاتی ہے، ان کے اعمال کو دیکھا جاتا ہے، ان کی رائے پر رُکا جاتا ہے، ان سے ملائکہ دوستی کی رغبت رکھتے ہیں، اپنے پروں کو ان پر ملتے ہیں اور اپنی نماز میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور ہر رطب ویابس، سمندر کی مچھلیاں اور اس کے کیڑے، خشکی کے درندے، چوپائے، آسمان اور اس کے ستارے ان کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں، اس لئے کہ علم جہالت سے دلوں کو زندگی بخشنے والا ہے، اور تاریکی میں آنکھوں کا چراغ ہے، اور کمزوری میں بدن کے لئے قوت ہے، علم کے ذریعے شریف لوگوں کے مرتبہ اور بادشاہوں کی مجلس تک پہنچتا ہے، اور دنیا و آخرت میں بلند مقامات پاتا ہے، علم میں غور و فکر کرنا روزوں کے برابر ہے، اور اس کا تکرار کرنا قیام کے برابر ہے، اسی کے ذریعے اطاعت کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے عبادت کی جاتی ہے، اور اسی کے ذریعے خیر پر عمل کیا جاتا ہے، اور اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اور اس علم کے ذریعے ہی حلال و حرام کو پہچانا جاتا ہے، نیک بخت کو اس کا الہام کیا جاتا ہے، اور بد بخت کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔

روایت بطریق انس رضی اللہ عنہ بسند محمد بن تمیم سعدی پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات" [۱] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "محمد بن تميم أحد المشهورين بوضع الحديث". محمد بن تمیم حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے۔

---

[۱] الزيادات على الموضوعات: ١٩٨/١، رقم: ٢٣٠، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وفيه محمد بن تميم السعدي، وهو آفته“. اور اس میں محمد بن تمیم سعدی ہے، اور یہی اس میں آفت ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن تمیم سعدی فریابی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحين“ میں محمد بن تمیم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: ”يضع الحديث، تعلق محمد بن كرام برجله، وتشبث بالجويباري في كتابه [كذا في الأصل]، فأكثروا روايته عنهما، وجميعا كانا ضعيفين في الحديث، ليس عند أصحابنا عنهما شيء، إنما ذكرناهما لئلا يتوهم أحداث أصحابنا أن شيوخنا تركوهم للإرجاء فقط، وإنما كان السبب في تركهم إياهما أنهما كانا يضعان الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم وضعا“[2].

محمد بن تمیم حدیث گھڑتا ہے، محمد بن کرّام، محمد بن تمیم کے پاؤں سے لٹکا رہتا تھا، اور جویباری کو بھی چمٹا رہتا تھا، محمد بن کرّام کی اکثر روایات ان دونوں سے ہیں، اور یہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں، ہمارے اصحاب کے پاس ان کے انتساب سے کچھ بھی نہیں ہے، ہم نے ان دونوں کو صرف اس لئے ذکر کیا تاکہ ہمارے نئے اصحاب کو یہ وہم نہ ہو کہ ہمارے شیوخ نے ان کو صرف مرجی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے،

---

[1] تنزيه الشريعة:٢٨٢/١،رقم:١١١،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] المجروحين:٣٠٦/٢،ت:محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

ان کو چھوڑنے کا سبب صرف یہی تھا کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے خوب حدیثیں گھڑتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأنساب"[1] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروکین"[2] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[3] اور "المغني"[4] میں علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[5] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[6] میں اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ولعلهما قد وضعا على النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين مائة ألف حديث"[7].
اور شاید محمد بن تمیم اور جویباری نے نبی ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، اور تابعین پر ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول تلاش بسیار کے باوجود "صحیح ابن حبان"، "مجروحین"، "ثقات" اور "روضۃ العقلاء" میں نہیں مل سکا۔

---

[1] الأنساب: ۲۰۷/۱۰، رقم: ۳۰٤۳، مجلس دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد الدكن - الهند، الطبعة الاولى ۱۳۹۷هـ.
[2] الضعفاء والمتروكين: ٤٤/۳، رقم: ۲۹۰٤، ت: عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.
[3] ميزان الاعتدال: ٤۹٤/۳، رقم: ۷۲۹۰، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.
[4] المغني في الضعفاء: ۲۷۲/۲، رقم: ۵۳٤۲، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.
[5] الكشف الحثيث: ص: ۲۲۱، رقم: ٦۳۲، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.
[6] تنزيه الشريعة: ۱۰۲/۱، رقم: ٦۳، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.
[7] انظر تاريخ الإسلام: ۱۹۰/٦، رقم: ٤۹۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

علامہ سہل بن شاذویہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”رأيت ببخارى ثلاثة من الكذابين الذين يكذبون على رسول الله صلى الله عليه وسلم: محمد بن تميم، والحسن بن شبل، وآخر“[1]. **میں نے بخارا میں تین ایسے جھوٹوں کو دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے تھے: محمد بن تمیم، حسن بن شبل اور ایک اور شخص۔**

امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وضع غير حديث“[2]. **اس نے کئی احادیث گھڑی ہیں۔**

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”محمد بن تميم الفاريابي قد وضع على رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرة آلاف حديث، وهو قريب من الجوباري“[3]. **محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے دس ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں، اور وہ جوباری کے قریب ہے۔**

حافظ ابو حاتم سہل بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قد وضع أحمد بن عبد الله الجويباري، ومحمد بن عكاشة الكرماني، ومحمد ابن تميم الفاريابي على رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر من عشرة آلاف حديث“[4]. **احمد بن عبد اللہ جویباری، محمد بن عکاشہ کرمانی اور محمد بن تمیم فاریابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار**

---

[1] لسان الميزان:۲۱/۷،رقم:٦٥٦٧،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] لسان الميزان:۲۱/۷،رقم:٦٥٦٧،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] سؤالات مسعود السجزي للحاكم:ص:١٣٩،رقم:١٣٧،ت:موفق بن عبد الله،دار الغرب الإسلامي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[4] تاريخ مدينة دمشق:٢٣٤/٥٤،رقم:٦٧٥٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

سے زائد احادیث گھڑی ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند المستخرج"[1] میں محمد بن تمیم فاریابی کو "کذاب، وضاع" کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[2] میں محمد بن تمیم فاریابی کو "غیر ثقة" کہا ہے۔

روایت بطریق انس رضی اللہ عنہ بسند محمد بن تمیم سعدی فریابی کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت بطریق محمد بن تمیم سعدی کو من گھڑت روایات میں شمار کر کے کہا ہے: "محمد بن تمیم حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے"، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس روایت میں محمد بن تمیم ہے، اور یہ حدیث اس کی گھڑی ہوئی ہے"، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق انس رضی اللہ عنہ بسند مسیب بن شریک

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف والبیان"[3] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے:

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم:۸۲/۱،رقم:۲۳۲،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تاريخ بغداد:٥٨٨/١٥،رقم:٧٢٥٢،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الكشف والبيان:٣٣/٣،رقم:٣٢،ت:أبو محمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

”المسيب بن شريك، عن حميد الطويل، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعلموا العلم، فإن تعلمه لله حسنة، ومدارسته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه من لا يعلمه صدقة، وتذكره لأهله قربة، لأنه معالم الحلال والحرام، ومنار سبل الجنة والنار، والأنيس في الوحشة، والصاحب في الغربة، والميراث في الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء، والقرب عند الغرباء، يرفع الله به أقواما ويجعلهم في الخير قادة يقتدى بهم، ويبين أثارهم، ويرموا [كذا في الأصل] أعمالهم، وينهى الى رأيهم، وترغب الملائكة في خلتهم، وبأجنحتها تمسحهم، وفي صلواتهم تستغفر لهم، وكل رطب ويابس يستغفر لهم حتى حيتان البحر، وسباع الأرض وأنعامها، والسماء ونجومها، ألا! فإن العلم خير أنقاب عن الصمى [كذا في الأصل]، ونور الأبصار من الظلم، وقوة الأبدان من الضعف، يبلغ بالعبد منازل الأحرار، ومجالس الملوك، والفكر فيه يعدل بالصيام ومدارسته بالقيام، به يعرف الحلال والحرام، وبه توصل الأرحام، إمام العمل والعقل تابعه، يلهم السعد أو يحرم إذا شقي“.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالی کے لئے علم حاصل کرنا نیکی ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کا تکرار کرنا جہاد ہے، اور نہ جاننے والوں کو سکھانا صدقہ ہے، اور اس کے اہل سے اس کا تذکرہ کرنا اللہ تعالی کی قربت کا ذریعہ ہے، کیونکہ یہ حلال و حرام کی نشانی ہے، اور جنت و جہنم کے راستوں کا نشان ہے، اور وحشت میں جی بہلانے کی چیز ہے، اور سفر کا ساتھی ہے، اور خلوت میں اثاثہ ہے، اور خوشحالی اور تنگ دستی میں رہنمائی کرنے والا ہے، اور

دشمنوں پر ہتھیار ہے، اور سفر کا ساتھی اور مسافروں میں قربت کی چیز ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالی بہت سی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور خیر کا امام بنا دیتے ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے، جن کے نشانِ قدم کو واضح کیا جاتا ہے، اور ان کے اعمال کو دیکھا جاتا ہے، اور ان کی رائے پر اکتفاء کیا جاتا ہے، ان سے ملائکہ دوستی کی رغبت رکھتے ہیں، اپنے پروں کو ان پر ملتے ہیں، اور اپنی نمازوں میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور ہر رطب ویابس، حتی کہ سمندر کی مچھلیاں اور خشکی کے درندے اور چوپائے آسمان اور اس کے ستارے اپنی دعاؤں میں ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، خوب غور سے سنو! بے شک علم اندھے پن کا بہترین علاج ہے، اور تاریکی میں آنکھوں کا نور ہے، اور کمزوری میں بدن کے لئے قوت ہے، علم کے ذریعے آدمی شریف لوگوں کے مرتبہ اور بادشاہوں کی مجلس تک پہنچتا ہے، علم میں غور وفکر کرنا روزوں کے برابر ہے، اور اس کا تکرار کرنا قیام کے برابر ہے، اور اس علم کے ذریعے ہی حلال وحرام کو پہچانا جاتا ہے، اور اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اور وہ عمل کا امام ہے، اور عقل اس کے تابع ہے، نیک بخت کو اس کا الہام کیا جاتا ہے، اور بدبخت کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو سعید مسیب بن شریک تمیمی شَقَرِی کوفی (المتوفی ۱۸۶ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الکبری"[1] میں مسیب بن شریک کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا في الحديث، لا يحتج به". اور یہ حدیث

---

[1] الطبقات الكبرى:٢٣٩/٧،رقم:٣٤٩٠،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

میں ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن محرز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سمعت يحيى، وذكر المسيب بن شريك فقال أبو خيثمة: لم يكن يكذب، فقال يحيى: ولكنه كان مغفلا، ضعيف“[1]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ سے میری سماعت کے دوران مسیب بن شریک کا تذکرہ ہوا، تو ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسیب بن شریک جھوٹ نہیں بولتا تھا، تو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لیکن وہ مغفل، ضعیف ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر مسیب بن شریک کو ”ليس بشيء“ کہا ہے[2]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”المسيب بن شريك كتبت عنه كتابا كثيرا، ولم أترك عندي عنه إلا ثلاثة أحاديث“[3]. میں نے مسیب بن شریک سے بہت زیادہ لکھا، اور میں نے اس کی صرف تین حدیثیں ترک کی ہیں۔

حافظ ابن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال لي غير يحيى بن معين: أجمع الناس على طرح هؤلاء النفر، ليس بذاكر لحديثهم، فلا يعتد بهم، منهم: مسيب بن شريك، كان ببغداد“[4]. مجھے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نے کہا: محدثین نے اس جیسے لوگوں کے ترک کرنے پر اجماع کیا ہے، وہ ان کی حدیثوں کا ذکر نہیں کرتے، وہ

---

[1] معرفة الرجال برواية ابن محرز: ٦٧/١، رقم: ١٣٠، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: ص: ٢١٤، رقم: ٧٩٦، ت: أحمد محمد نور سيف، دار المأمون للتراث ـ دمشق.

[3] تاريخ بغداد: ١٧٧/١٥، رقم: ٧٠٧٥، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ١٢٢/٨، رقم: ١٨٧٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ان کو معتدبہ نہیں سمجھتے تھے، ان میں ایک مسیب بن شریک ہے، یہ بغداد میں رہتا تھا۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سألت أبي عن المسيب بن شريك، فقال: ثقة، فقلت: أيش أنكر عليه؟ فقال: حديث رواه عن الأعمش“[1]. میں نے والد سے مسیب بن شریک کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا کہ ثقہ ہے، میں نے کہا: اس پر کس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے؟ تو والد نے فرمایا: اس حدیث کی وجہ سے جس کو یہ اعمش سے روایت کرتا ہے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”العلل“[2] میں ایک سوال کے سیاق میں اپنے والد سے مسیب بن شریک کے بارے میں پوچھتے ہیں: ”ترى المسيب بن شريك كان يكذب، قال: معاذ الله! ولكنه كان يخطىء“. آپ کا خیال ہے کہ مسیب بن شریک جھوٹ بولتا تھا، والد نے فرمایا: اللہ کی پناہ! لیکن وہ خطاء کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”ترك الناس حديثه“[3]. لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاريخ الكبير“[4]، ”التاريخ الصغير“[5] اور

---

[1] تاريخ بغداد:١٥/١٧٦،رقم:٧٠٧٥،ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] العلل ومعرفة الرجال:٢/٥٥٨،رقم:٣٦٣٨،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] انظر الجرح التعديل:٨/٢٩٤،رقم:١٣٥٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] التاريخ الكبير:٧/٢٨٦، رقم:١١١٢٧،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[5] التاريخ الصغير:٢/٢١٩،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

"الضعفاء الصغير"[1] میں مسیب بن شریک کے بارے میں "سكتوا عنه" کہا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں فرماتے ہیں: "سكت الناس عن حديثه". لوگوں نے اس کی حدیث سے سکوت اختیار کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[3] میں مسیب بن شریک کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والمسيب بن شريك متروك الحديث، قد اجتمع أهل العلم على ترك حديثه"[4]. مسیب بن شریک متروک ہے، اہل علم اس کی حدیث کے ترک پر متفق ہیں۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، كأنه متروك"[5]. ضعیف الحدیث ہے، گویا کہ وہ متروک ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[6] میں مسیب بن شریک کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] الضعفاء الصغير:ص:١١٥،رقم:٣٦١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] أحوال الرجال:ص:٣٣٢،رقم: ٣٦٠،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[3] الكنى و الأسماء:ص:٣٦٣،رقم:١٣٢٧،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] تاريخ بغداد:١٧٧/١٥،رقم:٧٠٧٥،ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] الجرح التعديل:٢٩٤/٨،رقم:١٣٥٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين:ص:٢٣٨،رقم: ٥٧١،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

حافظ حسین بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے مسیب بن شریک کو "متروك" کہا ہے[1]۔

حافظ زکریا بن یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ مسیب بن شریک کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، يحدث بمناكير"[2]. متروک الحدیث ہے، مناکیر بیان کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں فرماتے ہیں: "وكان شيخا صالحا، كثير الغفلة، لم تكن صناعة الحديث من شأنه، يروي فيخطأ[كذا في الأصل]، ويحدث فيهم من حيث لا يعلم، فظهر من حديثه المعضلات التي يرويها عن الأثبات، لا يجوز الاحتجاج به ولا الرواية عنه، إلا على سبيل التعجب".

مسیب بن شریک نیک شخص، کثیر الغفلہ تھا، صناعت حدیث ان کا فن نہ تھا، روایت بیان کرتا تو خطاء کرتا تھا، اور حدیث بیان کرتے ہوئے ان کو وہم ہو جاتا تھا جس کا اس کو علم بھی نہیں ہوتا تھا، چنانچہ ان کی احادیث میں ایسی معضل روایات ظاہر ہوئیں جن کو وہ اثبات سے روایت کرتا تھا، اس سے احتجاج اور روایت نقل کرنا جائز نہیں ہے، مگر تعجب کے طور پر۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[4] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". محدثین کے نزدیک لیس بالقوی ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد:۱۷۸/۱۵،رقم:۷۰۷۵،ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تاريخ بغداد:۱۷۸/۱۵،رقم:۷۰۷۵،ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] المجروحين:۲٤/۳،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] الأسامي والكنى:٤٠٩/۳،رقم:۲۷٤٥،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں مسیب بن شریک کو "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں ایک روایت کے تحت مسیب بن شریک کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المقتنی"[3] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". محدثین کے نزدیک لیس بالقوی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] اور "ديوان"[5] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

روایت بطریق انس رضی اللہ عنہ بسند مسیب بن شریک کا حکم

سند میں موجود راوی مسیب بن شریک کے بارے میں ائمہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"لیس بشیء" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "سکتوا عنہ" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "لوگوں نے اس کی حدیث کو

---

[1] الضعفاء والمتروكون:ص: ٣٦٠،رقم:٥٠٨،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سنن الدار قطني:٥٠٧/٥،رقم:٤٧٤٧،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] المقتنى في سرد الكنى:٢٧٠/١،رقم:٢٦٠٢،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة١٤٠٨هـ.

[4] المغني في الضعفاء:٤٠٧/٢،رقم:٦٢٥٣،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] ديوان الضعفاء:ص:٣٨٧،رقم:٤١٢،ت:حماد بن محمدالانصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

ترک کر دیا تھا" (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے، اہل علم اس کی حدیث کے ترک پر متفق ہیں" (امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف الحدیث ہے، گویا کہ وہ متروک ہے" (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے" (حافظ حسین بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے، مناکیر بیان کرتا ہے" (حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس سے احتجاج اور روایت کرنا جائز نہیں ہے، مگر تعجب کے طور پر" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

چنانچہ زیر بحث روایت اس طریق سے کسی بھی طرح "ضعف شدید" سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسند علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم

حافظ خطیب بغدادی "الفقیہ والمتفقۃ"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

" أنا أبو القاسم علي بن محمد بن عبد الله بن الهيثم الأصبهاني بها، نا سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني، نا يحيى بن عثمان بن صالح المصري، حدثنا نعيم بن حماد، نا عبد العزيز الدراوردي، عن العلاء بن عبد الرحمن، عن أبيه، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تعلموا العلم، فإن تعلمه حسنة، ودراسته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعلمه ممن يعلمه [كذا في الأصل، والصحيح: لا يعلمه] صدقة، وبذله لأهله قربة،

---

[1] الفقيه والمتفقة:١/١٠٠،رقم:٥٠،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

وهو منار سبيل [أهل] الجنة، والآنس في الوحدة، والصاحب في الغربة، والدليل في الظلمة، والمحدث في الخلوة، والسلاح على الأعداء، يرفع الله به أقواما فيجعلهم في الخير قادة، وفي الهدى أئمة يقتدى بهم، وترمق أعمالهم، وترغب الملائكة في إخائهم فبأجنحتها تمسحهم، وكل رطب ويابس يستغفر لهم، حتى حيتان البحر، وهوام الأرض، وسباع الرمل، ونجوم السماء، ألا! إن العلم حياة القلوب من العمى، ونور البصر من الظلم، به يطاع الله، وبه يعبد الله، وبه يحمد الله، وبه توصل الأرحام، وبه يعرف الحلال من الحرام، هو إمام العقل والعمل تابعه، يلهمه الله السعداء، ويحرمه الأشقياء، ولا خير في عبادة بغير تفقه، ولا خير في قراءة بغير تعبد وتدبر، والقليل من التفقه خير من كثير عبادة، ولمجلس ساعة في تفقه خير من عبادة سنة".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اس کا سیکھنا نیکی ہے، اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے، اور اس کے بارے میں جستجو کرنا جہاد ہے، اور نہ جاننے والوں کو سکھانا صدقہ ہے، اور اس کے اہل پر اسے خرچ کرنا اللہ تعالی کی قربت کا ذریعہ ہے، اور یہ جنت کے راستوں کا نشان ہے، اور تنہائی میں جی بہلانے کی چیز ہے، اور سفر کا ساتھی ہے، اور تاریکی میں رہنمائی کرنے والا ہے، اور خلوت میں بات چیت کرنے والا ہے، اور دشمنوں پر ہتھیار ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالی بہت سی قوموں کو بلند کرتے ہیں اور خیر کا قائد اور ہدایت کا امام بنا دیتے ہیں، جن کی اقتداء کی جاتی ہے، ان کے اعمال کو دیکھا جاتا ہے، ان سے ملائکہ دوستی کی رغبت رکھتے ہیں، چنانچہ وہ اپنے پروں کو ان پر ملتے ہیں، اور ہر رطب ویابس، حتی کہ سمندر کی مچھلیاں، زمین کے کیڑے، ریت کے درندے اور آسمان

کے ستارے ان کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں، خوب غور سے سنو! علم اندھے پن سے دلوں کو زندگی بخشنے والا ہے، اور تاریکی میں آنکھوں کا چراغ ہے، علم کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے، اور اسی کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے، اور اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اور اس علم کے ذریعے ہی حلال و حرام میں فرق کیا جاتا ہے، اور وہ عقل کا امام ہے، اور عمل اس کے تابع ہے، نیک بخت کو اس کا الہام کیا جاتا ہے، اور بدبخت کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے، بغیر تفقہ کے عبادت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے، اور بغیر عبادت اور غور و فکر کے قرأت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے، اور تھوڑا تفقہ بہتر ہے کثیر عبادت سے، ایک گھڑی مجلس تفقہ میں گزارنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

روایت بطریق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بسند علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم پر ائمہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "بإسناد ضعيف".

سند میں موجود راوی علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم اصبہانی طبرانی من اجداد سِیْنان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

موصوف کے بارے میں تلاشِ بسیار کے باوجود ائمہ رجال کا کلام نہیں مل سکا، تاہم حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے "الإكمال"[2] میں، حافظ ابن ناصر الدین

---

[1] تنزيه الشريعة: ۲۸۲/۱، رقم: ۱۱۱، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] الإكمال في رفع الإرتياب: ٤/٤۱٥، الفاروق الحديثية - القاهرة.

"الاکمال" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأما سينان: بكسر السين المهملة، وبعد الياء نون، فهو محمد بن المغيرة بن سينان

دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "توضیح المشتبة"[۱] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبصير المتبه"[۲] میں موصوف کا اسی طرح یعنی علی بن محمد کے الفاظ سے تذکرہ کیا ہے، البتہ کسی نے جرح یا تعدیل کی حیثیت سے کوئی کلام نہیں کیا۔

نیز علامہ جمال الدین علی بن یوسف قِفطی رحمۃ اللہ علیہ نے "إنباه الرواة"[۳] میں موصوف کا ترجمہ ان الفاظ سے قائم کیا ہے:

"علي بن محمد بن عبد الله بن الهيثم بن بختيار بن خرزاد بن سنين بن سينات بن الهيثم، المعروف بأبي القاسم بن أبى جعفر الأديب الأصبهاني المديني، راوية لكتب اللغة، يروي كتب أبي عبيد القاسم بن سلام، سمعها من الطبراني، ومات بأصبهان في ذي القعدة سنة سبع وعشرين وأربعمائة".

علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم بن بختیار بن خرزاد بن سنین بن سینات بن

الهمذاني، روى: عن مكي بن إبراهيم، روى عنه: حامد بن محمد الرفاء الهروي، وأبو القاسم علي بن محمد بن عبد الله بن الهيثم بن بختيار بن خرزاذ بن سين بن سينان، أصبهاني يعرف بابن أبي السري، روى عن سليمان بن أحمد الطبراني وحدث".

[۱] توضيح المشتبة:٥/٢٤٠،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

"توضیح المشتبہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وسينان: قرية بمرو، قلت: هي بكسر المهملة، ثم مثناة تحت ساكنة، ثم نون مفتوحة تليها ألف، قال: ومحمد بن المغيرة بن سينان الهمذاني، عن مكي بن إبراهيم. وعلي بن محمد بن عبيد الله بن الهيثم الأصبهاني صاحب الطبراني، من أجداده سينان، قلت: الهيثم هو ابن بختيار بن خرزاذ بن سين بن سينان، وكنية علي المذكور أبو القاسم، وهو ابن أبي السري".

[۲] تبصير المنتبه بتحرير المشتبه:٢/٧١٠،ت:علي محمد البجاوي،المؤسسة المصرية العامة.

"تبصیر المنتبہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "سين، بلفظ الحرف: محمد بن عبد الله بن سين أبو عبد الله الأصبهاني، عن مطين. وأبو القاسم علي بن محمد بن عبد الله بن الهيثم بن سين، روى عن الطبراني".

[۳] إنباه الرواة على أنباه النحاة:٢/٣١٠،رقم:٤٩١،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

ہیثم، جو ابو القاسم بن ابو جعفر ادیب اصبہانی مدینی کے نام سے مشہور ہیں، لغت کی کتب کے راوی ہیں، ابو عبید قاسم بن سلام کی کتب روایت کرتے ہیں، جس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، ذی القعدہ ۴۲۷ھ کو اصبہان میں وفات پائی۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء فيه ذكر ترجمة الطبراني"[1] میں، حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتخب"[2] میں اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[3] میں عمر بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم کے نام سے تذکرہ کیا ہے، معلوم نہیں کہ یہ تصحیف ہے، اور دونوں ایک ہی راوی ہیں، یا الگ الگ، واللہ اعلم۔

---

[1] جزء فيه ذكر أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني:ص:٥١،ت:أبي هاشم إبراهيم بن منصور الهاشمي الأمير،مؤسسة الريان ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٢٨هـ.

"جزء" مذکور کی عبارت ملاحظہ ہو:"وأما ما قال أبو العباس بن عقدة الحافظ الكوفي: لأبي القاسم الطبراني من فضائله وشمائله، فقد رأيت بخط معروف، قال: سمعت أبا القاسم عمر بن محمد بن عبد الله بن الهيثم الوراق، قال: سمعت أبا جعفر بن أبي السري الديميري، واسمه: محمد بن عبد الله بن الهيثم، قال: لقيت أبا العباس بن عقدة الكوفة في سنة ثلاث وعشرين وثلاثمائة، فسألته أن يعيد ما فاتني من المجلس، فامتنع وشددت عليه، فقال: من أي البلد أنت؟ قلت: من أهل أصبهان، فقال: لماذا تضمرون العداوة لأهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقلت له: لا تقل هذا يا شيخ! الآن أهل أصبهان فيهم متفقهة ومتقون وفاضلون ومتشيعة، فقال: شيعة معاوية؟ قلت: لا، والله! إلا شيعة علي بن أبي طالب رضي الله عنه، وما فيهم أحد إلا وعلي أعز عليه من عينه وأهله وولده، فأعاد علي ما فاتني، ثم قال لي: سمعت من سليمان بن أحمد الطبراني، فقلت: لا أعرفه، فقال: يا سبحان الله! أبو القاسم ببلدكم، وأنت لا تسمع منه، وتؤذيني هذا الأذى بالكوفة، ما أعرف لأبي القاسم نظير، سمعت منه، وسمع مني، وسمعنا من مشايخنا".

[2] المنتخب من معجم شيوخ السمعاني:ص:١٣٠٢،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار عالم الكتب ـالرياض، الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

[3] تاريخ دمشق:١٦٧/٢٢،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة،دار الفكر ـبيروت،الطبعة١٤١٥هـ.

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسند علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ سند میں موجود راوی علی بن محمد بن عبد اللہ بن ہیثم بن بختیار کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کا کلام نہیں مل سکا، اور آپ یہ بھی جان چکے ہیں کہ ائمہ کرام نے اس کے علاوہ دیگر سندوں سے اس متن کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول) ہونے پر شدید کلام کیا ہے، مکرر ملاحظہ ہو:

"اس کا مرفوع ہونا غریب جداً ہے" (حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ)، "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے، لیکن اس کا موقوف ہونا اصح ہے" (حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ)، "ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم" میں حدیثِ معاذ کو مرفوعاً روایت کیا ہے، اور یہ ثابت نہیں ہے، اس روایت کا معاذ رضی اللہ عنہ تک پہنچنا کافی ہے" (حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ)، "محمد بن تمیم حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے" (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)، "بظاہر یہ حدیث محمد بن تمیم کے ہاتھوں کی ایجاد ہے" (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ)۔

حاصل یہ ہے کہ ائمہ حدیث نے اس متن کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول) ہونے کو "غیر ثابت" اور "غریب جداً" کہا ہے، اور موقوف ہونے کو "اصح" کہا ہے، نیز زیر بحث طریق بھی ایک ایسے راوی پر مشتمل ہے جس کے راوی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال نہیں ملتے، لہذا اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ سابقہ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قول) ہونے پر مختلف طرق سے ائمہ حدیث نے شدید کلام کیا ہے، مکرر ملاحظہ ہو:

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کا مرفوع ہونا غریب جداً ہے"۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے، اور موقوف ہونا اصح ہے"[1]۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن تمیم حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے"۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بظاہر یہ حدیث محمد بن تمیم کے ہاتھوں کی ایجاد ہے"۔

لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

[1] ائمہ کرام کے کلام میں مذکور موقوف طرق کے بارے میں کلام طریق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے تحت گزر چکا ہے۔

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر①

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر جھک جانے (یعنی عاجزی اختیار کرنے) سے تمہاری عزت گھٹ جائے تو قیامت کے دن مجھ سے لے لینا“۔

”ایک بار نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اور کہنے لگا: اللہ کے نبی ﷺ اس شخص نے میری بڑی توہین کی ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: معاف کر دو، دوبارہ آیا کہ اللہ کے نبی ﷺ میں نے اسے معاف کر دیا تھا اس نے پھر میری توہین کی ہے، اس نے پھر مجھے طعنے دیئے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: معاف کر دو، تیسری بار آیا اور کہنے لگا: اللہ کے نبی ﷺ اس بار تو اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر مجھے ذلیل کیا ہے، اللہ کے نبی ﷺ فرمایا: معاف کر دو، اور اسے معاف کرنے سے اگر تمہاری عزت کم ہوتی ہے تو میں محمد ﷺ قیامت والے دن تمہیں وہ عزت دلاؤں گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

اسی موضوع سے متعلق ایک روایت امام مسلم نے رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"حدثنا يحيى بن أيوب، وقتيبة، وابن حجر، قالوا: حدثنا إسماعيل وهو ابن جعفر، عن العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ما نقصت صدقة من مال، وما زاد الله عبدا بعفو إلا عزا، وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور معاف کرنے سے اللہ تعالی بندہ کی عزت ہی بڑھاتے ہیں، اور جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ پاک اس کو بلند کر دیتے ہیں۔
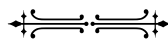
[1] الصحيح المسلم: ٢٠٠١/١، رقم: ٢٥٨٨، ت: محمد فؤاد عبد الباقی، دار الكتب العلميه ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر ②

روایت: ”جو شخص ادب میں سستی کرے گا تو اسے سنت سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص سنت میں سستی کرے گا تو اسے فرائض سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص فرائض میں سستی کرے گا تو اسے معرفت سے محرومی کی سزا دی جائے گی“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الإیمان“[1] میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

” أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، يقول: سمعت محمد بن عبد الله بن شاذان، يقول : سمعت عبد الرحمن بن أبي حاتم، يقول: سمعت الحسن بن عرفة، يقول: سمعت ابن المبارك، يقول: من تهاون بالأدب عوقب بحرمان السنن، و من تهاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض، و من تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة“.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ادب میں سستی کرے گا تو اسے سنن سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص سنن میں سستی کرے گا تو اسے فرائض سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص فرائض میں سستی کرے گا تو اسے معرفت سے محرومی کی سزا دی جائے گی۔

زیر بحث روایت حافظ ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی ہروی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] شعب الإیمان: ٥٥٩/٤، رقم: ٣٠١٧، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

(المتوفی ۴۸۱ھ) نے بھی "ذم الکلام"[1] میں امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تخریج کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام و واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، البتہ زیر بحث روایت امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے بیان کرنا چاہئے، واللہ اعلم۔
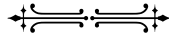
---

[1] ذم الکلام وأهله: ۲۱۷/۵، رقم: ۱۰۱۵، ت: عبد الرحمن بن عبد العزیز الشبل، مکتبة العلوم والحکم ـ المدینة المنورة.

روایت نمبر ③

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا: آپ کی سب سے زیادہ طاقت کہاں استعمال ہوئی؟ جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا: تین موقعوں پر: ① جنت سے مینڈھا لاتے وقت ② جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا ③ اور جب آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر④

روایت: نبی اکرم ﷺ نے واقعہ افک میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے منافقین کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی کو نہیں بیٹھنے دیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فحاشی سے ملوث عورت سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا قدم اس پر نہ پڑے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے، اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اسے اتار دیں، تو اب یہ کیسے ہو سکتا ہے، کہ آپ ﷺ کی گھر والی ذرہ برابر بھی کسی برائی میں مبتلا ہو اور اللہ تعالی آپ ﷺ کو اسے جدا کرنے کا حکم نہ دے۔

روایت کا مصدر

امام فقیہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۱۰ھ) نے "مدارک التنزیل"[1] میں سورۂ نور کی "آیات افک" کی تفسیر میں، مذکورہ روایت بلاسند نقل کی ہے:

"یروی: أن عمر رضی الله عنه قال لرسول الله علیه الصلاة والسلام: أنا قاطع بكذب المنافقين، لأن الله عصمك من وقوع الذباب على جلدك، لأنه يقع على النجاسات فيتلطخ بها، فلما عصمك الله من ذلك القدر

[1] تفسير النسفي:۴۹۲/۲،ت:يوسف علي بديوي،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة ۱۴۱۹هـ.

من القَذَر، فكيف لا يعصمك عن صحبة من تكون متلطخة بمثل هذه الفاحشة؟ وقال عثمان: إن الله ما أوقع ظلك على الأرض لئلا يضع إنسان قدمه على ذلك الظل، فلما لم يمكن أحدا من وضع القدم على ظلك، كيف يمكن أحدا من تلويث عرض زوجتك؟ وكذا قال علي رضى الله عنه: إن جبريل أخبرك أن على نعليك قَذَرا، وأمرك بإخراج النعل عن رجلك، بسبب ما التصق به من القذر، فكيف لا يأمرك باخراجها بتقدير أن تكون متلطخة بشيء من الفواحش؟".

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا: مجھے منافقین کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی کہ جسم اطہر پر مکھی کو نہیں بیٹھنے دیا کیونکہ وہ نجاست پر بیٹھ کر ملوث ہو جاتی ہے، جب گندگی کی اتنی سی مقدار سے بھی اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فحاشی سے ملوث عورت سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا قدم اس پر نہ پڑے، جب اللہ تعالی نے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک پر قدم رکھ سکے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ اختیار دے دے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والی کی ناموس کو خراب کر دے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتوں کی اس گندگی کی وجہ سے حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اتار دیں، تو اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

آپ ﷺ کی گھر والی اگر بالفرض ذرہ برابر بھی کسی برائی میں مبتلا ہو اور اللہ تعالی آپ ﷺ کو اسے جدا کرنے کا حکم نہ دیں۔

زیر بحث روایت علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[1] میں اختصار کے ساتھ بلاسند ذکر کی ہے، نیز علامہ حسین بن محمد حسن دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تاريخ الخميس"[2] میں بلاسند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
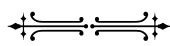
[1] نزهة المجالس: ٤١٧/٢، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ.
"نزہۃ المجالس" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال عمر: أنا قاطع بكذب المنافقين، لأن الله تعالى عصمك عن وقع الذباب على جلدك لأنه يقع على النجاسة، فكيف لا يعصمك عن صحبة من هو ملطخ بمثل هذه الفاحشة".

[2] تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس: ٤٧٦/١، المطبعة الوهبية ـ مصر، الطبعة ١٢٨٣هـ.

روایت نمبر⑤

روایت: ایک مرتبہ یہ درود پڑھنا دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے: "اللهم صل على محمد السابق للخلق نوره والرحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك، ومن بقي ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لاغاية لها ولا انتهاء ولا أمد لها ولا انقضاء صلواتك التي صليت عليه صلاة دائمة بدوامك، وعلى آله وصحبه كذلك والحمد لله على ذلك".

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی "الأوراد القادرية"[1] میں مذکور ہے:

"اللهم صل على سيدنا محمد السابق للخلق نوره، ورحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك ومن بقي ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لاغاية لها ولا منتهى ولا انقضاء، صلاة دائمة بدوامك وعلى آله وصحبه وسلم تسليما مثل ذلك [روي: أن الصلاة الواحد منها تعدل بعشرة آلاف صلاة]، [وروي: أن من ذكرها عشر مرات في الصباح، ومثلها في المساء استوجب الرضا الأكبر من الله، والأمان من السخط ببركتها].. انتهى ..".

[1] الأوراد القادرية: ص: ٣١، ت: محمد سالم بواب، دار الأبواب ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

روایت کیا گیا ہے کہ اس درود (یعنی زیر بحث درود) کا ایک دفعہ پڑھنا دس ہزار درود پڑھنے کے برابر ہے، نیز یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص صبح وشام دس مرتبہ یہ درود پڑھے گا تو وہ اللہ تعالی کی بڑی خوشنودی حاصل کرے گا، اور اس کی برکت سے اللہ تعالی کی ناراضگی سے امن میں رہے گا، انتہی۔

نیز علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل الخیرات"[1] میں یہی درود نقل کیا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البدیع"[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

"ثم وقفت على كيفية أخرى أفاد بعض المعتمدين من شيوخنا أن لها قصة، تفيد أن كل مرة منها بعشرة الآف صلاة، إلا أنه لم يبين القصة المذكورة، وصفتها: اللهم صل على سيدنا محمد السابق للخلق نوره، ورحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك ومن بقي، ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لا غاية لها ولا إنتهاء ولا أمد لها ولا إنقضاء، صلاة دائمة بدوامك، وعلى آله وصحبه كذلك، والحمد لله على ذلك".

پھر میں ایک دوسری کیفیت پر واقف ہوا، ہمارے بعض معتمد شیوخ نے

---

[1] دلائل الخيرات وشوارق الأنوار:ص:٧٦،مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة١٣٥٦هـ.

[2] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع:ص: ١٣١،ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

یہ فائدہ ذکر کیا ہے کہ اس درود کا ایک قصہ ہے، جس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ درود ایک دفعہ پڑھنا دس ہزار درود پڑھنے کے برابر ہے، تاہم انہوں نے مذکورہ قصہ بیان نہیں کیا، اور اس درود کے الفاظ یہ ہیں: "اللهم صل على سيدنا محمد السابق للخلق نوره، ورحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك ومن بقي، ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لا غاية لها ولا إنتهاء ولا أمد لها ولا إنقضاء، صلاة دائمة بدوامك، وعلى آله وصحبه كذلك، والحمد لله على ذلك".

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[1] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰۹ھ) "مطالع المسرات"[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

"هذه الصلاة ختم سيدي شيخ الإسلام عبد القادر الجيلاني -رضي الله عنه ونفعنا به- حزبه، ونسبها بعضهم للشيخ أبي محمد عبد الحق بن سبعين رضي الله عنه، وهو متأخر عن سيدي عبد القادر، ولم أجدها لابن سبعين، لا في حزب الفتح والنور، ولا في حزب الحفظ والصون، ولا في حزب الفرج والخلاص، وهي ثابتة في حزب سيدي عبد القادر، وهذه الصلاة إحدى الصلوات العشر ذات الخيرات والبركات التي رتبها الإمام محيي الدين عرف

[1] الدر المنضود:ص:٩٦،دار المنهاج - جده،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
[2] مطالع المسرات:ص:٢٢٨،مطبعة وادي النيل،الطبعة ١٢٨٩هـ.

بجنيد اليمن رضي الله عنه، وهي مأثورة، قال رضي الله تعالى عنه: تستعمل وترتب من صلى بها عشر مرات صباحا ومساء استوجب رضى الله الأكبر، والأمان من سخطه، وتواتر عليه الرحمة والحفظ الإلهي من الاسواء، وتسهل عليه الأمور، قال: وهي كذلك بلاشك، وذكر السخاوي هذه الصلاة وهي الأخيرة منها مع نقص في بعض ألفاظها، ثم قال: أفاد بعض معتمدي شيوخنا أن لها قصة، تفيد أن كل مرة منها بعشرة آلاف صلاة، إلا أنه لم يبين القصة المذكورة، وقوله: "اللهم صل على سيدنا محمد"، هكذا أيضا عند السخاوي، ولفظ سيدي عبد القادر: "وصلى الله على سيدنا محمد السابق للخلق نوره".

اس درود پر عبد القادر جیلانی، اللہ ان سے راضی ہو اور ہم ان سے نفع بخش ہوں، نے اپنے حزب کا اختتام کیا ہے، بعض حضرات نے اس درود کو عبد الحق بن سبعین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے، وہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بعد کے ہیں، لیکن مجھے یہ ابن سبعین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نہیں مل سکا، نہ ہی "حزب الفتح و النور" میں، اور نہ ہی "حزب الحفظ والصون" میں، اور نہ ہی "حزب الفرج والخلاص" میں، بلکہ یہ ثابت ہے عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حزب میں، اور یہ خیر وبرکت پر مشتمل ان دس درودوں میں سے ایک ہے جن کو امام محیی الدین المعروف بجنید الیمن رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے اور یہ ماثور بھی ہے، عبد القادر جیلانی، اللہ تعالی ان سے راضی ہو، فرماتے ہیں۔۔۔ جو ان دس درودوں کو صبح وشام پڑھے گا وہ اللہ کی بڑی خوشنودی حاصل کرے گا، اور اللہ کی نارضگی سے امن میں رہے گا، اور اس پر اللہ کی رحمت مسلسل نازل ہوگی، اور برے کاموں سے اللہ کی پناہ میں رہے گا، اور اس کے کام آسان ہو جائیں گے، وہ فرماتے ہیں کہ بے شک یہ اسی طرح ہے،

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر کیا ہے اور یہ ان دس درودوں میں سے آخری ہے کچھ الفاظ کی کمی کے ساتھ، پھر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے بعض معتمد شیوخ نے یہ فائدہ ذکر کیا ہے کہ اس درود کا ایک قصہ ہے، جس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس درود کا ایک مرتبہ پڑھنا دس ہزار مرتبہ درود پڑھنے کے برابر ہے، تاہم انہوں نے مذکورہ قصہ بیان نہیں کیا، اور مصنف (علامہ جزولی رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے: "اللهم صل علی سیدنا محمد"، اسی طرح کے الفاظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی ہیں، اور عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے درود کے الفاظ یہ ہیں: "صلی الله علی سیدنا محمد السابق للخلق نوره".

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
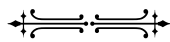
روایت نمبر ⑥

روایت: روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زائد فائدہ کے طور پر پیش خدمت ہے: ''صحیح مسلم'' کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے بذاتِ خود ایک چپاتی اپنے اور ایک چپاتی مہمان کے سامنے رکھی، اور تیسری چپاتی کے دو ٹکڑے کرکے آدھی اپنے سامنے اور آدھی مہمان کے سامنے رکھ دی، روایت ملاحظہ ہو:

''وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا حجاج بن أبي زينب، حدثني أبو سفيان طلحة بن نافع، قال: سمعت جابر بن عبد الله، قال: كنت جالسا في داري، فمر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأشار إلي، فقمت إليه، فأخذ بيدي، فانطلقنا حتى أتى بعض حجر نسائه، فدخل ثم أذن لي، فدخلت الحجاب عليها، فقال: هل من غداء؟ فقالوا: نعم، فأتي بثلاثة أقرصة، فوضعن على نبي.

فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم قرصا، فوضعه بين يديه،

وأخذ قرصا آخر، فوضعه بين يدي، ثم أخذ الثالث، فكسره باثنين، فجعل نصفه بين يديه، ونصفه بين يدي، ثم قال: هل من أدم؟ قالوا: لا إلا شيء من خل، قال: هاتوه، فنعم الأدم هو"[1].

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا، میں کھڑا ہو کر حاضرِ خدمت ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر ہم چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی ایک کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، پھر مجھے آنے کی اجازت دی، میں پردے میں گھر میں داخل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کھانا ہے؟ گھر والوں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ تین چپاتیاں لائی گئیں، جو ازواج نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چپاتی لے کر اپنے سامنے رکھی، اور دوسری لے کر میرے سامنے رکھ دی، پھر تیسری لے کر دو ٹکڑے کر دیئے، جس میں آدھی اپنے سامنے رکھی اور آدھی میرے سامنے رکھ دی، پھر فرمایا: سالن ہے؟ گھر والوں نے کہا: صرف سرکہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے آؤ، سرکہ کتنا ہی اچھا سالن ہے۔
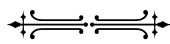
[1] الصحيح لمسلم:١٦٢٢/٣،رقم:١٦٩،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر ⑦

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مانگ نکالنے کی چاہت کرنا، بال گھنگھریالے ہونے کی وجہ سے مانگ نہ نکلنا، پھر صحابی رضی اللہ عنہ کا مانگ نکالنے کے لئے اپنے سر کے درمیان گرم سلاخ کا پھیرنا

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ جو حبشہ کے رہنے والے تھے ان کے بال گھنگھریالے تھے، وہ نہانے کے بعد اپنے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے، چونکہ ان کے بال سخت تھے اس لئے ان کی مانگ درمیان سے نہیں نکلتی تھی، انہیں روزانہ یہ افسوس ہوتا کہ میری مانگ کیوں نہیں نکلتی، ان کو اپنا سر اچھا نہیں لگتا تھا، کیونکہ وہ سوچتے تھے کہ میرے آقا تو مانگ نکالتے ہیں اور میرے بالوں میں تو مانگ نہیں نکلتی، ان کے دل میں بڑی مدت تک یہ حسرت اور تمنا رہی، ایک مرتبہ انہوں نے لوہے کی سلاخ اٹھائی اور اسے آگ کے اندر اچھی طرح گرم کیا اور پھر اسے اپنے سر کے درمیان پھیر کر ایک لکیر بنادی، اب جب گرم گرم سلاخ لگی تو سر کی جلد جل گئی، لوگوں نے کہا: یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ کہنے لگے مجھے یہ تکلیف تو بھول جائے گی اور زخم بھی بھر جائے گا، لیکن اس جگہ کے جلنے کی وجہ سے وہاں بال نہیں رہیں گے، چنانچہ جب بھی میں اپنے سر کو دیکھوں گا تو مجھے اپنا سر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر کی مانند نظر آئے گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص اس سیاق سے سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑧

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیوی کی خدمت سے خوش ہو کر ان سے کہنا کہ جو تم مانگو گی میں ضرور دوں گا، اس پر بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا، الحاصل پریشان ہو کر صحابی رضی اللہ عنہ بیوی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے گئے، راستے میں صحابی رضی اللہ عنہ کو ٹھوکر لگی، تو بیوی نے یہ کہہ کر طلاق کا مطالبہ چھوڑ دیا: اب تک تمہیں کوئی مصیبت نہیں پہنچی تھی، اس لئے میں تمہیں منافق سمجھ رہی تھی، اور اب میں مطمئن ہو گئی ہوں۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ان کی شادی ہوئی، اللہ تعالی نے ان کو حسن وجمال بھی عجیب دیا تھا اور شادی بھی ایک بڑے امیر کبیر صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوئی کہ جن کے پاس رزق کی فراخی تھی، ہر طرح کے عیش وآرام کے سامان تھے، میاں بیوی میں خوب محبت تھی اور اچھا وقت گزر رہا تھا، حتی کہ بیوی اپنے خاوند کی خدمت بھی کرتی اور انھیں خوش بھی رکھتی، دونوں میاں بیوی خوشی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔

ایک رات صحابی رضی اللہ عنہ کو پیاس محسوس ہوئی، اس نے بیوی سے کہا: مجھے پانی دو، بیوی اٹھی اور پانی لے آئی، جب پانی لے کر واپس آئی تو خاوند سو چکا تھا، وہ پانی کا پیالہ لے کر کھڑی رہی حتی کہ جب ان کی دوبارہ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بیوی پانی لے کر کھڑی ہے، وہ بڑے خوش ہوئے، انھوں نے اٹھ کر پانی پیا اور بیوی سے کہا: میں آج اتنا خوش ہوں کہ تم اتنی دیر پانی کا پیالہ لے کر میرے انتظار میں کھڑی

رہی، آج تم جو کہو گی میں تمہاری فرمائش پوری کروں گا، جب صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو صحابیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ کیا آپ اپنی بات میں پکے ہیں کہ میں جو کہوں گی آپ میری خواہش پوری کریں گے؟ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہاں پورا کر کے دکھاؤں گا، صحابیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ اچھا پھر آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیجئے۔

اب جب طلاق کی بات ہوئی تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہوئے کہ اتنی خوب صورت، خوب سیرت، اتنی وفادار اور خدمت گار بیوی کہہ رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیجئے، صحابی رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے: کیا آپ کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ بیوی کہنے لگی: بالکل نہیں، صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں نے آپ کی بے قدری کی ہے؟ ہرگز نہیں، کوئی آپ کی امیدوں کو توڑا ہے؟ کوئی آپ کی بات پوری نہیں کی؟ نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں، صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟ بیوی کہنے لگی: ہرگز نہیں، صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر مجھ سے طلاق کیوں چاہتی ہو؟ کیا تم مجھے پسند نہیں کرتی؟ بیوی کہنے لگی: یہ بات بھی نہیں، پسند بھی بہت کرتی ہوں، محبت کرتی ہوں اسی لئے تو خدمت کرتی ہوں، آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کی بات کو پورا کروں گا، لہذا آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیں، وہ صحابی رضی اللہ عنہ حیران ہیں کہ قول بھی دے بیٹھے، صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے اچھا صبح ہوگی تو نبی علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر فیصلہ کروالیں گے، بیوی کہنے لگی بہت اچھا، چنانچہ میاں بیوی رات کو سو گئے۔

صبح ہوئی تو بیوی کہنے لگی کہ چلو جلدی چلتے ہیں، چنانچہ دونوں میاں بیوی گھر سے نکلے اور چاہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مسئلہ کا حل دریافت کریں، ابھی راستے میں ہی تھے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا کسی وجہ سے پاؤں اٹکا اور وہ نیچے

گرے اور ان کے جسم سے خون نکلنے لگا، بیوی نے فوراً اپنا دوپٹا پھاڑا اور خاوند کے زخم پر پٹی باندھی، اس کے بعد اس کو سہارا دیا اور کہنے لگی کہ چلو گھر واپس چلتے ہیں، میں آپ سے طلاق نہیں لیتی، صحابی رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ جب تم نے طلاق کا مطالبہ کیا تو مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی، اور اب کہتی ہو کہ طلاق نہیں چاہئے تو مجھے اس کی بھی سمجھ نہیں آرہی، صحابیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: گھر تشریف لے چلیں وہاں جا کر میں آپ کو بتا دوں گی۔

جب گھر جا کر بیٹھے تو کہنے لگے: مجھے بتاؤ تو سہی کیا بات ہے؟ صحابیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں دل میں سوچتی رہی ہوں کہ میں نے آپ کے گھر میں کوئی پریشانی نہیں دیکھی، کوئی غم نہیں دیکھا، کوئی مصیبت نہیں دیکھی، تو میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے خاوند کے ایمان میں فرق ہو، میرے خاوند کے اعمال میں فرق ہو، میرے خاوند سے اگر پروردگار کو محبت نہیں تو میں اس بندے کی کیا خدمت کروں گی، اس لئے جب آپ نے کہا کہ میں تمہاری بات پوری کروں گا تو میں نے کہا کہ میں اس بندے سے طلاق چاہتی ہوں جس سے میرے پروردگار محبت نہیں کرتے، پھر جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لئے جارہے تھے، یہ اللہ کا راستہ تھا، آپ گرے اور خون نکلا تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ کو اللہ کے راستے کا غم پہنچا، مصیبت پہنچی، تکلیف پہنچی، یقیناً اللہ تعالی کو آپ سے پیار ہے اور یہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی ناراضگی کی وجہ سے خوشیاں نہیں دی ہوئیں بلکہ اللہ تعالی کو آپ سے محبت ہے، اب مجھے طلاق لینے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لئے میں ساری زندگی آپ کی خادمہ بن کر آپ کی خدمت کروں گی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص اس سیاق سے سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ

پہلے گزر چکا ہے کہ زیر بحث حکایت سنداً نہیں ملتی، تاہم اسی مضمون کی بعض دوسری روایات کتب احادیث میں موجود ہیں، ان کو بیان کرنا چاہیے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا عبد الله بن الحسين القاضي بمرو، حدثنا الحارث بن أبي أسامة، حدثنا سعيد بن عامر، نا محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم لأعرابي: هل أخذتك أم مِلْدَم قط؟ قال: و ما أم مِلْدَم؟ قال: حر بين الجلد واللحم، قال: فما وجدت هذا قط، قال: فهل أخذك الصداع قط؟ قال: وما الصداع؟ قال: عرق يضرب على الإنسان في رأسه، قال: ما وجدت هذا قط، فلما ولى، قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: من سره أن ينظر إلى رجل من أهل النار فلينظر إلى هذا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی شخص سے فرمایا: کیا تمہیں کبھی ام مِلدَم ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ ام مِلدَم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک گرمی ہے، جو جلد اور گوشت کے درمیان ہوتی

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ٤٩٨/١،رقم:١٢٨٣ت:عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

ہے، اس دیہاتی نے کہا: نہیں، مجھے کبھی ایسا نہیں ہوا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: پھر کیا تمہیں کبھی صُدَاع ہوا ہے؟ دیہاتی نے پوچھا صُدَاع کیا ہوتا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جواب دیا کہ ایک رگ ہے جو انسان کے سر میں پھڑکتی ہے، اس دیہاتی نے کہا: نہیں، مجھے کبھی ایسا نہیں ہوا، پھر جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ بات خوش کرے کہ وہ کسی جہنمی شخص کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں روایت کی تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه". یہ مسلم کی شرط پر صحیح حدیث ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص"[2] میں اسے "على شرط مسلم" قرار دیا ہے۔
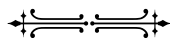
[1] المستدرك على الصحيحين: ٤٩٨/١، رقم: ١٢٨٣ ت: عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك: ٣٤٧/١، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ۔ بيروت.

روایت نمبر ⑨

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کھانے کے ٹکڑے اٹھانا حوروں کا مہر ہے“۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إحیاء“[1] میں زیر بحث روایت بغیر سند کے ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”ويقال: إن التقاط الفتات مهور الحور العين“. کہا جاتا ہے: بے شک کھانے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کا دستر خوان سے اٹھانا حوروں کا مہر ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت القلوب“[2] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ”روح البيان“[3] میں بلا سند نقل کی ہے۔

نیز زیر بحث روایت امام ابو بکر خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مفيد العلوم“[4] میں، علامہ ابو القاسم حسین بن محمد المعروف راغب اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المحاضرات“[5]

---

[1] إحياء علوم الدين: ٦/٢، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[2] قوت القلوب: ١٤٢٤/٣، ت: محمود إبراهيم محمد رضواني، دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] روح البيان: ٣٩٢/٧، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

[4] مفيد العلوم ومبيد الهموم: ص: ١٠٦، دار التقدم ـ مصر، الطبعة ١٣٢٣هـ.

”مفید العلوم“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”ويلتقط الفتات وكسيرات الخبز، ففي الخبر: من فعل ذلك يطيب عيشه، وتسلم أولاده من الآفات، ويكون مهور الحور العين“.

[5] محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: ٧٣٧/١، ت: عمر الطباع، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

میں ذکر کی ہے، نیز حافظ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن منصور کے ترجمہ میں قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے "بغية الطلب"[1] میں، اور علامہ کمال الدین عبد الرزاق بن احمد المعروف ابن فوطی شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الآداب"[2] میں ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] بغية الطلب في تاريخ حلب:ص:٤١٦٧،ت:سهيل زكار،دارالفكر ـ بيروت.

"بغیۃ الطلب" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "**سالم بن منصور:** أبو الغنائم الشاعر الحلبي، ويعرف بالفاخر، روى عن أبي عبد الله محمد بن سلامة القضاعي حكاية، سمعها منه، وكتبها، عنه أبو شجاع فارس بن الحسين الشهرزوري.

أنبأنا أبو أحمد عبد الوهاب بن علي الأمين، عن سعيد بن أحمد بن الحسين الفقيه، عن أبي شجاع فارس بن الحسين، قال: حدثني أبو الغنائم سالم بن منصور الشاعر المعروف بالفاخر من أهل حلب، قال: سمعت القاضي أبا عبد الله القضاعي بمصر، يقول: إنه حضر قسطنطينية رسولا أنفذه صاحب مصر، فذكر أنه حضر الطعام مع الملك، فلما رفع تساقط شيء من فتات الخبز، قال: فتتبعته لقطا وأكلته، قال: فأشار الملك الى الحشم برد الطبق، وقال: كل، قلت: ما بي حاجة إليه، فقال: وما حاجتك في لقط الفتات؟ قلت: نحن نروي عن نبينا وصاحب شريعتنا أن ذلك مهور الحور العين، وأمان من الفقر في الدنيا، فقال: مليح واستحسنه، وأمر بجائزة سنية، وضعت بين يدي من عين، وثياب، قال: فقال القضاعي: أيها الملك! وهذا أيضا من بركة النبي صلى الله عليه وسلم، فكاشرني كالكاره لما قلت، ولولا ذلك لزادني صلة".

[2] مجمع الآداب في معجم الألقاب:٤٧٥/٢،رقم:١٨٣٢،ت:محمد الكاظم،مؤسسة الطباعة والنشر وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامي ـ طهران،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ کسی عمل خاص پر ثواب خاص صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہی ہو سکتا ہے، اس لئے اسے حدیث یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہ بھی کہا جائے تو بھی یہ حکماً مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد) ہی کہلائے گا، اس لئے سند ملنے تک اسے موقوف رکھا جائے[1]۔

---

[1] ہمارے ذکر کردہ اصل کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة النظر" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"ومثال المرفوع من القول حكما لا تصريحا: أن يقول الصحابي ـ الذي لم يأخذ عن الإسرائيليات ـ ما لا مجال للاجتهاد فيه، ولا له تعلق ببيان لغة أو شرح غريب، كالإخبار عن الأمور الماضية: من بدء الخلق وأخبار الأنبياء، أو الآتية: كالملاحم، والفتن، وأحوال يوم القيامة، وكذا الإخبار عما يحصل بفعله ثواب مخصوص أو عقاب مخصوص.

وإنما كان له حكم المرفوع، لأن إخباره بذلك يقتضي مخبرا له، و ما لا مجال للاجتهاد فيه يقتضي موقفا للقائل به، ولا موقف للصحابة إلا النبي صلى الله عليه وسلم، أو بعض من يخبر عن الكتب القديمة، فلهذا وقع الاحتراز عن القسم الثاني".

قول میں مرفوع حکمی کی مثال جو تصریحی نہ ہو: ایسا صحابی رضی اللہ عنہ جو اسرائیلیات سے (روایات) نہ لیتا ہو، ایسی بات نقل کرے جس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو، اور نہ ہی اس قول کا کسی لغت کے بیان سے تعلق ہو، یا کسی غریب لفظ کی شرح سے تعلق ہو، جیسے: گزشتہ امور کی خبر دینا، جیسے: بدء الخلق، اور انبیاء علیہم السلام کی خبریں، یا آنے والے امور کی خبر دینا، جیسے: ملاحم اور فتن اور قیامت کے دن کے احوال، اور اسی طرح ایسے امر کی خبر دینا جس کے کرنے میں کوئی مخصوص ثواب ملتا ہو یا مخصوص سزا ملتی ہو۔

اور ایسے امور مرفوع کے حکم میں صرف اس لئے ہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسے امور کی خبر دینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کو کوئی ان امور کی خبر دینے والا ہے، اور جن چیزوں میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو وہ تقاضا کرتی ہیں کہ اس خبر کا قائل واقف کیا گیا ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو واقف بنانے والے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یا وہ بعض لوگ جو قدیم کتب سے خبر دیتے تھے، سو یہی وجہ ہے کہ دوسری قسم سے احتراز کیا گیا ہے (نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر:ص:۲۳۵،ت:عبد الله بن ضيف الله الرحيلي،مطبعة سفير ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ).

روایت نمبر ⑩

روایت: ”ایک دفعہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سارے مدینے والوں کی دعوت کی، اسی دوران اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر پڑی جو کسی گہری سوچ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی دعوت کی ہے اور تم یہاں بیٹھے کیا غور و فکر کر رہے ہو؟ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں یہاں اسی فکر میں بیٹھا ہوں کہ کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک امتی جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والا بن جائے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر عبد الرحمن ہزار سال بھی مدینے والوں کی دعوت کرتا رہے تو تمہارے ثواب کو نہیں پا سکتا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہ کیا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
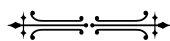
روایت نمبر ⑪

روایت: مہمانوں کے ساتھ بلاؤں کا گھر سے چلے جانا

”آپ ﷺ کے پاس ایک نیک عورت اپنے شوہر کی شکایت لیکر آئی کہ میرے شوہر لوگوں کی بہت دعوتیں کرتے ہیں، میں پکا پکا کر تھک جاتی ہوں، آپ ﷺ نے اس عورت کو جواب نہ دیا، جب اس عورت کا شوہر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج تمہارا مہمان ہوں، تو اس کی بیوی نے خوب پر تکلف کھانے بنائے، آپ ﷺ نے اس عورت کے شوہر سے فرمایا: اپنی بیوی سے کہنا جب میں واپس جاؤں تو مجھے دیکھتی رہے، جب آپ ﷺ جانے لگے تو اس عورت نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پیچھے بہت سے حشرات جارہے تھے، یہ منظر دیکھ کر وہ عورت بے ہوش ہوگئی، پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مہمان تمہارے گھر سے جاتا ہے تو وہ اپنے ساتھ حشرات کو بھی لے جاتا ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
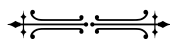
روایت نمبر⑫

روایت: ”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”من ترك سنتي لم ينل شفاعتي“. جس نے میری سنت ترک کی وہ میری شفاعت نہیں پائے گا“۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

اہم نوٹ:

نیز ضمنی طور پر اس سے ملتی جلتی ایک مسند روایت کی بھی تحقیق کی گئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ”وہ فرشتہ جو میری اس مسجد پر مقرر ہے، وہ روزانہ ندا کرتا ہے: جس نے محمد ﷺ کی سنت کو چھوڑا، وہ حوض کوثر پر نہیں پہنچ پائے گا“، اس ضمنی روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”منکر“ کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ روایات میں شمار کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جھوٹی خبر“ کہا ہے، تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ عبد العزیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٧٣٠ھ) نے ”کشف الأسرار“[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”وقوله صلى الله عليه وسلم: من ترك سنتي لم ينل شفاعتي“. آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے میری سنت ترک کی وہ میری شفاعت نہیں پائے گا۔

---

[1] كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي: ٣٠٨/٢، مطبعة الشركة الصحافية العثمانية.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ کمال الدین بابرتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۸۶ھ) نے "العناية"[۱] میں، علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۳ھ) نے "شرح التلويح على التوضيح"[۲] میں، علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۴ھ) نے "فصول البدائع"[۳] میں، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) نے "البناية"[۴] میں، علامہ شمس الدین قاضی زادہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۸۸ھ) نے "تكملة شرح فتح القدير"[۵] میں، علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۸۸ھ) نے "الدر المختار"[۶] میں، علامہ محمد علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی بعد ۱۱۵۸ھ) نے "كشاف اصطلاحات الفنون"[۷] میں اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۱ھ) نے "حاشية الطحطاوي"[۸] میں بلا سند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور

---

[۱] العناية شرح الهداية:٥٠٨/٩، دار الفكر.

[۲] شرح التلويح على التوضيح:١٢٦/١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٧هـ.

[۳] فصول البدائع في أصول الشرائع:٢٤٤/١،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧ء.

[۴] البناية شرح الهداية:٨/١٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[۵] تكملة شرح فتح القدير أي: نتائج الأفكار في كشف الرموز والأسرار:٥٢١/٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[۶] الدر المختار:ص:٦٥٠،ت:عبدالمنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۷] كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم:٩٨٣/١،ت:علي دحروج،مكتبة لبنان ناشرون ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

[۸] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:٦٤/١،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ (ضمنی روایت):

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیرِ بحث روایت مذکورہ الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، تاہم اس سے ملتی جلتی ایک مسند روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي بن يعقوب الواسطي، قال: حدثنا أبو الحسن أحمد بن جعفر بن محمد بن الفرج الخلال المقرئ، قال: حدثنا أبو حامد أحمد بن رجاء بن عبيدة قدم علينا للحج سنة عشر وثلاث مائة، قال: حدثنا محمد بن محمد بن إسحاق البصري، قال: حدثنا سويد بن نصر البلخي، قال: حدثنا ابن المبارك، قال: حدثنا سفيان الثوري، عن حماد، عن إبراهيم، عن علقمة، قال: قال عبد الله: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لله ثلاثة أملاك: ملك موكل بالكعبة، وملك موكل بمسجدي هذا، وملك موكل بالمسجد الأقصى.

فأما الموكل بالكعبة، فينادي في كل يوم: من ترك فرائض الله خرج من أمان الله، وأما الموكل بمسجدي هذا، فينادي في كل يوم: من ترك سنة محمد صلى الله عليه وسلم لم يرد الحوض، ولم تدركه شفاعة محمد

[1] تاريخ بغداد:٢٥٥/٥،رقم:٢٠٩٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

صلى الله عليه وسلم، وأما الملك الموكل بالمسجد الأقصى، فينادي في كل يوم: من كان طعمته حراما كان عمله مضروبا به حر وجهه"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کے تین فرشتے ہیں، ایک فرشتہ جو کعبہ پر مقرر ہے، ایک فرشتہ جو میری اس مسجد پر مقرر ہے، اور ایک فرشتہ جو مسجد اقصی پر مقرر ہے۔

وہ فرشتہ جو کعبہ پر مقرر ہے وہ روزانہ ندا کرتا ہے: جس نے اللہ کے فرائض کو ترک کیا وہ اللہ کی امان سے نکل گیا، اور وہ فرشتہ جو میری اس مسجد پر مقرر ہے، وہ روزانہ ندا کرتا ہے: جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑا، وہ حوض کوثر پر نہیں پہنچ پائے گا اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہوگی، اور وہ فرشتہ جو مسجد اقصی پر مقرر ہے، وہ روزانہ ندا کرتا ہے: جس کا کھانا حرام کا ہو گا اس کا عمل اس کے چہرے پر مارا جائے گا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[1] اور حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل بيت المقدس"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں زیر بحث روایت تخریج

---

[1] الموضوعات: ۱۴۷/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۶هـ.
[2] فضائل بيت المقدس: ۴۷/۱، رقم: ۱۲، ت: محمد مطيع الحافظ، دار الفكر ـ سورية، الطبعة الأولى ۱۴۰۵هـ.
[3] تاريخ بغداد: ۲۵۴/۵، رقم: ۲۰۹۹، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ.

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث منكر، ورجال إسناده كلهم ثقات معروفون، سوى البصري وأحمد بن رجاء، فإنهما مجهولان". یہ حدیث منکر ہے، اس کی سند کے تمام راوی ثقہ اور معروف ہیں سوائے بصری اور احمد بن رجا کے، وہ دونوں مجہول ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضمنی روایت کو "الموضوعات"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کر کے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں احمد بن رجا کے ترجمہ میں یہ روایت نقل کر کے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، اسی طرح حافظ ضیاالدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل بيت المقدس"[3] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث سند میں موجود راوی محمد بن محمد بن اسحاق کے

---

[1] الموضوعات: ١٤٨/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٩٨/١، رقم: ٣٧٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] فضائل بيت المقدس: ٤٦/١، رقم: ١٢، ت: محمد مطيع الحافظ، دار الفكر ـ سورية، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] لسان الميزان: ٤٦٠/١، رقم: ٥٠٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٣هـ.

ترجمہ میں لکھتے ہیں: "شيخ بصري، روى عن سويد بن نصر المروزي، أتى بخبر كذب، وعنه أحمد بن رجاء، لا يعرف أيضا"[1]۔

محمد بن محمد بن اسحاق، بصری شیخ ہے، یہ سوید بن نصر مروزی سے روایت کرتا ہے، یہ ایک جھوٹی خبر لایا ہے، اس سے احمد بن رجا نے روایت کی ہے، جو خود بھی معروف نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[3] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "(قلت) قال في الميزان: هذا خبر كذب، والله أعلم". میں کہتا ہوں کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کہا ہے کہ یہ جھوٹی خبر ہے، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

ضمنی روایت کا حکم

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٥/٤، رقم: ٨١٢١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت .

[2] لسان الميزان: ٤٦٩/٧، رقم: ٧٣٤٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٣هـ.

[3] اللآلىء المصنوعة: ٨٥/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تنزيه الشريعة المرفوعة: ١٧٠/١، رقم: ٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

نے اسے "من گھڑت" روایات میں شمار کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "جھوٹی خبر" کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، لہذا اس ضمنی روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اعراض پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ذیل میں دو روایات نقل کی جا رہی ہیں:

① امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں ایک صحیح روایت تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو محمد عبد الله بن جعفر بن درستويه الفارسي، ثنا يعقوب بن سفيان الفارسي، وحدثنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، ثنا الحسن بن علي بن زياد، قالا: ثنا إسحاق بن محمد الفروي، ثنا عبد الرحمن بن أبي الموال القرشي، وأخبرني محمد بن المؤمل، ثنا الفضل بن محمد الشعراني، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا ابن أبي الموال عبد الرحمن، ثنا عبد الله بن موهب القرشي، عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن عمرة، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستة لعنتهم، لعنهم الله، وكل نبي مجاب: المكذب بقدر الله، والزائد في كتاب الله، والمتسلط بالجبروت يذل من أعز الله ويعز من أذل الله، والمستحل لحرم الله، والمستحل من عترتي

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ۹۱/۱، رقم: ۱۰۲، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

ما حرم الله، والتارك لسنتي".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ لوگوں پر میں نے لعنت کی ہے، اللہ کی ان پر لعنت ہو اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے: اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، اور اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا، اور ظلم و جبر کے ساتھ مسلط ہونے والا شخص کہ جسے اللہ نے عزت دی ہو وہ اسے ذلیل کرے اور جسے اللہ نے ذلیل کیا ہو وہ اسے عزت دے، اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا، اور میری عترت پر اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا، اور میری سنت کو ترک کرنے والا۔

② امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا سعيد بن أبي مريم، أخبرنا محمد بن جعفر، أخبرنا حميد بن أبي حميد الطويل، أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه، يقول: جاء ثلاث رهط إلى بيوت أزواج النبي صلى الله عليه و سلم يسألون عن عبادة النبي صلى الله عليه و سلم، فلما أخبروا كأنهم تقالوها، فقالوا: وأين نحن من النبي صلى الله عليه و سلم ؟ قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبدا، وقال آخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال آخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبدا، فجاء رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال: أنتم الذين قلتم كذا وكذا؟ أما والله! إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین افراد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] صحيح البخاري:٢/٧،ت:محمد زهير ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولي ١٤٢٢.

ازواج کے گھر، اللہ کے نبی کی عبادت کے بارے میں پوچھنے آئے، جب انہیں بتایا گیا تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا، وہ کہنے لگے کہ ہم کہاں اللہ کے نبی ﷺ کے مقابلہ میں؟ ان کی تو اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، ایک اور نے کہا: میں روزانہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا، اس دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقوی والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، چنانچہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔
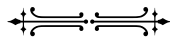
روایت نمبر⑬

روایت: نماز میں یوسف علیہ السلام کی جانب توجہ چلے جانے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا پریشانی میں مبتلاء ہونا

روایت کا مصدر

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقيل: إن يعقوب كان يصلي، ويوسف نائما معترضا بين يديه، فغط في نومه، فالتفت يعقوب إليه، ثم غط ثانية فالتفت إليه، ثم غط ثالثة فالتفت إليه سرورا به وبغطيطه، فأوحى الله تعالى إلى ملائكته: انظروا إلى صفيي وابن خليلي قائما في مناجاتي يلتفت إلى غيري، وعزتي وجلالي! لأنزعن الحدقتين اللتين التفت بهما، ولأفرقن بينه وبين من التفت إليه ثمانين سنة، ليعلم العاملون أن من قام بين يدي يجب عليه مراقبة نظري".

کہا گیا ہے: یعقوب علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے، اور یوسف علیہ السلام ان کے سامنے لیٹے سو رہے تھے، یوسف علیہ السلام نیند میں خراٹے لینے لگے، تو یعقوب علیہ السلام کی توجہ نماز سے یوسف علیہ السلام کی طرف ہوگئی، پھر دوبارہ خراٹے کی آواز آئی، پھر دھیان یوسف علیہ السلام کی طرف ہوا، پھر تیسری مرتبہ خراٹے لینے لگے تو یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی طرف دھیان کر کے ان کے خراٹوں کی وجہ سے مسکرا دیئے، اللہ تعالی نے فرشتوں کی طرف وحی نازل کی: تم دیکھو میرے منتخب بندے اور میرے

[1] الجامع لأحكام القرآن: ٤٣١/١١، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧.

خلیل کے بیٹے کی طرف جو کہ میری مناجات میں کھڑا ہوا ہے، اور اس کا دھیان میرے علاوہ کی طرف ہے، میری عزت وجلال کی قسم! میں ضرور بضرور ان کی وہ دونوں آنکھیں لے لوں گا جن سے وہ متوجہ ہوئے، اور میں ضرور بضرور ان (یعقوب علیہ السلام) کے اور جس کی طرف ان کا دھیان گیا تھا (یعنی یوسف علیہ السلام) کے درمیان اسی (۸۰) سال تک جدائی کر دوں گا، تاکہ عمل کرنے والے جان لیں کہ جو بھی میرے سامنے کھڑا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ میری نظر پر نگاہ رکھے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ:

واضح رہے کہ "صحیح" حدیث کے مطابق بندہ کا دوران نماز کسی دوسری جانب متوجہ ہونا شیطان کا اسے نماز سے اچک لینا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا مسدد، قال: حدثنا أبو الأحوص، قال: حدثنا أشعث بن سليم، عن أبيه، عن مسروق، عن عائشة، قالت: سألت رسول الله صلى

[1] الصحيح البخاري: ١٥٠/١، ت: محمد زهير ناصر الناصر، دار طوق النجاة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢.

الله عليه وسلم عن الالتفات في الصلاة؟ فقال: هو اختلاس، يختلسه الشيطان من صلاة العبد".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران نماز کسی دوسری جانب متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اچکنا ہے، شیطان بندہ کی نماز میں سے اسے اچک لیتا ہے۔
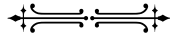
روایت نمبر (۱۴)

روایت: جنت میں جنتیوں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کا سورۂ یاسین پڑھنا، اور اللہ تبارک وتعالی کا سورۂ رحمن پڑھنا اور ایک روایت کے مطابق سورۂ انعام پڑھنا۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا۔

اہم نوٹ:

حضور ﷺ کا سورۂ یاسین اور باری تعالی کے سورۂ انعام پڑھنے کا ذکر الگ بے سند روایت میں آتا ہے، اور باری تعالی کے سورۂ رحمٰن پڑھنے کا ذکر الگ بے سند روایت میں آتا ہے، لہذا ذیل میں یہ دونوں مضمون الگ الگ عنوان کے تحت ذکر کئے گئے ہیں۔

جنتیوں کے سامنے حضور ﷺ کا سورۂ یاسین اور باری تعالی کا سورہ انعام پڑھنا

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے "قرة العيون"[1] میں زیر بحث روایت بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"(وقال) رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كان وقت الصبح يأتي ملك ...فيقول الله عز وجل: وعزتي وجلالي! لأسمعنكم صوتا أطيب من هذا، يا حبيبي! يا محمد! ارق المنبر، واقرأ طه ويسن، فيقرأه النبي صلى الله عليه وسلم يزيد في الحسن على صوت داود عليه السلام بسبعين ضعفا، فيطرب القوم، وتطرب الكراسي من تحتهم، وقناديل العرش، والملائكة تموج من الطرب،

---

[1] قرة العيون ومفرح القلب المحزون: ص: ۳۰، مكتبة النصر ـ مصر.

والحور العين، والغلمان، والولدان، ولا يبقى في الجنة شيء إلا طرب لحسن صوت النبي صلى الله عليه وسلم من قراءة طه ويسن، فيقول الله سبحانه وتعالى: يا أحبائي! هل سمعتم أطيب من هذا، فيقولون، ياربنا! وعزتك وجلالك! ما سمعنا منذ خلقتنا صوتا أحسن، ولا أطيب، ولا أحلى من صوت حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم، فيقول الله عز وجل: وعزتي وجلالي! لأسمعنكم أطيب من هذا، فيقرأ الله سبحانه وتعالى سورة الأنعام، فإذا سمعوا كلام الحق سبحانه وتعالى غابوا من الطرب والوجد، واضطربت الأملاك، والحجب، والستور، والقصور، والأشجار، والحور، وبحور النور، وماجت الجنان، واهتزت الأشجار والأنهار طربا لكلام العزيز الغفار، وتواجدت الجنة، ودارت أركانها من الطرب، واهتز العرش والكرسي والملائكة والروحانيون، واهتزت الجنة بجميع ما فيها حبا واشتياقا...".

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب صبح کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ آتا ہے ۔۔۔ پھر اللہ عز وجل فرمائیں گے: میں ضرور تمہیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت آواز سناؤں گا، (پھر اللہ تعالی فرمائیں گے)، اے میرے حبیب! اے محمد! منبر پر جلوہ افروز ہو جائیں، اور سورۂ طہ اور یاسین پڑھیں، چنانچہ نبی ﷺ حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی ستر گنا زیادہ خوبصورت آواز میں اسے پڑھیں گے، جس سے لوگ اور ان کی کرسیاں اور عرش کی شمعیں وجد میں آجائیں گی، اور فرشتے، حور عیناء، جنتی لڑکے اور بچے بھی خوشی سے جھوم اٹھیں گے، نبی ﷺ کے سورۂ طہ اور یاسین پڑھنے کی آواز سے ہر چیز پر وجد طاری ہو جائے گا، پھر اللہ سبحانہ وتعالی فرمائیں گے: اے میرے محبوب بندو! کیا تم نے اس سے زیادہ خوبصورت آواز سنی ہے؟ جنتی عرض کریں گے:

اے ہمارے رب! تیری عزت وجلال کی قسم! یوم پیدائش سے اب تک ہم نے اپنے حبیب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آواز سے بڑھ کر کوئی خوبصورت، عمدہ اور میٹھی آواز نہیں سنی، پھر اللہ جل شانہ فرمائیں گے: میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ضرور اس سے بھی زیادہ خوب صورت آواز سناؤں گا پھر اللہ سبحانہ وتعالی سورۂ انعام پڑھیں گے، اور جنتی جب اس کو سنیں گے تو وجد و سرور میں مدہوش ہو جائیں گے، اور جنت کے فرشتے، حجاب، پردے، محلات، درخت، حوریں، اور نور کے سمندر بے چین ہو جائیں گے، اور جنتیں جھوم اٹھیں گی، اور درخت اور نہریں عزیز و غفار کے کلام کو سن کر خوشی سے جھوم اٹھیں گی، اور ساری جنتوں پر وجد طاری ہو گا، اور جنت کے ارکان خوشی سے گھومنے لگیں گے، عرش، کرسی، ملائکہ، اور روحانیین ملنے لگیں گے، جنت اور اس کی تمام چیزیں محبت وشوق سے ہلنے لگیں گی۔۔۔"۔

علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزھة المجالس "[1] میں عن انس عن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہہ کر احوال جنت کے بارے میں ایک طویل مضمون ذکر کیا ہے اور اس میں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سورۂ یاسین پڑھنا اور باری تعالی کا سورۂ انعام پڑھنا مذکور ہے۔

نیز یہی سابقہ مضمون امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب "الدرر الحسان "[2] میں بھی موجود ہے۔

---

[1] نزهة المجالس:٥٠١/٢،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٣٨هـ.

[2] الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان على هامش دقائق الأخبار للقاضي عبد الرحيم:ص:٣٧،الحرمين ـ اندونيسيا،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:"فإذا النداء من قبل الله تعالى، ياحبيبي يا محمد! ارق المنبر، واقرأ طه ويس، فيرقي المنبر، فيقرأهما، فيزيد في الحسن على صوت داود عليه السلام سبعين ضعفا، فيطرب القوم والكراسي من تحتهم وقناديل العرش، وكذلك الملئكة تموج من الطرب، وكذلك الحور العين والولدان، ولا يبقى ذو روح إلا طرب من صوت النبي

جنتیوں کے سامنے باری تعالی کا سورۂ رحمن پڑھنا

علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ "نزهة المجالس"[1] میں ایک بلا سند طویل روایت نقل کرتے ہیں، جس میں باری تعالی کا سورۂ رحمن پڑھنا بھی مذکور ہے، ملاحظہ ہو:

"...ثم يقول الله تعالى: أتحبون كلامي مني؟ فيقولون: نعمل [كذا في الأصل، والصحيح: نعم]، جل جلالك، فيقول: أنا الرحمن الرحيم علم القرآن...". "۔۔۔پھر اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے کہ کیا تم مجھ سے میرا کلام سننا پسند کروگے؟ جنتی عرض کریں گے: جی ہاں، اے باری تعالی! تو اللہ تعالی فرمائیں گے: " أنا الرحمن الرحيم، علم القرآن". میں ہی رحمن اور رحیم ہوں، جس نے قرآن سکھایا۔۔۔"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود زیر بحث مضمون سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکا، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
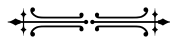
صلى الله عليه وسلم، ثم يقول الله تعالى: هل سمعتم قراءة أنبيائي ورسلي؟ فيقولون لهم: أتريدون أن تسمعوا قراءة ربكم؟ فيقولون بأجمعهم ما أشوقنا إلى ذلك، قال ابن عباس رضي الله عنهما: فعند ذلك يتلو الرب جل جلاله سورة الرحمن، وفي رواية سورة الأنعام، فإذا سمعوا قراءة الحق جل جلاله غابوا عن الوجود، وطربت الأملاك والحجب والستور والقصور والأشجار، وصفقت الأوراق، وغردت الأطيار، وتماوجت الأنهار طربا لقراءة عزيز الجبار، واهتز العرش طربا، ومال الكرسي عجبا، ولم يبق في الجنة شيء الا واهتز حنينا واشتياقا إلى الله تعالى".

[1] نزهة المجالس: ٥٠١/٢، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ.

روایت نمبر⑮

روایت: حضرت ادریس علیہ السلام میں ستاروں کی جنسیت تھی وہ آٹھ سال تک زُحل سے ہم رفتار رہے، غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے، اُن کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے درس میں حاضر رہتے تھے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوی“[1] میں لکھتے ہیں:

بود جِنسیت دَر ادریسؑ از بخوم ہشت سال اُو با زُحل بُد در قدوم

حضرت ادریس علیہ السلام میں ستاروں کی جنسیت تھی وہ آٹھ سال تک زُحل سے ہم رفتار رہے

دَر مشارق در مَغارب یارِ اُو ہم حدیث و محرمِ اسرارِ اُو

مشرقوں اور مغربوں میں ان کے یار رہے اُس کے ہم سخن اور اس کے راز داں رہے

بعد غیبت چونکہ آورد اُو قُدوم دَر زمیں می گفت اُو درس نُجوم

غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے

پیشِ اُو استار گاں خوش صف زدہ اَختراں در درسِ اُو حاضر شُدہ

اُن کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے ہوئے تھے اُن کے درس میں ستارے حاضر ہوئے

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:۲۸۸/۶،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

آنچنانکہ خلق آوازِ نُجوم — می شندیدند اَز خصوص و از عموم

اس طرح کے ستاروں کی آواز خواص اور عوام سنتے تھے

جذب جنسیت کشیدہ تازہ میں — اختراں را پیشِ اُو کردہ مبیں

جنسیت نے زمین تک کھینچ لیا ستاروں کو ان کے سامنے بیان کرنے والا بنا دیا

ہر یکے نامِ خود و اَحوالِ خود — باز گفتہ پیشِ اُو شرحِ رَصَد

ہر ایک اپنا نام اور احوال ان کے سامنے (آلاتِ) رصد کی طرح کہہ دیتا

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
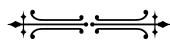
روایت نمبر⑯

روایت: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک وہ ہے جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ کہ ہست از امتم   کُو بود ہم گوھر وہم ہمتم

پیغمبر (ﷺ) نے فرمایا کہ میری امت میں ایک وہ ہے جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا

مر مرا زاں نور بیند جانِ شاں   کہ من ایشا را ہمی بینم بداں

اُن کی جان مجھے اُس نور سے دیکھے گی جس سے میں اُن کو دیکھتا ہوں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۵٦/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

روایت نمبر ⑰

روایت: "معراج کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کتوں کی مانند چیخ رہی ہیں، آوازیں نکال رہی ہیں، نوحہ کر رہی ہیں اور ان کا برا حال ہے، نبی اکرم ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوندوں کے ساتھ زبان درازی کرتی تھیں، آج اللہ تعالی نے انھیں یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہ جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
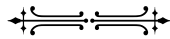
روایت نمبر⑱

روایت: ”برتن دھو کر پینے سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا“۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إحیاء“[1] میں زیر بحث روایت بغیر سند کے ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”ويقال: من لعق القصعة وغسلها وشرب ماءها كان له عتق رقبة“.

کہا جاتا ہے: جس نے کھانے کے برتن کو چاٹا اور اس کو دھو کر اس کا پانی پیا تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت القلوب“[2] میں نقل کی ہے، اسی طرح علامہ شہاب الدین ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح سنن أبي داود“[3] میں اور علامہ یعقوب بن سید علی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مفاتيح الجنان“[4] میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

نیز علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ”نزهة المجالس“[5] میں زیر بحث روایت تھوڑے فرق کے ساتھ ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] إحياء علوم الدين: ٦/٢، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[2] قوت القلوب: ١٤٢٤/٣، ت: محمود إبراهيم محمد رضواني، دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] شرح سنن أبي داود: ٥١٥/١٥، ت: ياسر كمال وأحمد سليمان، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.

[4] مفاتيح الجنان في شرح شرعة الإسلام: ٢٦١/١، المطبعة العثمانية، الطبعة ١٣١٧هـ .

[5] نزهة المجالس: ٤٩٩/٢، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ.

"وعن النبي صلى الله عليه وسلم: اغسلوا القصعة، واشربوها، فمن فعل ذلك كان كمن أعتق أربعين رقبة من ولد اسماعيل". نبی ﷺ سے روایت ہے: برتن کو دھو کر اس کا پانی پی لو، جس نے ایسا کیا تو گویا کہ اس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چالیس غلام آزاد کیے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ کسی عمل خاص پر ثواب خاص صرف نبی ﷺ کی جانب سے ہی ہو سکتا ہے، اس لئے اسے حدیث یا آپ ﷺ کا ارشاد نہ بھی کہا جائے تو بھی یہ حکماً مرفوع (آپ ﷺ کا ارشاد) ہی کہلائے گا، اس لئے سند ملنے تک اسے موقوف رکھا جائے[1]۔

---

[1] ہمارے ذکر کردہ اصل کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "نزهة النظر" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"ومثال المرفوع من القول حكما لا تصريحا: أن يقول الصحابي -الذي لم يأخذ عن الإسرائيليات- ما لا مجال للاجتهاد فيه، ولا له تعلق ببيان لغة أو شرح غريب، كالإخبار عن الأمور الماضية: من بدء الخلق وأخبار الأنبياء، أو الآتية: كالملاحم، والفتن، وأحوال يوم القيامة، وكذا الإخبار عما يحصل بفعله ثواب مخصوص أو عقاب مخصوص.

وإنما كان له حكم المرفوع، لأن إخباره بذلك يقتضي مخبرا له، و ما لا مجال للاجتهاد فيه يقتضي موقفا للقائل به، ولا موقف للصحابة إلا النبي صلى الله عليه وسلم، أو بعض من يخبر عن الكتب القديمة، فلهذا وقع الاحتراز عن القسم الثاني".

اہم فائدہ:

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث روایت تو سنداً نہیں ملتی، البتہ ایک روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[1] میں تخریج کی ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کیا جاسکتا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا نصر بن علي الجهضمي، قال: أخبرنا أبو اليمان المعلى بن راشد، قال: حدثتني جدتي أم عاصم، وكانت أم ولد لسنان بن سلمة، قالت: دخل علينا نبيشة الخير ونحن نأكل في قصعة، فحدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أكل في قصعة ثم لحسها استغفرت له القصعة".

نبیشہ الخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی پیالے میں کھایا، پھر اسے چاٹ لیا، تو پیالہ اس کے لئے استغفار کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديث المعلى بن راشد، وقد روى يزيد بن هارون، وغير

قول میں مرفوع حکمی کی مثال جو تصریحی نہ ہو: ایسا صحابی رضی اللہ عنہ جو اسرائیلیات سے (روایات) نہ لیتا ہو، ایسی بات نقل کرے جس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو، اور نہ ہی اس قول کا کسی لغت کے بیان سے تعلق ہو، یا کسی غریب لفظ کی شرح سے تعلق ہو، جیسے: گزشتہ امور کی خبر دینا، جیسے: بدء الخلق، اور انبیاء علیہم السلام کی خبریں، یا آنے والے امور کی خبر دینا، جیسے: ملاحم اور فتن اور قیامت کے دن کے احوال، اور اسی طرح ایسے امر کی خبر دینا جس کے کرنے میں کوئی مخصوص ثواب ملتا ہو یا مخصوص سزا ملتی ہو۔

اور ایسے امور مرفوع کے حکم میں صرف اس لئے ہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسے امور کی خبر دینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کو کوئی ان امور کی خبر دینے والا ہے، اور جن چیزوں میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو وہ تقاضا کرتی ہیں کہ اس خبر کا قائل واقف کیا گیا ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو واقف بنانے والے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یا وہ بعض لوگ جو قدیم کتب سے خبر دیتے تھے، سو یہی وجہ ہے کہ دوسری قسم سے احتراز کیا گیا ہے (نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر: ص:۲۳۵، ت: عبد الله بن ضيف الله الرحيلي، مطبعة سفير ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ).

[1] سنن الترمذي: ۲۵۹/٤، رقم: ۱۸۰٤، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ مصر، الطبعة الأولى ۱۳۸۲هـ.

واحد من الأئمة عن المعلى بن راشد هذا الحديث". یہ غریب حدیث ہے، اسے ہم صرف معلی بن راشد کی حدیث سے پہچانتے ہیں، اور یزید بن ہارون اور ان کے علاوہ ایک سے زائد ائمہ نے معلی بن راشد سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

یہی روایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "مسند"[1] میں اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں تخریج کی ہے۔
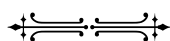
[1] مسند أحمد: ۳۲۵/۳٤، رقم: ۲۰۷۲٤، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
[2] سنن ابن ماجه: ٤۰۹/٤، رقم: ۳۲۷۱، ت: شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

روایت نمبر ⑲

روایت: ”جب کوئی بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، تو اللہ تعالی دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر(۲۰)
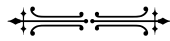
حکایت: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عرب کے قافلے کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے عاجز ہو گیا، اور موت کے قریب تھا، اونٹ اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے سے قافلے والوں کے لئے ایک حبشی غلام کی مشک سے سارے قافلے کا سیراب ہونا، اور پھر غلام کی مشک کا بھر جانا، نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے سے اس حبشی غلام کا سفید ہو جانا

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[۱] میں لکھتے ہیں:

اندر آں وادی گروہے از عرب　　　خشک شد از قحطِ باراں شاں قرب

اُس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی مشکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہوگئیں تھیں

درمیانِ آں بیاباں ماندہ　　　کاروانے مرگ بر خود خواندۂ

اُس جنگل میں رہ گیا تھا وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مغیثِ ہر دو کون　　　مصطفٰےؐ پیدا شد از رَہ بہر عون

اچانک دونوں جہان کے فریادرس مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي:۳۰۲/۳،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

دید آنجا کاروانے بَس بزرگ　　بر تَفِ ریگ و رہِ صعب و سترگ

انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا، ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر

اُشتراں شاں را زباں آویختہ　　خلق اندر ریگ ہر سُو ریختہ

اُن کے اونٹوں کی زبانیں لٹکی ہوئی، لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے

رَحمش آمد گفت ہیں زو تر رَوید　　چند بارے سوئے آں کثباں دَوید

ان کو رحم آیا، فرمایا: آگاہ! جلد جاؤ، چند بار اِن ٹیلوں کی جانب دوڑو

کہ سیاہے بر شُتر مَشک آورد　　سوئے میر خود بزودی می بَرد

کہ ایک حبشی اونٹ پر مَشک لا رہا ہے، اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے

آں شُتربانِ سیہ را باشتر　　سوئے من آرید بافرمانِ مر

اس حبشی اونٹ والے کو مع اونٹ کے سختی سے میرے پاس لے آؤ

سوئے کثبان آمدند آں طالباں　　بعد یک ساعت بدیدند آنچناں

وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے ویسا ہی دیکھا

بندۂ می شد سیہ بااُشترے　　رَاویہ پُر آب چوں ہدیہ بَرے

حبشی غلام مع اونٹ کے جا رہا تھا، ہدیہ لے جانے والے کی طرح مَشک بھرے ہوئے

پس بدو گفتند می خُواند تُرا　　ایں طرف فخر البشر خیر الوری

انہوں نے اس سے کہا: تجھے بلاتے ہیں انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب

گفت من نشناسم اُرا کیست اُو　　گفت اُو آں ماہ روئے قند خو

اُس نے کہا: میں اُن کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ چاند جیسے چہرے، شکر جیسی عادت والے ہیں

سید وسرور محمدؐ نورِ جاں　　مہتر و بہتر شفیع مجرماں

سید اور سردار، محمدؐ جو جان کا نور ہیں، سب سے بالا اور سب سے اعلی، گناہ گاروں کے شفیع

نوعہا تعریف کردندش کہ ہست　　گفت مانا اُو مگر آں ساحر ست

انہوں نے اُن کی اس طرح کی تعریف کی، جو تھی، اس نے کہا: ہاں، وہ شاید وہی جادوگر ہے

کہ گروہے را زبوں کرد او بسحر　　من نیایم جانبِ او نیم شبر

اس نے ایک جماعت کو جادو سے مغلوب کر دیا ہے، میں اس کی جانب آدھی بالشت نہ جاؤں گا

کشکشانش آوریدند آں طرف　　او فغاں برداشت در شنیع و تف

وہ اس کو کھینچ تان کر کے ادھر لے آئے، اس نے برا کہنے اور گرم مزاجی میں شور شروع کر دیا

چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز　　گفت نوشید آب و بردارید نیز

جب وہ اس کو اُن معزز کے سامنے کھینچ لائے، انہوں نے فرمایا: پانی پی لو، اور لے بھی لو

جملہ را زاں مشک اُو سیراب کرد　　اشتران و ہر کسے زاں آب خورد

انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا، اونٹوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا

راویہ پُر کرد و مَشک از مَشک او ابر گردوں خیرہ شد از رشکِ او

مَشک اور پکھال اس کی مَشک سے بھر لی، آسمان کا اَبر اس کے رشک سے حیران رہ گیا

۔۔۔ قافلہ حیران شدند از کارِ او یا محمد! چیست ایں؟ اے بحر خو!

اُن کے کارنامے سے قافلہ حیران ہو گیا، اے محمد! اے دریا خصلت! یہ کیا ہے؟

کردۂ روپوش مَشکِ خور را غرقہ کردی ہم عرب ہم کُرد را

آپ نے ایک چھوٹی مَشک کو آڑ بنایا، آپ نے عربوں کو بھی اور کُردوں کو بھی اس میں ڈبو دیا

اے غلام! اکنوں تو پر بیں مشک خود تا نگوئی در شکایت نیک و بد

اے غلام! اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے

آں سیہ حیران شد از برہان او می دمید از لا مکان ایمان او

وہ حبشی ان کے معجزے سے حیران ہو گیا غیب سے اس کا ایمان اگنے لگا

چشمۂ دید از ہوا ریزاں شدہ مشک او روپوش فیض آں شدہ

اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

زاں نظر رو پوشہا ہم بر درید تا معین چشمۂ غیبی بدید

اس نے اس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا یہاں تک کہ اس نے غیبی چشمہ کا
جاری پانی دیکھ لیا

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام شد فراموشش زخواجہ و ز مقام

اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا اس سے ٹھکانا، اور آقا فراموش ہو گیا

دست و پایش ماند از رفتن براہ زلزلہ افگند در جانش اِلہ

اس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے درماندہ ہو گئے خدا نے اس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی

باز بہر مصلحت بازش کشید کہ بخویش آ، باز روائے مستفید

(آنحضور ﷺ نے) پھر اس کو مصلحتاً کھینچا کہ اے طالب فیض! ہوش میں آجا (اور) واپس جا

وقت حیرت نیست حیرت پیش تست ایں زماں در راہ در آچالاک و چست

یہ حیرت کا وقت نہیں حیرت پیش آنے والی ہے اب ہوشیاری اور چستی سے راہ (ہدایت) پر آجا

دستہائے مصطفی بر رو نہاد بو سہائے عاشقانہ بس بداد

اس نے مصطفی کے ہاتھ (اپنے) چہرے پر رکھے بہت سے عاشقانہ بوسے دیئے

مصطفی دست مبارک بر رخش آں زماں مالید و کرد اُو فرّخش

مصطفی ﷺ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر اس وقت ملے، اور اس کو بابرکت بنایا

شد سپید آں زنگی و پور حبش ہمچو بدر و روز روشن شد شبش

وہ زنگی حبش کی اولاد سفید ہو گیا چودھویں کے چاند کی طرح اور اسکی رات روشن دن بن گئی

یوسفے شد در جمال ودر دلال گفتش اکنوں رو بدہ واگوئے حال

حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا انہوں نے اس سے فرمایا اب گاؤں چلا جا حال بیان کر دے

او ہمی شد بے سر و بے پائے و مست پائے می نشناخت درر فتن ز دست

وہ اندھا دھن اور مست روانہ ہو گیا چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ کرتا تھا

پس بیامد باد و مشک پر رواں سوئے خواجہ از نواحی کارواں

وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب

خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود کاں غلامش دیر می آمد نہ زود

آقا، راستے پر منتظر بیٹھا تھا کیوں کہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا، نہ کہ جلدی سے

خواجہ ازدو رش بدید وخیرہ ماند از تحیّر اہل آں دہ دا را بخواند

آقا نے اس کو دور سے دیکھا، اور حیران رہ گیا حیرانی سے اس گاؤں والوں کو بلایا

راویہ ما اشترے ماہست ایں پس کجا شد بندہ زنگی جبیں

یہ ہماری پکھال اور ہمارا ہی اونٹ ہے تو کالے چہرے والا غلام کہاں گیا؟

آں یکے بدریست می آید ز دور میز ند بر نور روز از روشن نور

وہ ایک چودھویں کا چاند ہے جو دور سے آرہا ہے اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے

کو غلام ما مگر سرگشتہ شد یا بدو گر گے رسید و کشتہ شد

ہمارا غلام کہاں ہے، شاید آوارہ ہو گیا ہے یا اس کو بھیڑیا ملا، اور مارا گیا

یا مگر اُو را بکشت ایں بد گہر اشترش آورد اینجا از قدر

یاشاید اس بدذات نے اس کو قتل کیا اور تقدیر سے اس کو اونٹ یہاں لے آیا

چوں بیامد پیش گفتش کیستی   از یمن زادی و یا تُر کیستی

جب وہ سامنے آیا اس سے کہا تو کون ہے؟ تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا تُرک ہے؟

تو غلامم را چہ کردی راست گو   گر بکشتی وانُما حیلت مجُو

میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا اگر تو نے قتل کیا ہے، صاف کہہ دے، حیلہ نہ ڈھونڈ

گفت گر کُشتم بتو چوں آمدم   چوں بپائے خود دریں خوں آمدم

اس نے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میں تیرے پاس کیوں آیا ہوں؟ اپنے پاؤں سے خود اس خون (کے معاملہ) میں کیوں حاضر ہو گیا ہوں؟

گفت نے نے در نگیر دبا منت   راست باید گفت سر ست دایں فنت

اس نے کہا نہیں نہیں، تیری بات مجھے درست نہیں لگتی سچ کہنا چاہئے، یہ تیرا مکر بیکار ہے

کو غلام من بگفت اینک منم   کرد دست فضل یزداں روشنم

میرا غلام کہاں ہے، اس نے کہا یہ میں ہوں اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منوّر کر دیا

دیدہ ام صدرے وبدرے گشتہ ام   صاحب فضلے و قدرے گشتہ ام

میں نے صدر کا دیدار کیا ہے اور میں بدر بن گیا ہوں مرتبہ اور بزرگی والا بن گیا ہوں

ہی چہ میگوئی غلام من کجاست   ہیں نخواہی رست از من جز براست

خبردار! کیا کہتا ہے، میرا غلام کہاں ہے؟ خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا

گفت اسرار تُرا باآں غلام   جملہ واگویم یکایک من تمام

اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے راز میں سب ایک ایک پورے بیان کئے دیتا ہوں

زاں زمانے کہ خریدی تو مرا   تا باکنون باز گویم ماجرا

جب سے تو نے مجھے خریدا ہے اب تک کا قصہ دھرائے دیتا ہوں

تا بدانی کہ ہمانم در وجود   گر چہ از شبدیز من صبحے کشود

تاکہ تو جان لے کہ میں وجود میں وہی ہوں اگر چہ میری سیاہی سے صبح نمودار ہوگئی ہے

رنگ دیگر شد ولیکن جان پاک   فارغ از رنگ ست وازارکانِ خاک

رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان عناصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت تو تلاش بسیار کے باوجود سنداً نہیں مل سکی، البتہ صحیح حدیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ ایک سفر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پیاس کی

[1] مثنوي مولوي معنوي:۳۰۵/۳،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

شکایت کی، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کو پانی کی تلاش میں بھیجا، ان دونوں حضرات کو اونٹ پر سوار ایک عورت ملی، جس کے پاس دو پانی کے مشکیزے تھے، چنانچہ وہ اس عورت کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا، جس میں کچھ پانی ڈالا، اور لوگوں میں منادی کروائی، لہذا پورا قافلہ اس سے سیر اب ہو گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ وہ مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے لئے کچھ جمع کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے لئے عجوہ کھجور، آٹا اور ستو ایک کپڑے میں جمع کئے، اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے کپڑا اس کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہم نے تیرے پانی میں کوئی کمی نہیں کی، بلکہ اللہ تعالی نے ہمیں سیر اب کیا ہے، چنانچہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں روک رکھا تھا؟ عورت نے سارا قصہ بتایا اور یہ اقرار کیا کہ بلاشبہ وہ اللہ تعالی کے حقیقی رسول ہیں، اور قصہ کے آخر میں ہے کہ اس کی قوم بھی اسلام میں داخل ہو گئی[1]۔

---

[1] الصحيح للبخاري: ٧٦/١، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

"صحیح بخاری" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا مسدد، قال: حدثني يحيى بن سعيد، قال: حدثنا عوف، قال: حدثنا أبو رجاء، عن عمران، قال: كنا في سفر مع النبي صلى الله عليه وسلم، وإنا أسرينا حتى كنا في آخر الليل، وقعنا وقعة .....ثم سار النبي صلى الله عليه وسلم، فاشتكى إليه الناس من العطش، فنزل فدعا فلانا كان يسميه أبو رجاء نسيه عوف ودعا عليا فقال: اذهبا، فابتغيا الماء، فانطلقا، فتلقيا امرأة بين مزادتين أو سطيحتين من ماء على بعير لها، فقالا لها: أين الماء؟ قالت: عهدي بالماء أمس هذه الساعة ونفرنا خلوف، قالا لها: انطلقي إذا، قالت: إلى أين؟ قالا: إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت: الذي يقال له الصابئ، قالا: هو الذي تعنين، فانطلقي، فجاءا بها إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وحدثاه الحديث، قال: فاستنزلوها عن بعيرها، ودعا النبي صلى الله عليه وسلم بإناء، ففرغ فيه من أفواه المزادتين أو سطيحتين وأوكأ أفواههما وأطلق العزالي، ونودي في الناس: اسقوا واستقوا، فسقى من شاء واستقى من شاء وكان آخر ذاك أن أعطى

روایت نمبر (۲۱)

روایت: ”ہجرت کے وقت نبی علیہ السلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے، ہلکی سی آواز میں سلام کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً باہر تشریف لائے جیسے پہلے ہی سے جاگ رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ سو رہے ہیں، کیا آپ جاگ رہے تھے؟ جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ دنوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آپ کو ہجرت کا حکم ملے گا، اور یہ بھی دل مانتا تھا کہ جب آپ ہجرت کے لئے روانہ ہوں گے تو اس غلام کو اپنی غلامی میں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، پھر دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ حکم رات کو ملا، اور آپ تشریف لائے تو آپ کو جگانے کی تکلیف اٹھانی پڑے گی، چنانچہ جس دن سے خیال آیا، اسی دن سے میں نے رات کو سونا چھوڑ دیا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ آپ کو میرے دروازے پر آکر کھڑا ہونا پڑے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص اس سیاق سے سنداً تاحال ہمیں کہیں

الذي أصابته الجنابة إناء من ماء، قال: اذهب فأفرغه عليك، وهي قائمة تنظر إلى ما يفعل بمائها، وأيم الله لقد أقلع عنها، وإنه ليخيل إلينا أنها أشد ملأة منها حين ابتدأ فيها.

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: اجمعوا لها، فجمعوا لها من بين عجوة ودقيقة وسويقة حتى جمعوا لها طعاما، فجعلوها في ثوب وحملوها على بعيرها ووضعوا الثوب بين يديها، قال لها: تعلمين ما رزئنا من مائك شيئا، ولكن الله هو الذي أسقانا، فأتت أهلها وقد احتبست عنهم، قالوا: ما حبسك يا فلانة! قالت: العجب لقيني رجلان، فذهبا بي إلى هذا الذي يقال له الصابئ ففعل كذا وكذا، فوالله إنه لأسحر الناس من بين هذه وهذه، وقالت: بإصبعيها الوسطى والسبابة، فرفعتهما إلى السماء تعني السماء والأرض أو إنه لرسول الله حقا، فكان المسلمون بعد ذلك يغيرون على من حولها من المشركين، ولا يصيبون الصرم الذي هي منه، فقالت: يوما لقومها ما أرى أن هؤلاء القوم يدعونكم عمدا، فهل لكم في الإسلام؟ فأطاعوها، فدخلوا في الإسلام“.

نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۲۲)

روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات اپنی امت کی کچھ عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا پایا: (۱) ایک عورت پردہ نہ کرنے کی وجہ سے بالوں کے بل لٹکائی گئی تھی (۲) ایک عورت شوہر کو تکلیف دینے کی وجہ سے زبان کے بل لٹکائی گئی تھی (۳) غسل جنابت، غسل حیض نہ کرنے اور نماز کا مذاق اڑانے کی وجہ سے ایک عورت کے پیر اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے (۴) شوہر کے بستر میں ایذاء کا سبب بننے کی وجہ سے ایک عورت پستانوں کے بل لٹکائی گئی تھی (۵) چغل خوری اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ایک عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح، جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا (۶) احسان جتلانے اور حسد کرنے کی وجہ سے ایک عورت کی شکل کتے کی شکل کی طرح تھی"۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزواجر"[1] میں اس روایت کو بلاسند ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

"وقال علي كرم الله وجهه: دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم أنا وفاطمة رضي الله عنهما، فوجدناه يبكي بكاء شديدا، فقلت: فداك أبي وأمي

[1] الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٨٦/٢، ت: محمد محمود عبدالعزيز، سيد إبراهيم صادق، جمال ثابت، دار الحديث - القاهرة، الطبعة ١٤٢٣هـ.

يا رسول الله! ماالذي أبكاك؟ قال: يا علي! ليلة أسري بي إلى السماء، رأيت نساء من أمتي يعذبن بأنواع العذاب، فبكيت لما رأيت من شدة عذابهن، رأيت امرأة معلقة بشعرها يغلي دماغها، ورأيت امرأة معلقة بلسانها والحميم يصب في حلقها، ورأيت امرأة قد شد رجلاها إلى ثدييها ويداها إلى ناصيتها، وقد سلط الله عليها الحيات والعقارب، ورأيت امرأة معلقة بثدييها، ورأيت امرأة رأسها برأس خنزير وبدنها بدن حمار وعليها ألف ألف لون من العذاب، ورأيت امرأة على صورة الكلب، والنار تدخل من فيها وتخرج من دبرها، والملائكة يضربون رأسها بمقامع من نار.

فقامت فاطمة الزهراء رضي الله عنها وقالت: يا حبيبي! وقرة عيني! ما كان أعمال هؤلاء حتى وقع عليهن هذا العذاب؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا بنية! أما المعلقة بشعرها فإنها كانت لا تغطي شعرها من الرجال، وأما المعلقة بلسانها فإنها كانت تؤذي زوجها، وأما المعلقة بثدييها فإنها كانت تؤذي فراش زوجها، وأما التي شد رجلاها إلى ثدييها ويداها إلى ناصيتها، وقد سلط الله عليها الحيات والعقارب، فإنها كانت لا تغتسل من الجنابة والحيض، وتستهزئ بالصلاة، وأما التي رأسها رأس خنزير وبدنها بدن حمار فإنها كانت نمَّامة كذابة، وأما التي على صورة الكلب، والنار تدخل من فيها وتخرج من دبرها، فإنها كانت منّانة حسادة، ويا بنية! الويل لامرأة تعصي زوجها. انتهى ما ذكره ذلك الإمام، والعهدة عليه".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ

پر قربان ہوں کس چیز نے آپ کو رلایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! معراج کی رات میں نے اپنی امت کی کچھ عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا پایا، میں ان کے عذاب کی شدت کی وجہ سے رو رہا ہوں، میں نے ایک عورت کو دیکھا جو بالوں کے بل لٹکائی گئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جو زبان کے بل لٹکائی گئی تھی اور کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالا جا رہا ہے، ایک عورت کو دیکھا اس کے پیر اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور اللہ نے اس پر سانپ بچھو مسلط کر دیئے تھے، ایک عورت پستانوں کے بل لٹکائی گئی تھی، ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا، اور اس پر ہزار ہزار رنگ کے عذاب مسلط تھے، ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے کی طرح ہے، آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی اور اس کے پیچھے سے نکلتی تھی، اور فرشتے اس کے سر کو آگ کے گُرز مار رہے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور کہا: اے میرے حبیب! اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں کے ایسے کیا اعمال تھے جن کی وجہ سے انہیں اس طرح کا عذاب ہو رہا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! جو عورت بالوں کے بل لٹکائی گئی تھی وہ نامحرم مَردوں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی (یعنی پردہ نہیں کرتی تھی)، جو عورت زبان کے بل لٹکائی گئی تھی وہ اپنے شوہر کو تکلیف دیتی تھی، اور جو عورت چھاتی کے بل لٹکائی گئی تھی وہ اپنے شوہر کے بستر میں ایذاء کا باعث بنتی تھی، اور جس عورت کے پاؤں پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور اللہ نے اس پر سانپ بچھو مسلط کئے تھے وہ عورت غسلِ جنابت و غسلِ حیض نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی، اور جس عورت کا سر خنزیر

کے سر کی طرح اور جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا وہ چغل خور، جھوٹی تھی، اور جس عورت کی شکل کتے کی شکل کی طرح تھی، اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر پیچھے سے نکل رہی تھی، وہ احسان جتلاتی اور حسد کرتی تھی، اے میری بیٹی! ہلاکت ہو ایسی عورت کے لئے جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (نقل روایت کے بعد) فرماتے ہیں کہ اس امام کی بات مکمل ہوئی، ذمہ داری اسی پر ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت کی تفصیل گزر چکی ہے کہ سنداً نہیں ملتی، تاہم ذیل میں ”صحیح رجال“ پر مشتمل ایک حدیث نقل کی جارہی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا، جس میں مختلف نافرمان عورتوں کو طرح طرح کے عذاب دیئے جانے کا بیان ہے، اسے بیان کرنا چاہئے، چنانچہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الکبیر“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا بكر بن سهل، ثنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية بن صالح،

[1] المعجم الكبير:۱۸۲/۸،رقم:۷٦٦٦،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

عن سليم بن عامر، أنه حدثه أن أبا أمامة الباهلي حدثه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلاة الصبح، فقال: إني رأيت رؤيا هي حق فاعقلوها، أتاني رجل فأخذ بيدي، فاستتبعني حتى أتى بي جبلا وعرا طويلا، فقال لي: ارقه، فقلت: إني لا أستطيع، فقال: إني سأسهله لك، فجعلت كلما رقيت قدمي وضعتها على درجة حتى استوينا على سواء الجبل فانطلقنا، فإذا نحن برجال ونساء شققة [كذا في الأصل، والصحيح: مشققة] أشداقهم، فقلت: من هؤلاء؟ قال هؤلاء الذين يقولون ما لا يعملون، ثم انطلقنا، فإذا نحن برجال ونساء مثمرة [كذا في الأصل، والصحيح: مسمرة] أعينهم وآذانهم، فقلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء الذين يرون أعينهم ما لا يرون، ويسمعون آذانهم ما لا يسمعون.

ثم انطلقنا، فإذا نحن بنساء معلقات بعراقيبهن مصوبة رؤوسهن، تنهش ثداهن الحيات، قلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء الذين يمنعون أولادهن من ألبانهن، ثم انطلقنا فإذا نحن برجال ونساء معلقات بعراقيبهن مصوبة رؤوسهن يلحسن من ماء قليل وحما، فقلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء الذين يصومون ويفطرون قبل تحلة صومهم، ثم انطلقنا فإذا نحن برجال ونساء أقبح شيء منظرا، وأقبحه لبوسا، وأنتنه ريحا كأنما ريحهم المراحيض، قلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء الزانون والزناة، ثم انطلقنا فإذا نحن بموتى أشد شيء انتفاخا، وأنتنه ريحا قلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء موتى الكفار، ثم انطلقنا وإذا نحن نرى دخانا، ونسمع عواء قلت: ما هذا؟ قال: هذه جهنم فدعها.

ثم انطلقنا، فإذا نحن برجال نيام تحت ظلال الشجر، قلت: ما هؤلاء؟ قال: موتى المسلمين، ثم انطلقنا، فإذا نحن بغلمان وجوار يلعبون بين نهرين، قلت: ما هؤلاء؟ قال: ذرية المؤمنين، ثم انطلقنا فإذا نحن برجال أحسن شيء وجها، وأحسنه لبوسا، وأطيبه ريحا، كأن وجوههم القراطيس قلت: ما هؤلاء؟ قال: هؤلاء الصديقون والشهداء والصالحون، ثم انطلقنا فإذا نحن بثلاثة نفر يشربون خمرا لهم، ويتغنون، فقلت: ما هؤلاء؟ قال: ذلك زيد بن حارثة، وجعفر، [وعبد الله] بن رواحة، فملت قبلهم، فقالوا: قد نالك قد نالك، قال: ثم رفعت رأسي، فإذا ثلاثة نفر تحت العرش، قلت: ما هؤلاء؟ قال: ذاك أبوك إبراهيم وموسى وعيسى، وهم ينتظرونك، صلى الله عليهم أجمعين".

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے، فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جو حق ہے، تم اسے سمجھ لو، میرے پاس ایک شخص آیا، اس نے میرا ہاتھ تھام لیا، پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا حتی کہ وہ مجھے ایک سخت طویل پہاڑ کے پاس لے آیا، پھر مجھے کہا: چڑھیے، میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا، اس شخص نے کہا: میں آپ کے لئے چڑھنے میں سہولت مہیا کروں گا، چنانچہ جب میں ایک قدم بلند کرتا تو اسے ایک درجہ پر رکھتا تھا، یہاں تک کہ ہم پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گئے، تو ہم ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس تھے جن کے جبڑوں کو چیرا جارہا تھا، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے، پھر ہم چلے تو اچانک ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس تھے جن کی آنکھوں اور

کانوں میں گرم سلائی ڈالی جارہی تھی، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: جو اپنی آنکھوں کو وہ دکھاتے ہیں جو انہوں نے نہیں دیکھا ہوتا، اور اپنے کانوں کو وہ سناتے ہیں جو انہوں نے نہیں سنا ہوتا۔

پھر ہم چلے تو اچانک ایسی عورتوں کے پاس تھے جن کی ایڑی کے اوپر والے حصہ کے ساتھ سروں کو جھکا کر لٹکایا گیا تھا، سانپ ان کی چھاتیوں کو ڈس رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں: اس شخص نے کہا: یہ وہ ہیں جو اپنی اولاد سے اپنے دودھ کو روک لیتی تھیں، پھر ہم چلے، تو اچانک ایسے مردوں و عورتوں کے پاس تھے جن کی ایڑی کے اوپر والے حصہ کے ساتھ سروں کو جھکا کر لٹکایا گیا تھا جو تھوڑے کیچڑ ملے پانی کو چاٹ رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں: فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے، اور اپنے روزے حلال ہونے سے پہلے (یعنی افطار سے پہلے) افطار کر لیا کرتے تھے، پھر ہم چلے تو اچانک ہم ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس تھے جو قبیح ترین صورت، اور قبیح ترین لباس میں تھے، اور انتہائی بدبو دار تھے، گویا کہ ان کی بدبو قضائے حاجت (کی) ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں، پھر ہم چلے تو اچانک ہم ایسے مردوں کے پاس تھے جو بہت زیادہ پھولے ہوئے اور بہت زیادہ بدبو دار تھے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اس شخص نے کہا: یہ مرے ہوئے کفار ہیں، پھر ہم چلے تو اچانک ہم نے دھواں دیکھا، اور ہمیں بھونکنے کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: یہ جہنم ہے اسے رہنے دو۔

پھر ہم چلے تو اچانک ہم ایسے لوگوں کے پاس تھے جو درختوں کے سائے میں سوئے ہوئے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: فوت شدہ مسلمان

ہیں، پھر ہم چلے تو اچانک ہم چھوٹے بچے بچیوں کے پاس تھے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: مومنین کی اولاد ہیں، پھر ہم چلے تو ہم اچانک ایسے لوگوں کے پاس تھے جن کے چہرے بہت زیادہ خوبصورت، لباس بہت زیادہ عمدہ اور بہت زیادہ خوشبودار تھے، گویا کہ ان کے چہرے کاغذ ہیں (یعنی ان کے چہرے سفید کاغذ کی طرح ہیں)، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: یہ لوگ صدیقین، شہداء، اور صالحین ہیں، پھر ہم چلیں تو اچانک ہم تین ایسے شخصوں کے پاس تھے جو شراب پی رہے تھے اور گیت گا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں ان کی طرف مائل ہوا تو انہوں نے کہا: آپ کو پالیا ہے، آپ کو پالیا ہے، پھر میں نے سر اٹھایا تو اچانک ہم تین شخصوں کے پاس تھے جو عرش کے نیچے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا: ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام پر رحمت نازل فرمائیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں اس روایت کو نقل کرکے فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الكبير، ورجاله رجال الصحيح". اس کی تخریج طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں کی ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

---
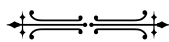
[1] مجمع الزوائد: ۷۷/۱، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

روایت نمبر (۴۳)

روایت: "آپ ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خادم کے کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی"۔

حکم: یہ حکایت خاص ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ بگوشِ چاکرم ۔۔۔ کو بُرد روزے زگردن ایں سَرم

میرے خادم کے کان میں پیغمبر (ﷺ) نے فرمایا کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کرد آگہ آں رسول از وحیِ دوست ۔۔۔ کہ ہلاکم عاقبت بر دستِ اُوست

رسول اللہ (ﷺ) نے وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا کہ میری ہلاکت انجام کار اس کے ہاتھ سے ہوگی

او ہمی گوید بکش پیشیں مرا ۔۔۔ تا نیاید از من ایں منکر خطا

وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالئے، تاکہ ایسی بری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چوں مرگِ من زتُست ۔۔۔ با قضا من چوں توانم حیلہ جُست

میں (اس سے) کہتا ہوں جب کہ میری موت تیرے ہاتھ سے ہے، قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں؟

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۹۰/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

او ہمی اُفتد بہ پیشم کاے کریم　　　مرمرا کن از برائے حق دونیم

وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تا نیاید بر من ایں انجام بد　　　تا نسوزد جانِ من بر جانِ خود

تاکہ میرا یہ برا انجام نہ ہو، تاکہ میں اپنے اوپر نہ جلوں

من ہمی گویم برو جَفَّ القلم　　　عَلم　　　زاں قلم بس سَر نگوں گردد

میں کہتا ہوں: جا قلم خشک ہو چکا ہے، اس قلم سے بہت سے جھنڈے سر نگوں ہوئے ہیں

ہیچ بُغضے نیست در جانم ز تو　　　زانکہ ایں را من نمیدانم ز تو

میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے، اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

۔۔۔۔ آمد و در خاک پیشم او فتاد　　　دمبدم دَر پائے من سَرمی نہاد

وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا، اس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زُو دم بکش　　　تانہ بینم آں دَم ووقتِ تُرش

پھر آیا کہ اے علی! مجھے جلد قتل کر دیجئے، تاکہ وہ برا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کَنم خونم بریز　　　تانہ بنید چشم من آں رستخیز

میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے، تاکہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

گفت ار ہر ذرّہٗ خونی شوَد　　　خنجر اندر کف بقصدِ تو بود

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: اگر ہر ذرہ قاتل بن جائے تیرے لئے اس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سَرِ مواز تو نتو اند بُرید چوں قلم بر تو چناں خطے کشید

تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے، جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھ دیا ہے

لیک بے غم شو شفیع تو منم خواجہ رُوحم نہ مملوکِ تنم

لیکن بے فکر ہو جا، میں تیرا سفارشی ہوں، میں روح کا مالک ہوں، جسم کا غلام نہیں ہوں

پیش من این تن ندارد قیمتے بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے

میرے نزدیک اس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے، بغیر جسم (کے واسطہ) کے میں جوان مرد، جوان مرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شد ریحان من مرگ تَن شد بزم ونرگستان من

خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں، جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ او تن را بدینساں پے کند حرص میری و خلافت کے کند

جو جسم کو اس طرح مغلوب کر دے وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کو شد اندر جاہ و حکم تا امیراں را نما ید راہ حکم

بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کے لئے کوشاں ہے (تو اس لئے ہوا) تاکہ حاکموں کے لئے حکومت کرنے کی رہنمائی کریں

تا بیارا ید بہر تن جامم تا نویسد او بہر کس نامہ

تاکہ ہر (حکومت) کے جسم کے لئے جامہ تیار کر دیں، تاکہ ہر شخص (حاکم) کے لئے قانون نامہ تحریر جاری کریں

تا امیری را دید جان و گر تا دہد نخل خلافت را ثمر

تاکہ امارت میں نئی روح ڈال دیں تاکہ نخل خلافت کو پھل عطا کر دیں

میرئِ او بینی اندر آں جہاں فکرت پنہاں نیت گردد عیاں

اس عالم (آخرت) میں تو ان کی سرداری دیکھے گا، تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائیں گے

ہین گماں بد مبرائے ذولباب باخود آ واللہ اعلم بالصواب

اے عقلمند! خبر دار برا گمان نہ کر، ہوش میں آ، اور اللہ بہتر جانتا ہے[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں ان الفاظ سے کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیوں کہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت تو سنداً مذکورہ الفاظ سے نہیں ملتی، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، البتہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قاتل عبد الرحمن بن ملجَم ہے، اور معتمد روایات میں صرف اس قدر ثابت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص مجھے قتل کرے گا، نیز صحیح روایت

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۹۸/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ كمپني ـ لاهور.

میں ہے کہ نبی ﷺ نے بھی اسی قسم کا اشارہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المستدرك"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار، ثنا الحسن بن علي بن بحر بن بري، ثنا أبي، وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا علي بن بحر بن بري، ثنا عيسى بن يونس، ثنا محمد بن إسحاق، حدثني يزيد بن محمد بن خثيم المحاربي، عن محمد بن كعب القرظي، عن محمد بن خثيم، عن عمار بن ياسر رضي الله عنه، قال: كنت أنا وعلي رفيقين في غزوة ذي العشيرة، فلما نزلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقام بها، رأينا ناسا من بني مدلج يعملون في عين لهم في نخل، فقال لي علي: يا أبا اليقظان! هل لك أن تأتي هؤلاء فننظر كيف يعملون؟ فجئناهم، فنظرنا إلى عملهم ساعة، ثم غشينا النوم، فانطلقت أنا وعلي، فاضطجعنا في صور من النخل في دقعاء من التراب، فنمنا، فوالله! ما أيقظنا إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحركنا برجله، وقد تتربنا من تلك الدقعاء، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أبا تراب! لما يرى عليه من التراب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أحدثكما بأشقى الناس رجلين، قلنا بلى يا رسول الله! قال: أحيمر ثمود الذي عقر الناقة، والذي يضربك يا علي! على هذه يعني قرنه، حتى تبتل هذه من الدم يعني لحيته".

---

[1] المستدرك:۱۵۱/۳،رقم:٤٦٧٩،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذی العشیرہ میں ایک ساتھ تھے، جب وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قیام فرمایا، ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں چشمے پر کام کر رہے تھے، مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو الیقظان! کیا خیال ہے اگر ہم وہاں جا کر دیکھ لیں کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم وہاں گئے، اور کچھ دیر ان کے کام کو دیکھتے رہے، پھر ہم نیند طاری ہونے لگی، تو میں (حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) اور علی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے، چنانچہ ہم کھجور کے درختوں کے ایک جھنڈ میں باریک مٹی پر لیٹ گئے، اللہ کی قسم! ہمیں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں کے ذریعے حرکت دے کر اٹھایا، اس حال میں کہ ہم باریک مٹی سے لت پت ہو چکے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو تراب! (یعنی ابو تراب کہنے کی وجہ) وہ مٹی تھی جو ان پر نظر آ رہی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ دو بد بخت آدمیوں کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک) قوم ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں، اور (دوسرا) وہ شخص جو آپ کو اے علی! یہاں یعنی سر پر مارے گا، یہاں تک کہ خون سے یہ یعنی آپ کی داڑھی تر ہو جائے گی۔

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "مقتل أمير المؤمنين"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا الحسين، نا عبد الله، نا خلف بن سالم، نا أبو نعيم، نا فطر، نا أبو الطفيل، قال: دعا علي الناس للبيعة، فجاء عبد الرحمن بن

---

[1] كتاب مقتل أمير المؤمنين: ص: ٤٣، رقم: ٣٦، ت: إبراهيم صالح، دار البشائر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

ملجَم المرادي، فرده مرتين، ثم بايعه، ثم قال: ما يحبس أشقاها؟ ليخضبن أو ليصبغن هذه [من هذا] للحيته من رأسه، ثم تمثل[من الهزج]:

شد حيازيمك للموت　　فإن الموت آتيك

ولا تجزع من الموت　　إذا حل بواديك".

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا، تو عبد الرحمن بن ملجَم مرادی آگیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اس کو واپس کر دیا، پھر اسے بیعت کر لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قوم کے سب سے بڑے بدبخت کو کیا چیز روکے ہوئے ہے؟ وہ ضرور بالضرور اس داڑھی کو سر سے رنگین کرے گا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور تمثیل کے فرمایا:

موت کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ، کیونکہ موت تمہارے پاس آنے والی ہے

اور موت سے مت گھبراؤ، جب وہ تمہاری وادی میں اتر جائے۔

نیز حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ "مصنف"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"عبد الرزاق، عن معمر، عن أيوب، عن ابن سيرين، قال: كان علي إذا رأى ابن ملجَم قال:

أريد حياته ويريد قتلي　　عذيرك من خليلك من مرادي".

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن ملجم کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھتے تو

---

[1] مصنف:۱۲۵/۱۰،رقم:۱۸۵۹۵،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

فرماتے: میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، (پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے) تم اپنے مرادی دوست کے سلوک کو برداشت کرنے پر اپنا عذر پیش کرو[1]۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة السنن والآثار"[2] میں فرماتے ہیں:

"قال في القديم: وبلغني أن علي بن أبي طالب أتي بابن ملجَم وقد بلغه أنه يريد قتله، فخلاه، وقال: أقتله قبل أن يقتلني".

---

[1] مذکورہ اشعار کی وضاحت ادیب لغوی ابو محمد سیرافی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے ملاحظہ ہو:

"قال سيبويه بعد هذا ومن ثم قالوا: وأنشد بيت عمرو بن معد يكرب:

أريد حباءه ويريد قتلي	عذيرك من خليلك من مراد
فلو لاقيتني للقيت قرنا	وصرح شحم قلبك عن سواد

الشاهد فيه أنه نصب عذيرك بإضمار فعل لا يجوز إظهاره.

وجمع سيبويه في هذا الباب أشياء من المنصوبات لا يجوز إظهار الفعل العامل معها، فابتدأ في أول ذلك بقوله: إياك، وإياك لا يظهر الفعل معها، ثم ذكر: رأسه والحائط وما أشبه من المعطوف، نحو: أهلك والليل، وهذا أيضا لا يجوز إظهار الفعل العامل معه، ثم ذكر المكرر نحو: الحذر الحذر وما أشبهه، وهذا مثل ما تقدم لا يظهر الفعل معه، ثم ذكر: عذيرك، والفعل الناصب له لا يظهر معه، ثم ذكر: نعاء، وهو في موضع انع، ولا يظهر معه فعل، وهذا الباب يشتمل على أشياء مختلفة، يجمعها أنها منصوبات بأفعال لا تظهر، والعذير: بمعنى المعذرة، إلا أن العذير مصدر لا يتصرف تصرف المعذرة، وإنما يلزم موضعا واحدا، وهو يجري مجرى المصادر التي لا تتصرف، نحو سبحان وما أشبهه، ومعنى قولك: عذيرك من خليلك من مراد، يخاطب نفسه ويقول: هات عؤيرك عذيرك في صبرك على ما يفعله بك خليلك من مراد.

وسبب هذا الشعر: أن عمرو بن معد يكرب غزا هو ورجل من مراد يقال له أبي، فغنما، فلما أرادا أن يقسما الغنيمة، والتمس من عمرو أن يأخذ مثل ما أخذ، وأبى عمرو أن يفعل ذاك، فتوعده أبي، وبلغ عمرا أنه يتوعده، فقال هذا الشعر.

وقوله: وصرح شحم قلبك عن سواد، يريد أنه زال قلبك عن موضعه وبدت كبدك". (انظر: شرح أبيات سيبويه: ١٩٥/١، رقم: ١٦٣، ت: محمد على الريح هاشم، دار الفكر - القاهرة، الطبعة ١٣٩٤هـ).

[2] معرفة السنن والآثار: ٢٢٢/١٢، رقم: ١٦٥١٠، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار قتيبة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قدیم قول کے مطابق فرماتے ہیں: اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے ابن ملجم کو لایا گیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ وہ اُنہیں قتل کرنا چاہتا ہے، تو آپ نے اسے چھوڑ دیا، اور فرمایا: کیا میں اسے قتل کر دوں قبل اس کے کہ وہ مجھے قتل کرے۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الكبرى"[1] میں، اور حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[2] میں حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے عبد الرحمن بن ملجَم

---

[1] الطبقات الكبرى:٢٥/٣،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

[2] اسد الغابة في معرفة الصحابة:١١٢/٤،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

"اسد الغابہ" سے واقعہ کی تفصیلی عبارت ملاحظہ ہو: "أنبأنا عبد الوهاب بن هبة الله بن عبد الوهاب إذنا، أخبرنا أبو بكر الأنصاري، أخبرنا أبو محمد الجوهري، أنبأنا أبو عمر بن حيويه، أنبأنا أحمد بن معروف، أنبأنا الحسين بن قهم، أنبأنا محمد بن سعد قال: انتدب ثلاثة نفر من الخوارج: عبد الرحمن بن ملجَم المرادي، وهو من حمير، وعداده في بني مراد، وهو حليف بني جبلة من كندة، والبرك بن عبد الله التميمي، وعمرو بن بكر التميمي، فاجتمعوا بمكة، وتعاهدوا وتعاقدوا ليقتلن هؤلاء الثلاثة: علي بن أبي طالب، ومعاوية، وعمرو بن العاص، ويريحوا العباد منهم، فقال ابن ملجَم: أنا لكم بعلي، وقال البرك: أنا لكم بمعاوية، وقال عمرو بن بكر: أنا كافيكم عمرو بن العاص، فتعاهدوا على ذلك وتعاقدوا عليه، وتواثقوا أن لا ينكص منهم رجل عن صاحبه الذي سمي له، ويتوجه له حتى يقتله أو يموت دونه، فاتعدوا بينهم ليلة سبع عشرة من رمضان، ثم توجه كل رجل منهم إلى المصر الذي فيه صاحبه، فقدم عبد الرحمن بن ملجَم الكوفة، فلقي أصحابه من الخوارج، فكاتمهم ما يريد، وكان يزورهم ويزرونه، فزار يوما نفرا من بني تيم الرباب، فرأى امرأة منهم يقال لها: قطام بنت شجنة بن عدي بن عامر بن عوف بن ثعلبة بن سعد بن ذهل بن تيم الرباب، وكان علي قتل أباها وأخاها بالنهروان، فأعجبته فخطبها، فقالت: لا أتزوجك حتى تشتفي لي، فقال: لا تسأليني شيئا إلا أعطيتك، فقالت: ثلاثة آلاف، وقتل علي بن أبي طالب، فقال: والله! ما جاء بي إلى هذا المصر إلا قتل علي، وقد أعطيتك ما سألت، ولقي ابن ملجَم شبيب بن بجرة الأشجعي، فأعلمه ما يريد، ودعاه إلى أن يكون معه، فأجابه إلى ذلك.

وظل ابن ملجَم تلك الليلة التي عزم فيها أن يقتل عليا في صبيحتها يناجي الأشعث بن قيس الكندي في مسجده حتى يطلع الفجر، فقال له الأشعث: فضحك الصبح، فقام ابن ملجَم، وشبيب بن

کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔

بجرة، فأخذا أسيافهما، ثم جاءا حتى جلسا مقابل السدة التي يخرج منها علي، قال الحسن بن علي: فأتيته سحيرا، فجلست إليه فقال: إني بت الليلة أوقظ أهلي، فملكتني عيناي وأنا جالس، فسنح لي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! ما لقيت من أمتك من الأود واللدد، فقال لي: ادع الله عليهم، فقلت: اللهم أبدلني بهم خيرا منهم، وأبدلهم بي شرا لهم مني، ودخل ابن التياح المؤذن على ذلك فقال: الصلاة، فقام يمشي ابن التياح بين يديه وأنا خلفه، فلما خرج من الباب نادى: أيها الناس! الصلاة الصلاة، كذلك كان يصنع كل يوم يخرج ومعه درته يوقظ الناس، فاعترضه الرجلان، فقال بعض من حضر: ذلك بريق السيف، وسمعت قائلا يقول: لله الحكم يا علي! لا لك، ثم رأيت سيفا ثانيا فضربا جميعا، فأما سيف ابن ملجَم فأصاب جبهته إلى قرنه ووصل إلى دماغه، وأما سيف شبيب فوقع في الطاق، فسمع علي يقول: لا يفوتنكم الرجل، وشد الناس عليهما من كل جانب، فأما شبيب فأفلت، وأخذ ابن ملجَم، فأدخل على علي، فقال: أطيبوا طعامه، وألينوا فراشه، فإن أعش فأنا ولي دمي، عفو أو قصاص، وإن مت فألحقوه بي أخاصمه عند رب العالمين، فقالت أم كلثوم بنت علي: يا عدو الله! قتلت أمير المؤمنين؟ قال: ما قتلت إلا أباك، قالت: والله! إني لأرجو أن لا يكون على أمير المؤمنين بأس، قال: فلم تبكين إذا ثم؟ قال: والله لقد سممته شهرا يعني سيفه، فإن أخلفني أبعده الله وأسحقه.

وبعث الأشعث بن قيس ابنه قيس بن الأشعث صبيحة ضرب علي، فقال: أي بني، انظر كيف أصبح أمير المؤمنين؟ فذهب فنظر إليه، ثم رجع فقال: رأيت عينيه داخلتين في رأسه، فقال الأشعث: عيني دميغ ورب الكعبة.

قال: ومكث علي يوم الجمعة ويوم السبت وبقي ليلة الأحد لإحدى عشرة بقيت من شهر رمضان من سنة أربعين، وتوفي رضوان الله عليه، وغسله الحسن والحسين وعبد الله بن جعفر، وكفن في ثلاثة أثواب ليس فيها قميص.

قالوا: وكان عبد الرحمن بن ملجَم في السجن، فلما مات علي ودفن، بعث الحسن بن علي إلى ابن ملجَم، فأخرجه من السجن ليقتله، فاجتمع الناس وجاءوا بالنفط، والبواري والنار، وقالوا: نحرقه، فقال: عبد الله بن جعفر، وحسين بن على، ومحمد بن الحنفية دعونا حتى نشفي أنفسنا منه، فقطع عبد الله بن جعفر يديه ورجليه، فلم يجزع ولم يتكلم، فكحل عينيه بمسمار محمي، فلم يجزع وجعل يقول: إنك لتكحل عيني عمك بمملول ممض، وجعل يقرأ: "اقرأ باسم ربك الذي خلق"، حتى أتى على آخر السورة، وإن عينيه لتسيلان، ثم أمر به فعولج عن لسانه ليقطعه، فجزع، فقيل له: قطعنا يديك ورجليك وسملنا عينيك يا عدو الله! فلم تجزع، فلما صرنا إلى لسانك جزعت، قال ما ذاك من جزع إلا أني أكره أن أكون في الدنيا فواقا لا أذكر الله، فقطعوا لسانه، ثم جعلوه في قوصرة، فأحرقوه بالنار، والعباس بن علي يومئذ صغير، فلم يستأن به بلوغه، وكان ابن ملجَم أسمر أبلج، في جبهته أثر السجود".

روایت نمبر (۴۴)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا خواب میں دیکھنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہو رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، بارش کا جو پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آرہا ہے وہ سارا کا سارا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر آرہا ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھنا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے چھینٹوں کا اڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑنا

روایت: ”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہو رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، بارش کا جو پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آرہا ہے وہ سارا کا سارا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر آرہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے چھینٹیں اڑ کر میرے اوپر پڑ رہی ہیں اور میں بھیگا چلا جا رہا ہوں، صبح اٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رات خواب میں یہ چیزیں دیکھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ علوم نبوت تھے جو بارش کی طرح میرے اوپر برس رہے تھے، صدیق رضی اللہ عنہ کو چونکہ میرے ساتھ کمال مناسبت نصیب ہے اس لئے وہ مجھ سے سب سے زیادہ کمالات پا رہا ہے، اور اس کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے تم بھی ان علوم کو حاصل کر رہے ہو“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب

تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
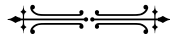
روایت نمبر ۲۵

روایت: عرب کے سرداروں کا آنحضور ﷺ سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ لیجئے تاکہ جھگڑا نہ ہو اور آنحضور ﷺ کا ان کو جواب دینا کہ میں اس حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جانبین سے ان کی بحث، پھر سیلاب کا آنا اور اسے روکنے کے لئے سرداروں نے اپنے نیزے ڈالے جنہیں سیلاب بہا کر لے گیا، اور آپ ﷺ نے اس میں ایک شاخ ڈالی تو سیلاب مڑ کر سمندر کی جانب چلا گیا۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

آں امیرانِ عرب گرد آمدند   نزد پیغمبرؐ منازِع می شدند

عرب کے سردار جمع ہوگئے پیغمبر ﷺ کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے

کہ تو میری ہر یک از ماہم امیر   بخش کن ایں ملک و بخش خود بگیر

کہ آپ بھی سردار ہیں اور ہم میں سے بھی ہر ایک امیر ہے اس ملک کو تقسیم کر لیجئے اور اپنا حصہ لے لیجئے

ہر یکے در بخشِ خود انصاف جُو   تو ز بخش ما دو دستِ خود بشُو

ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے آپ ہمارے حصہ سے اپنے دونوں ہاتھ دھو لیجئے

[1] مثنوي مولوي معنوي: ٢٦٦/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ كمبني ـ لاهور.

گفت میری مر مرا حق دادہ است سَروری و اَمرِ مطلق دادہ است

آپ نے فرمایا مجھے سرداری خدا نے عطا کی ہے (اُس نے) عام سرداری اور حکم عطا فرمادیا ہے

کایں قرانِ احمدؐ ست و دورِ اُو ہیں بگیرید امرِ اُو را اِتقُو

کیونکہ (فرمایا ہے) یہ احمد ﷺ کا زمانہ اور دور ہے خبردار! اس کا حکم مانو اور تقوی اختیار کرو

قوم گفتندش کہ ماہم زاں قضا حاکمیم وداد اَمیری ماخُدا

قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے حاکم ہیں اور خدا نے ہمیں حکومت دی ہے

گفت لیکن مر مرا حق ملک داد مر شمارا عاریۃ از بہرِ زاد

آپ نے فرمایا کہ مجھے (اللہ تعالی) نے حکومت دی ہے تمہارے پاس کھانے پینے کے لئے عارضی ہے

میری من تا قیامت باقی ست میری عاریتی خواہد شکست

میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے عارضی حکومت ٹوٹ جائے گی

قوم گفتند اے امیر افزوں مگو چیست حُجّت بر فزوں جوئی تُو

لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

در زماں اَبرے بر آمدز اَمرِ مر سَیل آمد گشت آں اطراف پُر

فوراً، سخت حکم سے ایک ابر آیا سیلاب آیا اور اطراف (پانی سے) پُر ہو گئے

رُو بشہر آورد سَیلے بس مُہیب　　　اہل شہر افغاں کناں جملہ رَعیب

ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رُخ کیا شہر والے خوفزدہ ہو کر فریاد کرنے لگے

گفت پیغمبرؐ کہ وقت امتحاں　　　آمد اکنوں تا نہاں گرد دعیاں

پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ امتحان کا وقت اب آ گیا تا کہ پوشیدہ (راز) اب ظاہر ہو جائے

ہر اَمیرے نیزۂ خود در فگند　　　تا شود دَر امتحاں آں سَیل بند

ہر سردار نے اپنا نیزہ ڈال دیا تا کہ آزمائش (کے وقت) میں سیلاب رُک جائے

نیز ہارا ہمچُو خاشا کے رَبُود　　　آب تیزِ سَیل پُر جوش و عَنُود

نیزوں کو تنکوں کی طرح بہا لے گیا جو شیلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی

پس قَضیب اَنداخت دروَے مُصطفی　　　آں قضیبِ مُعجزِ فرماں رَوا

پھر مُصطفی نے ایک شاخ اُس میں ڈال دی وہ شاخ جو (سیلاب کو) عاجز کرنے والی اور حاکم تھی

نیز ہا گم گشت جُملہ و آں قضیب　　　برسَر آب ایستادہ چوں رقیب

سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شاخ نگراں کی طرح پانی پر کھڑی رہی

ز اہتمامِ آں قضیب آں سَیل رفت　　　رُو بگردانید و سُویِ بحر رفت

اُس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا اس نے رُخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

چوں بدیدند از وَے آں امرِ عظیم　　　پس مقر گشتند آں میراں زبیم

جب انہوں نے اُن سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا وہ سردار ڈر سے اِقرار کرنے والے بن گئے

جُز سہ کس کہ حِقدِ ایشاں چیرہ بود ساحرش گفتندو کاہن از جحُود

سوائے تین شخصوں کے جن کا کینہ غالب تھا انہوں نے انکار سے اُن کو جادوگر اور کاہن کہا

بود بوجہلِ لعین وبولہب واں سُوم ہم بُود بوسفیانِ حرب

ملعون ابو جہل تھا اور ابو لہب اور وہ تیسرا ابو سفیان بن حرب تھا

ملک بَربَستہ چناں باشد ضعیف ملک بَررَستہ چناں باشد شریف

مارے باندھے کی سلطنت ایسی کمزور ہوتی ہے آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے

نیز ہارا گر ندیدی یا قضیب نام شاں بیں نام او بیں اے نجیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے اے شریف! اُن کا نام اور اِن کا نام دیکھ لے

نام شاں را سیل تیز مرگ برد نامِ او و دولت تیزش نمرُد

اُن کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا اُن کا نام اور اُن کی تیز حکومت نہیں مری ہے

پنج نوبت می زندش بردوام ہم چنیں ہر روز ترا روز قیام

ہمیشہ پانچ وقت اُن کے نام پر نوبت بجتی ہے اِسی طرح قیامت تک ہر روز

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ۳۶

روایت: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتے تو سلام میں پہل کرتے، ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلام میں تاخیر کی، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام میں پہل کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے سلام میں تاخیر کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات خواب میں جنت میں ایک ایسا بڑا محل دیکھا کہ اس جیسا محل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے بھائی سے سلام میں پہل کرے، تو میں نے چاہا کہ یہ محل ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہو جائے، تو میں نے سلام میں تاخیر کی، تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے سلام میں سبقت لے کر اس محل کے حق دار بن جائیں“۔

روایت کا مصدر

علامہ ابراہیم بن عامر عبیدی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۹۱ھ) نے ”عمدة التحقیق“[1] میں یہ روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”حكاية: رأيت في بعض كتب التاريخ: أنه كان من عادة علي رضي الله عنه إذا لاقى أبا بكر يبدأ بالسلام، فلاقاه يوما فتراخى علي بالسلام على أبي بكر، حتى سبقه أبو بكر رضي الله عنه بالسلام، وجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم وقال: يا رسول الله! من عادتي مع علي أنه يبدأني بالسلام إلا

[1] عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: ص:۷۸، مطبعة جمعية المعارف، الطبعة ۱۲۸۷ھ۔

في هذا اليوم، وما علمت موجبا لتخلف عادته معي.

فأرسل صلى الله عليه وسلم إلى علي وسأله عن موجب التخلف، فقال: يا رسول الله! رأيت الليلة الماضية إني دخلت الجنة، ورأيت فيها قصرا عظيما ما رأيت مثله فيها، فقلت لمن هذا القصر؟ فقيل: لمن يسبق أخاه بالسلام، فأحببت أن يكون القصر لأبي بكر، فتراخيت حتى سبقني".

حکایت: میں نے تاریخ کی بعض کتب میں دیکھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی کہ وہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملتے تو سلام میں پہل کرتے، ایک دن علی رضی اللہ عنہ کی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے میں تاخیر کی، یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کرنے میں پہل کی، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معمول تھا کہ وہ مجھ سے سلام میں پہل کرتے تھے لیکن آج انہوں نے ایسا نہیں کیا، اور مجھے معلوم نہیں کہ اس عادت سے اعراض کرنے کا کیا سبب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کی جانب پیغام بھیجا اور ان سے اعراض کی وجہ پوچھی، علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، اور میں نے جنت میں ایک ایسا بڑا محل دیکھا کہ اس جیسا محل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ کہا گیا کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے بھائی سے سلام میں پہل کرے، تو میں نے یہ چاہا کہ یہ محل ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہو جائے، لہذا میں نے سلام میں تاخیر کی تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے سبقت لے جائیں۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو محمد ابن ابی جمرہ ازدی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "بهجة النفوس"[1] میں بلا سند کے ذکر کی ہے، اور علامہ ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[2] میں ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
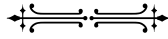
[1] بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها: ۲۷/۳، دار الجيل ـ بيروت، الطبعة الثالثة.

"بهجة النفوس" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وكما فعل علي رضي الله عنه مع أبي بكر رضي الله تعالى عنه في السلام، لأن عليا رضي الله عنه كان إذا لقي أبا بكر رضي الله عنه ابتدأه بالسلام، فلما أن كان يوما لقيه فلم يسلم عليه، فابتدأه أبو بكر بالسلام، ورد عليه علي، فجاء أبو بكر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر له ذلك، فإذا بعلي قد جاء، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ما منعك أن تبتدئ أبا بكر اليوم بالسلام؟ فقال: يا رسول الله! إني رأيت البارحة قصرا في الجنة فأعجبني، فقلت: لمن هذا؟ فقيل: لمن يبتدئ أخاه بالسلام، فأردت أن أوثر اليوم أبا بكر به على نفسي".

[2] نزهة المجالس: ۲۵۴/۱، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۳۸هـ.

روایت نمبر ۴۷

روایت: مساجد اپنے آباد کرنے والوں کو کشتی کی صورت میں پل صراط پار کروا کر جنت میں لے کر جائیں گی۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[1] میں بلاسند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"إذا كان يوم القيامة يأتي قوم فيقفون على الصراط يبكون، فيقال لهم: جوزوا على الصراط، فيقولون: نخاف من النار، فيقول جبريل عليه السلام: وكيف كنتم تمرون على البحر؟ فيقولون: بالسفن، فيؤتى بمساجد كان يصلون فيها كالسفن، فيركبونها ويمرون على الصراط".

جب قیامت کا دن ہو گا تو کچھ لوگ پل صراط پر رکے ہوئے ہوں گے، وہ رو رہے ہوں گے، چنانچہ ان سے کہا جائے گا: پل صراط کو پار کرو، وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہمیں آگ کا ڈر ہے، تو جبرئیل علیہ السلام ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ دنیا میں سمندر میں کیسے گزرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ کشتیوں کے ذریعے سے، چنانچہ کشتیوں کی صورت میں مساجد کو لایا جائے گا جس میں وہ لوگ نماز پڑھتے تھے، پھر وہ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر پل صراط سے گزر جائیں گے۔

زیر بحث روایت قاضی عبد الرحیم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب

---

[1] نزهة المجالس: ۱۳۸/۱، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۳۸ھ۔

"دقائق الأخبار"[1] میں بھی بلا سند مذکور ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہی کتاب "دقائق الأخبار"[2] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بھی منسوب کی گئی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
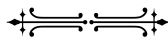
[1] دقائق الأخبار فی ذکر الجنة والنار: ص:۳۳، الحرمین - الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[2] انظر دقائق الأخبار: ص:١١٠، مطبع قيومي - كانبور، الطبعة ١٣١٥هـ.

روایت نمبر ۲۸

روایت: ”روز قیامت مساجد کا سفید بختی اونٹوں کی شکل میں آنا، جسے موذنین آگے سے اور ائمہ پیچھے سے چلا رہے ہوں گے، جس پر یہ لوگ قیامت کے تمام مراحل سے گزر جائیں گے، اور کہا جائے گا یہ امت محمدیہ ﷺ کے وہ افراد ہیں جو باجماعت نماز کی حفاظت کرتے تھے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنبيه الغافلين“[1] میں بلاسند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”وعن أنس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: يحشر الله المساجد كأنها بخت بيض، قوائمها من العنبر، وأعناقها من الزعفران، ورؤوسها من المسك الأذفر، وأزمتها من الزبرجد الأخضر، وقوادها المؤذنون يقودونها، والأئمة يسوقونها، فيعبرون بها في عرصات القيامة كالبرق الخاطف، فيقول أهل القيامة: هؤلاء الملائكة المقربون والأنبياء المرسلون، فينادونهم: يا أهل القيامة! ما هؤلاء الملائكة المقربون والأنبياء والمرسلون، قالوا: هم من أمة محمد صلى الله عليه وسلم الذين كانوا يحفظون صلاة الجماعة“.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی محشر میں مساجد کو لائیں گے، گویا کہ وہ سفید بختی اونٹ ہیں، جن کے پاؤں عنبر کے، گردن

[1] تنبيه الغافلين: ص: ۳۰۵، رقم: ٤٣٤، ت: يوسف علي بدوي، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

زعفران کی، سر تیز مشک، اور لگام سبز زبر جرد کی ہوگی، اور موذنین ان کو آگے سے، اور ائمہ پیچھے سے چلا رہے ہوں گے، یہ لوگ قیامت کے میدانوں کو ان اونٹوں پر بجلی کی کڑک کی طرح پار کرلیں گے، قیامت والے کہیں گے: یہ مقرب فرشتے اور مرسل انبیاء ہیں، چنانچہ کہنے والے با آواز بلند کہیں گے: اے قیامت والو! یہ مقرب فرشتے اور مرسل انبیاء نہیں ہیں، وہ مزید کہیں گے: یہ امت محمد ﷺ کے وہ افراد ہیں جو باجماعت نماز کی حفاظت کرتے تھے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بلاسند اپنی تفسیر "الجامع لأحكام القرآن"[1] میں ایک مقام پر امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے، اور دوسرے مقام پر امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب کے بغیر ذکر کی ہے[2]، نیز یہی روایت علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[3] میں اور علامہ عثمان بن حسن خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے "درة الناصحين"[4] میں بلاسند ذکر کی ہے۔

اسی طرح زیر بحث روایت قاضی عبد الرحیم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب "دقائق الأخبار"[5] میں بھی بلاسند مذکور ہے۔

---

[1] الجامع لأحكام القرآن: ٢٧٥/١٥، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] الجامع لأحكام القرآن: ٢٩٥/١٥، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[3] نزهة المجالس: ١٣٨/١، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ.

[4] درة الناصحين: ص: ٤١، فيضي كتب خانه ـ كوئته ـ باكستان.

[5] دقائق الأخبار في ذكر الجنة والنار: ص: ٣٣، الحرمين ـ الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہی کتاب "دقائق الأخبار"[1] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بھی منسوب کی گئی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] انظر دقائق الأخبار:ص:١١٠،مطبع قيومي ۔ كانبور،الطبعة ١٣١٥هـ.

روایت نمبر (۴۹)

روایت: "جس نے نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھی، اللہ رب العزت جنت میں ایک فرشتہ کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتہ جنت کے ایک دریا کے اندر غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے، اس کے پروں سے پانی کے جتنے قطرے ٹپکتے ہیں، اتنی نیکیاں اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
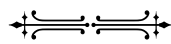
روایت نمبر (۳۰)

روایت: ”جس عورت کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے ماں باپ کی زیارت کی نیت کر لے کہ میں اپنے ماں باپ سے ملنے جا رہی ہوں، اور خاوند سے اجازت لے کر جائے، اور دل میں یہ ہو کہ اس عمل سے اللہ راضی ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس عورت کو سو نیکیاں عطاء فرماتے ہیں، سو گناہ معاف فرماتے ہیں اور جنت میں سو درجے بلند کرتے ہیں“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: "لرد دانق من حرام يعدل عند الله سبعين ألف حجة". حرام کا ایک دانق لوٹانا اللہ تعالی کے ہاں ستر ہزار مقبول حج کے برابر ہے۔	باطل، من گھڑت
② روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انس! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے استخارہ کرو"۔	ساقط، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
③ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ترك الأربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي". جس نے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں چھوڑ دیں، وہ میری شفاعت نہیں پائے گا"۔	حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غریب جداً" کہا ہے، علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کو اصحاب حدیث نے ذکر نہیں کیا، اور اس کے ثبوت میں نظر ہے"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی ہے"، اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد الحوت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ

	بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی کوئی اصل نہیں ہے''، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی معرفت نہیں ہے''، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
④ روایت: ایک اونٹنی کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک اعرابی کے حق میں درود پڑھنے کی وجہ سے گواہی دینا۔	حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''من گھڑت''، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ظاہر النکارہ'' کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑤ روایت: ''الصلاۃ تسود وجه الشیطان''. نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑥ روایت: ''المغتاب والمستمع شریکان في الإثم''. غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ غریب ہے''، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان الفاظ سے اس کی اصل کی معرفت نہیں ہے''، علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کی معرفت نہیں''، علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان الفاظ سے اس کی معرفت نہیں

روایت	حکم
	ہے"، علامہ امیر کبیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہیں آئی ہے"، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے یہ حدیث نہیں دیکھی"، الحاصل ان الفاظ سے اس روایت کی معرفت نہیں ہے، تاہم اس کا معنی درست ہے، چنانچہ اسے ان الفاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑦ روایت: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغيبة والاستماع إلى الغيبة". رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت کے سننے سے منع فرمایا ہے۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
⑧ روایت: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالی کا ہم نشین بنے، تو اس کو چاہیے کہ وہ صوفیہ کی ہم نشینی اختیار کرے"۔	من گھڑت
⑨ روایت: ایک شخص کا غرائب علم سیکھنے کے لئے آنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے چند سوالات کرنا، مثلاً حق تعالی کی معرفت، موت کی پہچان، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب میں ارشاد فرمانا کہ پہلے اس پر پختگی اختیار کرو، پھر آکر غرائب علم سیکھنا۔	شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" تک کہا ہے، بہر صورت بیان نہیں کر سکتے۔
⑩ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بازار سے کوئی عمدہ چیز اپنے بچوں کے لئے لائے تو پہلے بچیوں کو دے"۔	منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ بعض نے اسے "من گھڑت" تک کہا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔

⑪روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے:”الحمد لله على النعمة أمان لزوالها“. کسی نعمت پر اللہ تعالی کی حمد کرنا اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے“۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
⑫روایت:”آپ ﷺ نے فرمایا:”الذكر نعمة من الله فأدوا شكرها“. ذکر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہذا اس کا شکر ادا کرو“۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
⑬ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:”الدنيا حلم ، وأهلها عليها مجازون ومعاقبون“. دنیا ایک خواب ہے، اور اہل دنیا کو اس پر جزا اور سزا دی جائے گی“۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے روایت کے بارے میں فرمایا ہے: ”مجھے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں مل سکی“، نیز حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑭روایت: ایک بادشاہ کا ایک عالی شان محل بنوا کر لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کرنا، پھر ایک شخص کا بادشاہ کو محل کے دو عیبوں کی جانب متوجہ کرنا:① بادشاہ کی موت② محل کا اجڑ جانا۔	یہ حکایت پچھلی امت کے کسی بادشاہ کے قصے کے طور پر ملتی ہے، آپ ﷺ کے ارشاد کے طور پر نہیں مل سکی، اس لئے اسے حدیث یا آپ ﷺ کا ارشاد کہہ کر بیان نہیں کر سکتے۔
⑮روایت: ”كان يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أصابه مرض أوهم: اشتدي أزمة! تنفرجي“. جب آپ ﷺ کو کوئی مصیبت یا غم پہنچتا تو آپ ﷺ فرماتے: اے مصیبت! تو سخت ہو جا، ٹل جائے گی۔	باطل، من گھڑت ہے۔

(۱۶) روایت: آپ ﷺ کا بچپن میں گم ہونا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا پریشان ہونا، اور ایک بوڑھے کا حضرت حلیمہ کو بتوں کے پاس لے جانا، اور آپ ﷺ کا نام سن کر بتوں کا گر جانا۔	ذکر کردہ سیاقِ خاص کے ساتھ اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس میں رکیک الفاظ ہیں، جو درستگی کے مشابہ نہیں ہیں"، نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "مردود وباطل کے مشابہ" قرار دیا ہے، اس لئے اس حکایت کو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۷) روایت:"إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم، فضيقوا مجاريه بالجوع". شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہوں کو تنگ کر دو۔	علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق صحیحین میں یہ الفاظ مذکور ہیں: شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے، لیکن غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں "بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو" کے اضافی کلمات نقل کئے ہیں، اور یہ اضافہ معروف نہیں ہے، اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق روایت کا جزء اول (یعنی شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے) متفق علیہ ہے ان اضافی الفاظ کے بغیر: بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کر دو، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ

	فرماتے ہیں کہ یہ اضافی الفاظ بعض صوفیہ کی طرف سے مدرج ہیں، لہذا ان اضافی کلمات (بھوک کے ذریعے شیطان کی گزر گاہ کو تنگ کردو) کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑱ روایت: ”اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ”ابن آدم خلقتك لعبادتي فلا تلعب، وتكفلت برزقك فلا تتعب، فاطلبني تجدني، فإن وجدتني وجدت كل شيء، وإن فتك فاتك كل شيء، وأنا أحب إليك من كل شيء“. اے ابن آدم! تجھے میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، لہذا تو کھیل کود میں مت لگ، اور تیری روزی کا ذمہ میں نے لیا ہے، لہذا تو مت تھک، تو مجھے طلب کر، تو مجھے پالے گا، اگر تو نے مجھے پالیا تو تو نے ہر چیز کو پالیا، اور اگر میں تجھے نہ ملا تو تجھے کوئی شئ نہ ملی، اور میں تیرے لئے ہر شئ سے زیادہ محبوب ہوں“۔	حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ”حدیث اسرائیلی“ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”اثر الٰہی“، حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”وفی بعض الآثار“ اور علامہ فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کما فی الاثر“ کہہ کر نقل کیا ہے، اسی طرح علامہ ابو الفتح ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے“، الحاصل زیر بحث روایت کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔
⑲ روایت: ”رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: علم کا صرف اللہ تعالی کے لئے سیکھنا اللہ تعالی کے خوف کے حکم میں ہے، اور اس کی طلب (یعنی تلاش کے لئے کہیں جانا) عبادت ہے، اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے، اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے، اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے، اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ تعالی کے یہاں قربت ہے“۔	حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مرفوع ہونا غریب جداً ہے“، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے، اور موقوف ہونا اصح ہے“، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”محمد بن تمیم

	حدیث گھڑنے والے مشہور لوگوں میں سے ایک ہے"،حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بظاہر یہ حدیث محمد بن تمیم کے ہاتھوں کی ایجاد ہے"، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایات	حکم
① روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر جھک جانے (یعنی عاجزی اختیار کرنے) سے تمہاری عزت گھٹ جائے تو قیامت کے دن مجھ سے لے لینا“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص ادب میں سستی کرے گا تو اسے سنت سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص سنت میں سستی کرے گا تو اسے فرائض سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو شخص فرائض میں سستی کرے گا تو اسے معرفت سے محرومی کی سزا دی جائے گی“۔	سنداً نہیں ملتی، اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ یہ روایت امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتی ہے، اس لئے اسے امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے بیان کرنا چاہیئے، واللہ اعلم۔
③ روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا: آپ کی سب سے زیادہ طاقت کہاں استعمال ہوئی؟ جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا: تین موقعوں پر: ① جنت سے مینڈھا لاتے وقت ② جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا ③ اور جب آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
④ روایت: نبی اکرم ﷺ نے واقعۂ افک میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے منافقین کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی کو نہیں بیٹھنے دیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فاشی سے ملوث عورت سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فرمایا: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کسی کا قدم اس پر نہ پڑے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے، اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اسے اتار دیں، تو اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی گھر والی ذرہ برابر بھی کسی برائی میں مبتلا ہو اور اللہ تعالی آپ ﷺ کو اسے جدا کرنے کا حکم نہ دے۔	
⑤ روایت: ایک مرتبہ یہ درود پڑھنا دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے: "اللهم صل على محمد السابق للخلق نوره والرحمة للعالمين ظهوره، عدد من مضى من خلقك، ومن بقي ومن سعد منهم ومن شقي، صلاة تستغرق العد، وتحيط بالحد، صلاة لاغاية لها ولا انتهاء ولا أمد لها ولا انقضاء صلواتك التي صليت عليه صلاة دائمة بدوامك، وعلى آله وصحبه كذلك والحمد لله على ذلك".	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑦ روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کی اتباع میں مانگ نکالنے کی چاہت کرنا، بال گھنگھریالے ہونے کی وجہ سے مانگ نہ نکلنا، پھر صحابی رضی اللہ عنہ کا مانگ نکالنے کے لئے اپنے سر کے درمیان گرم سلاخ کا پھیرنا۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
⑧ روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیوی کی خدمت سے خوش ہو کر ان سے کہنا کہ جو تم مانگو گی میں ضرور دوں گا، اس پر بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا، الحاصل پریشان ہو کر صحابی رضی اللہ عنہ بیوی کے ساتھ	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔

روایت	حکم
نبی کریم ﷺ سے مشورہ کرنے گئے، راستے میں صحابی رضی اللہ عنہ کو ٹھوکر لگی، تو بیوی نے یہ کہہ کر طلاق کا مطالبہ چھوڑ دیا: اب تک تمہیں کوئی مصیبت نہیں پہنچی تھی، اس لئے میں تمہیں منافق سمجھ رہی تھی، اور اب میں مطمئن ہوگئی ہوں۔	
(۹) روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کھانے کے ٹکڑے اٹھانا حوروں کا مہر ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۰) روایت: "ایک دفعہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سارے مدینے والوں کی دعوت کی، اسی دوران اچانک رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر پڑی جو کسی گہری سوچ میں تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی دعوت کی ہے اور تم یہاں بیٹھے کیا غور و فکر کر رہے ہو؟ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں یہاں اسی فکر میں بیٹھا ہوں کہ کیسے آپ ﷺ کا ایک ایک امتی جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والا بن جائے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر عبد الرحمن ہزار سال بھی مدینے والوں کی دعوت کرتا رہے تو تمہارے ثواب کو نہیں پا سکتا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۱) روایت: مہمانوں کے ساتھ بلاؤں کا گھر سے چلے جانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۲) روایت: "رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "من ترك سنتي لم ينل شفاعتي". جس نے میری سنت ترک کی وہ میری شفاعت نہیں پائے گا"۔ نیز ضمنی طور پر اس سے ملتی جلتی اس مسند روایت کی بھی تحقیق کی گئی ہے: "وہ فرشتہ جو میری اس مسجد پر مقرر ہے، وہ روزانہ ندا کرتا	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ نیز مذکورہ ضمنی روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت"

ہے: جس نے محمد ﷺ کی سنت کو چھوڑا، وہ حوض کوثر پر نہیں پہنچ پائے گا"۔	روایات میں شمار کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "جھوٹی خبر" کہا ہے۔
(۱۳) روایت: نماز میں یوسف علیہ السلام کی جانب توجہ چلے جانے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا پریشانی میں مبتلاء ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۴) روایت: جنت میں جنتیوں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کا سورۂ یاسین پڑھنا، اور اللہ تبارک وتعالی کا سورۂ رحمن پڑھنا اور ایک روایت کے مطابق سورۂ انعام پڑھنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۵) روایت: حضرت ادریس علیہ السلام میں ستاروں کی جنسیت تھی، وہ آٹھ سال تک زُحل سے ہم رفتار رہے، غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے، اُن کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے درس میں حاضر رہتے تھے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۶) روایت: " آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک وہ ہے جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہو گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۷) روایت: "معراج کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کتوں کی مانند چیخ رہی ہیں، آوازیں نکال رہی ہیں، نوحہ کر رہی ہیں اور ان کا برا حال ہے، نبی اکرم ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوندوں کے ساتھ زبان درازی کرتی تھیں، آج اللہ تعالی نے انھیں یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۸) روایت: "برتن دھو کر پینے سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

⑲روایت: "جب کوئی بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، تو اللہ تعالی دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑳حکایت: آپ ﷺ کو عرب کے قافلے کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے عاجز ہو گیا، اور موت کے قریب تھا، اونٹ اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ کے معجزے سے قافلے والوں کے لئے ایک حبشی غلام کی مشک سے سارے قافلے کا سیر اب ہونا، اور پھر غلام کی مشک کا بھر جانا، نیز آپ ﷺ کے معجزے سے اس حبشی غلام کا سفید ہو جانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉑روایت: " ہجرت کے وقت نبی علیہ السلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے، ہلکی سی آواز میں سلام کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً باہر تشریف لائے جیسے پہلے ہی سے جاگ رہے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ سو رہے ہیں، کیا آپ جاگ رہے تھے؟ جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کچھ دنوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آپ کو ہجرت کا حکم ملے گا، اور یہ بھی دل مانتا تھا کہ جب آپ ہجرت کے لئے روانہ ہوں گے تو اس غلام کو اپنی غلامی میں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، پھر دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ حکم رات کو ملا، اور آپ تشریف لائے تو آپ کو جگانے کی تکلیف اٹھانی پڑے گی، چنانچہ جس دن سے خیال آیا، اسی دن سے میں نے رات کو سونا چھوڑ دیا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ آپ کو میرے دروازے پر آکر کھڑا ہونا پڑے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉒روایت: " آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات اپنی امت کی کچھ عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا پایا:	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

① ایک عورت پردہ نہ کرنے کی وجہ سے بالوں کے بل لٹکائی گئی تھی ② ایک عورت شوہر کو تکلیف دینے کی وجہ سے زبان کے بل لٹکائی گئی تھی ③ غسل جنابت، غسل حیض نہ کرنے اور نماز کا مذاق اڑانے کی وجہ سے ایک عورت کے پیر اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے ④ شوہر کے بستر میں ایذاء کا سبب بننے کی وجہ سے ایک عورت پستانوں کے بل لٹکائی گئی تھی ⑤ چغل خوری اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ایک عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح، جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا ⑥ احسان جتلانے اور حسد کرنے کی وجہ سے ایک عورت کی شکل کتے کی شکل کی طرح تھی"۔	
۲۳ روایت: " آپ ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خادم کے کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔ البتہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قاتل عبد الرحمن بن ملجَم ہے، اور معتمد روایات میں صرف اس قدر ثابت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابن ملجم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص مجھے قتل کرے گا، نیز صحیح روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے بھی اسی قسم کا اشارہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا، تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔
۲۴ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا خواب میں دیکھنا کہ نبی ﷺ پر بارش ہو رہی ہے، آپ ﷺ کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، بارش کا جو پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آرہا ہے وہ سارا کا سارا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر آرہا ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھنا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے چھینٹوں کا اڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑنا۔	
۲۵ روایت: عرب کے سرداروں کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ لیجئے تاکہ جھگڑا نہ ہو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو جواب دینا کہ میں اس حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جانبین سے ان کی بحث، پھر سیلاب کا آنا اور اسے روکنے کے لئے سرداروں نے اپنے نیزے ڈالے جنہیں سیلاب بہا کر لے گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک شاخ ڈالی تو سیلاب مڑ کر سمندر کی جانب چلا گیا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۶ روایت: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتے تو سلام میں پہل کرتے، ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلام میں تاخیر کی، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام میں پہل کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے سلام میں تاخیر کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات خواب میں جنت میں ایک ایسا بڑا محل دیکھا کہ اس جیسا محل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے بھائی سے سلام میں پہل کرے، تو میں نے چاہا کہ یہ محل ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہو جائے، تو میں نے سلام میں تاخیر کی، تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے سلام میں سبقت لے کر اس محل کے حق دار بن جائیں“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۷ روایت: مساجد اپنے آباد کرنے والوں کو کشتی کی صورت میں پل صراط پار کروا کر جنت میں لے کر جائیں گی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
㉘ روایت: روز قیامت مساجد کا سفید بختی اونٹوں کی شکل میں آنا، جسے موذنین آگے سے اور ائمہ پیچھے سے چلا رہے ہوں گے، جس پر یہ لوگ قیامت کے تمام مراحل سے گزر جائیں گے، اور کہا جائے گا یہ امت محمدیہ ﷺ کے وہ افراد ہیں جو باجماعت نماز کی حفاظت کرتے تھے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉙ روایت: ”جس نے نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھی، اللہ رب العزت جنت میں ایک فرشتہ کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتہ جنت کے ایک دریا کے اندر غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے، اس کے پروں سے پانی کے جتنے قطرے ٹپکتے ہیں، اتنی نیکیاں اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉚ روایت: ”جس عورت کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے ماں باپ کی زیارت کی نیت کرلے کہ میں اپنے ماں باپ سے ملنے جارہی ہوں، اور خاوند سے اجازت لے کر جائے، اور دل میں یہ ہو کہ اس عمل سے اللہ راضی ہوں گے، تو اللہ تعالی ہر قدم پر اس عورت کو سو نیکیاں عطاء فرماتے ہیں، سو گناہ معاف فرماتے ہیں اور جنت میں سو درجے بلند کرتے ہیں“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فَائِدَہ:

① "بیان نہیں کر سکتے" سے مراد ہے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② "بیان کرنا موقوف رکھا جائے" یعنی معتبر سند ملے بغیر ہر گز بیان نہ کریں، مزید تفصیل "مقدمہ حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ "بے اصل" اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ "اسرائیلی روایت" سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جاسکتا ہے، آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

نمبر شمار	وہ راوی جن کے بارے میں جرحاً یا تعدیلاً کلام نقل کیا گیا ہے	سن پیدائش / سن وفات	اقوال	صفحہ نمبر
١	أبان بن أبي عياش أبو اسماعيل الفيروز البصري	توفي١٣٨هـ	جرح	١٨٥
٢	إبراهيم بن البراء بن النضر الأنصاري	توفي٢٢٤هـ أو ٢٢٥هـ	جرح	٤١
٣	ابراهيم بن الهيثم الثقفي		لم أجده	٢٩٨
٤	أبو جعفر الراسبي		لم أجده	٢٠٢
٥	أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نُبَيْط بن شَرِيط الأشجعي	توفي٢٨٧هـ	جرح	٢١٩
٦	أحمد بن عبد الله بن خالد بن موسى بن مرداس بن نهيك أبو علي التيمي العبسي الشيباني الهروي الجويباري	توفي٢٤٧هـ	جرح	١٤٨
٧	أحمد بن محمد بن الصلت بن مغلس أبو العباس الحماني ويقال أحمد بن الصلت أو أحمد بن محمد بن مغلس أو أحمد بن عطية	توفي٣٠٨هـ	جرح	٢٨
٨	إسحاق بن وهب بن عبدالله أبو يعقوب الطُهرْمُسِي المصري	توفي ٢٥٩هـ	جرح	٢١
٩	ثابت بن دينار أبي صفية الثُمالي مولى المهلب أبو حمزه الأزدي الكوفي	توفي١٤٨هـ	جرح	٨٧
١٠	حسين بن عبد الله بن ضميرة بن أبي ضميرة الحميري المدني		جرح	٢٤٠
١١	حماد بن عمرو النصيبي أبو إسماعيل		جرح	١٧٦

۱۲	سعيد بن موسى الأزدي الجهني الحمصي		جرح	٦٨
۱۳	سلم بن سالم أبو محمد البلخي الخراساني الزاهد	توفي ١٩٤هـ	جرح	١٤٠
١٤	عباد بن كثير الثقفي البصري الكاهلي	توفي مابين ١٤٠ـ١٥٠هـ	جرح	١١٦
١٥	عبد الله بن محمد بن وهب بن بشر بن صالح أبو محمد الدِيْنَوَري	توفي٣٠٨هـ	اختلف فيه	٨٢
١٦	عبد الله بن المسور بن عون بن جعفر بن أبي طالب أبو جعفر القريشي الهاشمي المدائني	توفي مابين ١٠٠ـ١١٠هـ	جرح	١٦٣
١٧	عبد الرحيم بن زيد أبو زيد العمي الحواري البصري	توفي ١٨٤هـ	جرح	٣٠٧
١٨	علي بن حاتم المكفوف		جرح	٢٠٥
١٩	علي بن محمد بن عبد الله بن الهيثم الأصبهاني الطبراني من أجداد سِيْنان		لم أجده	٣٣٠
٢٠	فرات بن السائب أبو المعلى ويقال أبو سليمان الجزري	توفي مابين ١٥٠ـ١٦٠هـ	جرح	١٠٦
٢١	محمد بن أحمد بن زياد الزيات		لم أجده	٢٠٦
٢٢	محمد بن تميم السعدي الفريابي		جرح	٣١٧
٢٣	محمد بن حسن بن محمد بن زياد بن هارون بن جعفر بن سند أبوبكر النَقَّاش المقرئ المَوصلي	توفي ٣٥١هـ	جرح	٢٠٩
٢٤	محمد بن زكريا بن دينار أبو جعفر الضبي البصري الغَلابي	توفي ٢٩٠هـ	جرح	٢٧٥
٢٥	المسيب بن شريك أبو سعيد التميمي الشَقَري الكوفي	توفي١٨٦هـ	جرح	٣٢٢
٢٦	موسى بن محمد بن عطاء أبو طاهر البلقاوي المقدسي الدمياطي		جرح	٣٠٢
٢٧	هارون بن يحيى بن هارون بن عبد الرحمن بن الحاطب الحاطبي		جرح	٧٧
٢٨	يحيى بن عبد الله المصري		جرح	٦٢
٢٩	يزيد بن أبان الرقاشي البصري أبو عمرو		جرح	١٩٧

مصادر اور مراجع

اب تک استعمال ہونے والی کتابوں کی یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں "الف لام" آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے ایک سے زائد نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله عبيد الله بن محمد المعروف بابن بطة (٣٠٤هـ/ ٣٨٧هـ)، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، ايچ ايم سعيد ـ كراتشي.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/ ٨٤٠هـ)، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيِّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيِّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.
- إتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت: عبد القدوس محمد نذير، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنوره، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأخْبَار الوَارِدَة على الألْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)، ت: يحيى مُراد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.
- التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ ـ ٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)، ت: محمدبن سعيدبسوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال (٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)، ت: أبو عمار محمد ياسر الشعيري، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت: أحمد بن عطية بن علي الغامدي، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بحلب، الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.
- الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد (٥٣٥هـ)، ت: الشريف حاتم بن عارف العوني، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة.
- الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله، دار المنهاج ـ جده، الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.
- أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)، ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

- -الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)،مخطوط .
- -الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـبيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.
- - أحاديث مسلسلات:للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)،مخطوط .
- - الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني(٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- - الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعة١٤١٦هـ.
- - أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني (٢٥٩هـ)،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـفيصل آباد،باكستان .
- - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- - أخبارمكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- - أخبارمكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي،ت:رشدي الصالح ملحس،دار الأندلس ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٣هـ.
- - الاختيار لتعليل المختار: للإمام أبي الفضل عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي (٥٩٩هـ/ ٦٨٣هـ)،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـبيروت .
- - أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي (٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.
- -أدب الإملاء والاستملاء: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

- أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي(٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:بسام عبد الوهاب،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:محي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٠هـ.
- أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة .
- ارتياح الأكباد: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، مخطوط .
- الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري(٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- الاستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- أسد الغابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري(٥٥٥هـ/٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.
- أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي (٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر .

- -الأسماء والصفات:: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:عبد الله بن محمد، مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- -أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- -الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض ،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- -الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- - أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.
- -أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:محمود محمد محمود حسن نصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - أطْرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهـير بن ناصر،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- -اعتلال القلوب: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي(٣٢٧هـ)، ت:حمدي الدمرداش،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.
- -الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- -الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف،المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.
- -الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام:للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي النميري (٥٠٠هـ/٥٤٤هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.
- -الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت.

- الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور المياديني،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦ هـ.
- اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الإكمال في رفع الارتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.
- إكمال المعلم: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي المالكي(٤٧٦هـ/ ٥٤٤هـ)،ت:يحيى إسماعيل،دار الوفاء ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: لقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:السيد أحمد صقر،دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.
- أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

- الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)، ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض.
- إنباه الرواة على أنباه النحاة: للعلامه جمال الدين علي بن يوسف الشيباني القفطي (٥٦٨هـ/٦٤٦هـ)، ت:محمد أبو الفضل إبراهيم، دار الفكر العربي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي، دار الجنان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)، المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر، الطبعة ١٢٩٢هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)، مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر، الطبعة ١٣٥٣هـ.
- الأنوار العلوية والاسرار المرتضوية: لجعفر النقدي، المطبعة الحيدرية ـ النجف، الطبعة الثانية ١٣٨١هـ.
- أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، ت: تقي الدين الندوي، دار القلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الأوراد القادرية: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٤٧١هـ/٥٦١هـ)، ت:محمد سالم بواب، دار الأبواب ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.
- بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)، ت:روحية عبد الرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، المطبعة العلمية ـ مصر، الطبعة ١٣١١هـ.

- البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة.
- البَحْرُ الزَّخَّار المعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار (٢٩٢هـ)، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٩هـ.
- بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري (٣٨٠هـ)، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي (٤١٨هـ/٥٠٨هـ)، ت: ولي الدين محمد صالح الفرفور، مكتبة دار الفرفور ـ دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي (٧٤٥هـ)، ت: صدقي محمد جميل، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.
- البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت: عبد العزيز أحمد بن محمد، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- بدائع السلك في طبائع الملك: للعلامة شمس الدين أبي عبد الله ابن الأزرق الأصبحي الأندلسي الغرناطي (٨٩٦هـ)، ت: علي سامي النشار، منشورات وزارة الإعلام ـ العراقية.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)، ت: رياض عبد الحميد مراد، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
- البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)، ت: مصطفى أبو الغيظ وعبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- -البدرالمنير في غريب أحاديث البشير والنذير: للعلامة أبي محمد عبد الوهاب الشعراني(٩٧٣هـ)، مخطوط.
- - البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة.
- - بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت.
- - بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.
- - بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧ هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- - بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت.
- - بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني بذيل الفتح الرباني: للعلامة أحمد بن عبد الرحمن الساعاتي (بعد ١٣٧١ هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية.
- - البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥ هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- - بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها: للعلامه أبي محمد عبد الله بن سعد بن سعيد بن أبي جمره الأزدي الأندلسي (٦٩٥هـ)،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الثالثة.
- - بيان الوهم والإيهام: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)،ت: الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- - تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ /٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.
- تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي،الدار السلفية ـالكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـبيروت.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـمصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.
- تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.
- التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دارالمعرفة ـبيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- -تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.
- -تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: للحافظ عثمان بن سعيد الدارمي(٢٨٠هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.
- -التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- -التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- -تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.
- -تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- -تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.
- -تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- -تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة.
- -تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.
- -تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي (٧٤٣هـ)، مكتبة امدادية ـ ملتان باكستان.
- -تبيين العجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- -تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت.

- -التحبير لإيضاح معاني التيسير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد صبحي بن حسن حلاق،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- - تحفة الأبرار بنكت الأذكار: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محيي الدين مستو،مكتبة دار التراث ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دارالفكر ـ بيروت.
- - تحفة الذاكرين: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- - تحفة المحتاج بشرح المنهاج: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:سيد بن محمد السناري،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٧هـ.
- - تحفة المخلصين بشرح عدة الحصن الحصين: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد القادر الفاسي (١١١٦هـ)،ت:محمد بن عزوز،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- - تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ /٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - التحقيق في أحاديث الخلاف: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- - التحقيق والبيان في شرح البرهان: للعلامة علي بن إسماعيل الأبياري (٥٥٧هـ/٦١٨هـ)،ت:علي بن عبد الرحمن الجزائري،إدارة شؤون الإسلامية ـ دولة قطر،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- - تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

- التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٨هـ.

- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون (٥٦٢هـ)،ت: إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

- التذكرة في الاحاديث المُشْتَهِـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

- تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

- تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان.

- تذكرة الواعظين: للعلامة محمد جعفر،مطبع محمدي، بمبئي.

- الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين (٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

- الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي دار ابن حزم ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- - الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت: إبراهيم شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- - الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.
- -الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .
- - التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن .
- - تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي الذين سمع منهم: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:الشريف حاتم العوني،دار عالم الفوئد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- -تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: للعلامة محمد غرس الدين الأنصاري الخليلي(١٠٥٧هـ)،مخطوط .
- - تصفية القلوب من أدران الأوزار والذنوب: للعلامة يحيى بن حمزة بن علي الذمّاري (٦٦٩هـ/٧٤٩هـ)،ت:حسن محمد مقبولي الأهدل،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤١٥هـ.
- - تعجيل المنفعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إكرم الله إمدادالحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- - تعظيم قدرالصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- - التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.
- - التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الخامسة١٤٢٨هـ.

- التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى ١٤٠١هـ.
- تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٩هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.
- تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.
- تفسير سفيان الثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمدمعوض،عادل أحمدعبدالموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- تفسير مظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة ١٤١٢هـ.

- تفسير النسفي (مدارك التنزيل):للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد النسفي (٧١٠هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة ١٤١٩هـ.

- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

- تكملة الإكمال: للحافظ معين الدين محمد بن عبد الغني المعروف بابن نقطة الحنبلي(٦٢٩هـ)، ت:عبد القيوم عبد رب النبي،مركز الإحياء التراث الاسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان .

- التكميل في الجرح والتعديل: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- تلبيس إبليس: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن .

- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.

- -التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- -التمييز: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت:محمد مصطفى الأعظمي،شركة الطباعة العربية ـالرياض،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
- -تمييزالطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتاب العربي ـبيروت،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- - تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٠٨هـ.
- -التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دارابن كثير ـبيروت،الطبعةالثانية ١٤٢١هـ.
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـبيروت .
- - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـلاهور،باكستان .
- - تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
- -تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/ ٧٤٨)،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض،الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.
- التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تهذيب الآثار: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد علِيّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ /٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج‌العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة١٢٨٦هـ.

- -الثقات لابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة ١٣٩٣هـ.
- - جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـالفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- - جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـبيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- - جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـبيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- - جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت:عبدالقادر الأرنوؤط،مكتبة دار البيان ـبيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- - جامع البيان: للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- - جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـالرياض،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.
- - جامع التحصيل: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي(٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،عالم الكتب ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.
- - جامع الرسائل: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم، دار العطاء ـالرياض،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- -جامع العلوم والحكم: للحافظ عبدالرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الثامنة١٤١٩هـ.
- -الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري(١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـمنصورة،الطبعة الأولى١٤٢٥هـ.

- -الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة١٤٢٦هـ.
- - الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- -الجامع لأخلاق الراوي: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:محمود الطحان،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة١٤٠٣هـ.
- - جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري(٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٩هـ.
- - جامع المعجزات: للشيخ محمد الرَهَاوِي الواعظ،مطبعة نبات المصري.
- - الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- -الجدالحثيث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري(١١٤٣هـ)،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
- - جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد-الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- -الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد:رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: للإمام أبي علي حسن بن أحمد بن الحسن الحداد الأصبهاني(٤١٩هـ/٥١٥هـ)، مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.
- -الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي:مخطوط: للعلامة أبي عبد الله قاسم بن الفضل الثقفي (٣٩٧هـ/٤٨٩هـ)،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

- الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط .
- جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون .
- جزء فيه ذكر أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني: للحافظ يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٤٣٤هـ/٥١١)،ت:أبي هاشم إبراهيم بن منصور الهاشمي الأمير،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٨هـ.
- جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- جزء فيه من حديث الفقيه أبي القاسم الشهرزوري عن شيوخه: للعلامة أبي القاسم عبد العزيز بن علي الشهرزوري المالكي (٤٢٧هـ)،مخطوط .
- الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: للعلامة أبي علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد النيسابوري (٤٢٠هـ)،مخطوط.
- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يجيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.
- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: للعلامة محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن موسى الأنصاري البري (٥٩٦هـ/٦٨٠)، ت:محمد التونجي،دار الرفاعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - الجوهر النقي على سنن البيهقي: للحافظ علاء الدين أبي الحسن علي بن عثمان ابن التركماني الحنفي(٦٣٥هـ/٧٥٠)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.

● - حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

● - حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● - الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - حديث الجويباري في مسائل عبد الله بن سلام:تحت مجموعة أجزاء حديثية: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - حديث الزهري: للحافظ أبي الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن البغدادي(٣٨١هـ)،ت:حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- -حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت(١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،مطبعة الكشاف ـ بيروت،الطبعة ١٣٥٣هـ.
- - حسن الظن باالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبدالرؤف الكمايى،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- -حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج(٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.
- - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.
- - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- - حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- - خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي(١٣٠١هـ)،المطبعة الخيرية، الطبعة١٣٠٩هـ.
- -خزينة الجواهر في زينة المنابر: لعلي أكبر بن حسين النهاوندي الشيعي،كاتب:محمد حسن السبزواري،دون ذكر مطبع،سنة١٣٥٨هـ.
- - الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة١٤٣٨هـ.
- -خلاصة البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض.

- ● - الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- ● - الداء والدواء: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/ ٧٥١هـ)، ت: محمد أجمل الإصلاحي، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- ● - الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: عبدالله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.
- ● - درة الناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي (١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته.
- ● - الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي، ت: عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٩هـ.
- ● - الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان على هامش دقائق الأخبار للقاضي عبد الرحيم: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، الحرمين ـ اندونيسيا، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- ● - درر الحكام: للعلامة ملا خسرو (٨٨٥هـ)، مير محمد كتب خانة ـ كراتشي، باكستان.
- ● - الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي (١٠٨٨هـ)، ت: عبد المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- ● - الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- ● - الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.
- ● - الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت: محمد بن لطفي الصباغ، عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض.

- -الدر المنضود: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى،دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ .
- -الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر .
- -الدعوات الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:بدر بن عبد الله البدر،غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة١٣٠٦هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،مطبع قيومي ـ كانبور،الطبعة ١٣١٥هـ.
- -دقائق الأخبار فى ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،الحرمين ـ الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- -دلائل الخيرات وشوارق الأنوار: للعلامه أبي عبد الله محمد بن سليمان الجزولي(٨٧٠ هـ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة١٣٥٦هـ.
- -دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- -دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- -دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- -دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- -الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

- - ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة ١٣٨٧هـ.
- - الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- - ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- - ذريعة الوصول إلى جناب الرسول: للعلامة المخدوم محمد هاشم السندهي(١١٠٤هـ/١١٧٤هـ)، مترجم: علامة محمد يوسف لدهيانوي الشهيد،مكتبة لدهيانوي ـ كراتشي.
- - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- - ذم الدنيا: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار أطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- - ذم الكلام وأهله: للحافظ أبي إسماعيل عبد الله بن محمد بن علي الهروي الأنصاري(٣٩٦هـ/ ٤٨١هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة.
- - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- -ذيل تاريخ بغداد: للحافظ أبي عبد الله محمد بن محمود بن الحسن البغدادي المعروف بابن النجار (٥٧٨هـ/٦٤٣هـ)،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.
- - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.
- - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- - ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)، ت: عبد القيوم عبد رب النبي، إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: أبو رضا الرفاعي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)، ت: عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الرحمة في الطب والحكمة: ينسب إلى الإمام السيوطي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ٢٠١٠ء.

● - الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)، ت: عبدالله دحين، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - ردُّ المُحْتَار علي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي (١١٩٨هـ/ ١٢٥٢هـ)، دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري (٤٦٥هـ)، ت: عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف، المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.

● - الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)، ت: عبد الله بن يوسف الجديع، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي (٩٨٠هـ)، ت: أحمد هادي القصار، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠١١ء.

● - رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي (١١٧٤هـ)، مترجم: محمد فاروق القادري، تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان، الطبعة ١٤٢٠هـ.

● - الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/ ٦٢٠هـ)، ت: محمد خير رمضان يوسف، دار القلم ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي الإستنبولي (١١٢٧هـ)، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

● - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)، ت: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: للعلامة محيى الدين محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي (٩٤٠هـ)،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- روض الرياحين في حكايات الصالحين: للعلامة عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي (٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية .
- الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري (٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان .
- روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- رياضة المتعلمين: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:نظام محمد صالح يعقوبي،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥٦هـ.
- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للحافظ أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد محمود عبدالعزيز،سيد إبراهيم صادق،جمال ثابت،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٣هـ.
- الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك (١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .
- الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الزهد: للإمام أبي سفيان وكيع بن الجراح بن مليح الكوفي (١٢٩هـ/١٩٧هـ)،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- سبل الهدي والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- سفر السعادة: للعلامة أبي طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني(١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـ الرياض.
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه(٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دار الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دارالرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (۲۰۹هـ/۲۷۹هـ)، ت:بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)، ت:حسين سليم أسد الداراني، دار المغني ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- السنن الكبرى: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)، ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري، دار العاصمة ـ الرياض.
- سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة (٢٩٧هـ)، ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي، ت:أحمد محمد نور سيف، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري، ت:محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري، ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي (٢٩٢هـ)، ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني (٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- سؤالات الحاكم للدارقطني: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (۳۲۱هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي(۳۲۵هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (۳۲۱هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ /٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعةالثالثة ١٤٠٥هـ.
- السيرةالنبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة١٣٩٦هـ.
- السيرة النبوية: للعلامة أبي محمد عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري (٢١٢هـ)، ت:مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ.
- سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: للعلامه أبي إسحاق برهان الدين إبراهيم بن موسى بن أيوب الأبناسي (٧٢٥هـ/٨٠٢هـ)،ت:صلاح فتحي هلل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الشذرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٣هـ.
- شرح أبيات سيبويه: للأديب اللغوي أبي محمد يوسف بن الحسن بن عبد الله بن المرزبان السيرافي (٣٨٥هـ)،ت:محمد على الريح هاشم، دار الفكر ـ القاهرة،الطبعة ١٣٩٤هـ).
- شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة.

- شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- شرح أصول اعتقاد أهل السنةوالجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي(٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دار طيبة.
- شرح التلويح على التوضيح: للعلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني الشافعي (٧٩٣هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٧هـ.
- شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي(١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان.
- شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.
- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٨٤٤هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى١٤٣٧هـ.
- شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.
- شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ـ القاهرة.
- شرح علل الترمذي: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٠٦هـ/٧٩٥هـ)،ت:همام عبد الرحيم سعيد،مكتبة المنار ـ الأردن،الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.

- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني (٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطعبة ٢٠١٠ء .
- شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- شرح مشكل الوسيط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/ ٦٤٣هـ)،ت:محمد بلال بن محمد أمين،دار كنوز إشبيليا ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي (١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر .
- شروط الأئمة: رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥ هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار المسلم ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)،دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- شمائل النبوة: للحافظ أبي بكر محمد بن علي بن إسماعيل القفال (٢٩١هـ/٣٦٥هـ)،ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي،دار التوحيد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي (٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول .
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.
- الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.
- الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● -صيد الخاطر: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:حسن السماجي سويدان،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.

● - الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ /٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، مخطوط:مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري.

● -الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)، مخطوط:مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الضعفاءوأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت: سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:عبد العزيز عزالدين السيروان،دار القلم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ /٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -طبقات أعلام الشيعة: أغا بزرگ الطهراني،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي(٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.
- طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي(٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .
- طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي(٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء .
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيى معالي،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط .
- عارضة الأحوذي: للعلامة محمد بن عبد الله المعافري الأندلسي المعروف ابوبكر ابن العربي(٤٦٨هـ/ ٥٤٣هـ)،ت:جمال مرعشلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العاقبة في ذكر الموت والآخرة: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،خضر محمد خضر،مكتبة دار الأقصى ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية١٤٠٥هـ.
- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري(١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٥هـ.
- العزيز شرح الوجيز: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- العقد الفريد: للعلامة أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي (٣٢٨هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٢هـ.
- علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى١٣٩٩هـ.

- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة ١٤٠٥هـ .
- العلل الواردة: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:محمد بن صالح بن محمد،دار ابن الجوزي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف.
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- عمل اليوم والليلة: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.
- العناية شرح الهداية على هامش شرح فتح القدير: للعلامه أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،المطبعة الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

- -العناية شرح الهداية: للعلامه أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ۷۱۰ھـ/۷۸٦ھـ)،دار الفكر.
- -عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(۲۷٦ھـ)،دار الكتاب العربي ـبيروت.
- -غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (۷۵۱ھـ/ ۸۳۳ھـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨ھـ.
- -الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(۷۷۳ھـ/۸۵۲ھـ)،ت: خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـدبئي.
- -الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(۷۷۳ھـ/۸۵۲ ھـ)، مخطوط من الشاملة.
- -الغماز على اللماز: للعلامة نور الدين أبي الحسن السمهودي(٩١١ھـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦ھـ.
- -الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦ھـ/٥٤٤ھـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢ھـ.
- -الغنيةلطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني(٥٦١ھـ)،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧ھـ.
- - غنية المتملي: للعلانة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ ھـ)،مخطوط.
- - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ ھـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـكوئيته.
- -غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن إبراهيم بن عَبَّاد(۷۹۲ھـ)،ت:عبد الله سليم المختار،دار الكتب العلمية ـبيروت.
- -الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي(۸۲۷ھـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـمصر،الطبعة الثانية ١٣١٠ھـ.
- -الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي(۷۸٦ھـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـهند،الطبعة ١٤٣١ھـ.

- الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

- الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.

- الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجِي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.

- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٩هـ.

- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

- فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:علي حسين علي،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دارإحياء التراث العربي ـ بيروت.

- الفتوحات الربانية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي(٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)، ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي (٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الفرج بعد الشدة: للقاضي محسن أبي علي التنوخي (٣٨٤هـ)،ت:عبود الشالجي،دار صادر ـ بيروت، الطبعة١٣٩٨هـ.

● - الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/ ٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - فصول البدائع في أصول الشرائع: للعلامة شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفَنَاري الرومي الحنفي(٨٣٤ هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● - الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة١٤٠٣هـ.

● -فضل التهليل وثوابه الجزيل: للحافظ أبي علي حسن بن أحمد بن عبد الله البغدادي الحنبلي المعروف بابن البَنَّاء(٣٩٦هـ/٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - فضائل بيت المقدس: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ سورية،الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.

● - فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

● - فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- فضل الصلوة على النبي: للحافظ إسماعيل بن إسحاق الجهضمي القاضي (٢٨٢هـ)،ت:محمد عوامة، دار المنهاج،جدة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.
- الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)، مخطوط.
- الفقيه والمتفقة: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: للعلامة نعمت الله بن محمود النخجواني(٩٢٠هـ)،المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.
- الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي(٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)، ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز(٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.
- الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- فوائد حديثية: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/ ٧٥١هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي،دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- الفوائد المجموعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

- الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي(١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.
- الفهرست:لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،المكتبة المرتضوية ـ النجف.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصر الله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- القاموس المحيط: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٧هـ)، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤٢٦هـ.
- قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي(٣١٩هـ)،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قرة العيون ومفرح القلب المحزون: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ) مكتبة النصر ـ مصر.
- قصر الأمل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- القضاء والقدر للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- القند في ذكر علماء سمرقند: للعلامة نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفي(٤٦١هـ/٥٣٧هـ)، ت:يوسف الهادي،آينه ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٣٧٨هـ.
- قواعد تفسير الأحلام: للعلامة شهاب الدين أحمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمة النابلسي الحنبلي(٦٢٨هـ/٦٩٧هـ)،ت:حسين بن محمد جمعة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي(٣٨٦هـ)، ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● -القول البديع: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

● - قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - الكاشف عن حقائق السنن: للعلامة شرف الدين الحسين بن عبد الله بن محمد الطيبي(٧٤٣هـ)، ت:عبد الحميد هنداوي، مكتبة نزارمصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● - الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - الكامل في ضعفاء الرجال:للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: يحيي مختارغزاوي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: محمدأنس مصطفى الخن،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد(٢٨٥هـ)،ت: محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.

● - كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت.

● - كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دارالمنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - كتاب التوابين: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت: عبد القادر الأرناؤوط،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

● - كتاب التوحيد: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت:عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة السادسة١٤١٨هـ.

● - كتاب التوكل: للقاضي أبي يعلي محمد بن الحسين بن محمد ابن الفراء الحنبلي (٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:يوسف بن علي الطريف،دار الميمان ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● - كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داود الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنارـ أردن،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

● - كتاب السنن: للحافظ أبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني(٢٢٧هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجِري(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دارالثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، مخطوط.

- كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ/٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.
- كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـ بيروت.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كتاب المبسوط للسرخسي: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي(٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط.
- الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي(٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- كتاب مقتل أمير المؤمنين: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهـيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة١٤١٢هـ.

● - كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

● -كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم: للعلامه محمد علي التهانوي (توفي بعد ١١٥٨هـ)،ت:علي دحروج،مكتبة لبنان ناشرون ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

● -كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي: للعلامه علاء الدين عبد العزيز بن أحمد بن محمد البخاري (٧٢٩هـ)،مطبعة الشركة الصحافية العثمانية.

● -الكشف الإلهي: للعلامة محمد بن محمد الطرابلسي السندروسي الحنفي(١١٧٧هـ)،ت:محمد محمود أحمد بكار،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاء إبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

● - كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث علي ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هـنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.

● - كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ .

- الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٠٣هـ.

- كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

- كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

- كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ٤١٢١هـ.

- كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الوِلْهَاري(١٢٨٣هـ).

- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني(٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● -اللباب في تهذيب الأنساب: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

● -اللباب في علوم الكتاب: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي(٨٨٠هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي(٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاؤقجي(١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ .

● - ماثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي(٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي .

● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد الرومي(٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور .

● - مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:مصطفى محمد الذهبي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري(٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مجابوالدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

- مجمع الآداب في معجم الألقاب: للعلامه كمال الدين عبد الرزاق بن أحمد المعروف ابن الفوطي البغدادي الشيباني (٦٤٢هـ/٧٢٣هـ)،ت:محمد الكاظم،مؤسسة الطباعة والنشر وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامي ـ طهران،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

- مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده(١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي (٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت: نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

- مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.

- مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي (٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

- المجموع شرح المهذب: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،إدارة الطباعة المنيرية .

- مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

- مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دار الوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

● - مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

● - المجموع المغيث: للحافظ أبي موسى محمد بن أبي بكر المديني الأصبهاني (٥٠١هـ/٥٨١هـ)، ت: عبد الكريم الغرباوي،دار المدني ـ جدة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(٢٥٥هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

● - المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(٣٢٠هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة١٢٢٥هـ.

● - محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: للعلامه أبي القاسم الحسين بن محمد بن المفضل المعروف بالراغب الأصبهاني(٥٠٢ هـ)،ت:عمر الطباع،شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو ٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - المُحَلَّى بالأثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ.

● -المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)،ت:عبد الغفار سليمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - المحيط البرهاني: للعلامة برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز البخاري المرغيناني الحنفي (٥٥١هـ/ ٦١٦هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان، الطبعة١٤٢٤هـ.

● - مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

● - مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي، (٦٨٩هـ)،ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة١٣٩٨هـ.

- المختلف فيهم: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ/٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج السالكين: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
- المدخل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.
- المدخل لابن الحاج: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدري المالكي (٧٣٧هـ)،مكتبة دار التراث ـ القاهرة.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● -مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: للعلامة شمس الدين أبو المظفر سبط ابن الجوزي(٦٥٤هـ)، ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتاني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● -مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم النيسابوري (٢١٨هـ/٢٧٥هـ)،ت:زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● - المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

● -مستدرك الوسائل:للميرزا حسين النوري الطبري،مؤسسة آل البيت لإحياء التراث،الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)،ت: سعد حسن محمد،مكتبة الصفا ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر.

● - المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.

- -مسند ابن أبي شيبة: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- -مسند أبي عوانة: للحافظ أبي عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرائيني (٣١٦هـ)،ت:أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- -مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي(٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- -مسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو البزار(٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- -مسند السراج: للحافظ أبي العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج(٢١٦هـ/٣١٣هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- - مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- - مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي(٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- - المسند للشاشي: للحافظ أبي سعيد الهيثم بن كليب بن سريج الشاشي(٣٣٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- -المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

- -مسند الموطأ: للحافظ أبي القاسم عبد الرحمن بن عبد الله المالكي الجوهري (٣٨١هـ)،ت: لطفي بن محمد الصغير،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- -مشيخة الآبنوسي: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الصيرفي الآبنوسي(٣٨١هـ/٤٥٧هـ)، مخطوط من الشاملة.
- -مشيخة القزويني: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عمر القزويني(٦٨٣هـ/ ٧٥٠هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- - مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- - المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.
- - المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- - المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.
- - المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ايم سعيدكمپني ـ كراتشي،باكستان.
- - المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.
- - مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي الفاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.
- - المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ.

- معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.
- معجم رجال الحديث: لأبي القاسم الموسوي الخوئي الشيعي،مكتبة الإمام الخوئي ـ النجف.
- معجم السفر: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني(٥٧٦هـ)،ت:عبد الله عمر البارودي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهره،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي.
- معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض.
- معرفة القراء الكبار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرناؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.

- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

- المغني عن حملِ الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبومحمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.

- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- المغيرعلي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دارالعهد الجديد ـ بيروت.

- المغيرعلى الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.

- مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة ١٣١٧هـ.

- ● - مفتاح دار السعادة: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الرحمن بن حسن بن قائد،دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- ● - مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- ● - المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: للإمام أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي (٦٥٦هـ)،ت:محيي الدين ديب مستو وأحمد محمد السيد،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- ● - مفيد العلوم ومبيد الهموم: للعلامة جمال الدين أبي بكر الخوارزمي،دارالتقدم ـ مصر،الطبعة ١٣٢٣هـ.
- ● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- ● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- ● - المقتنى في سرد الكنى: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.
- ● - مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكرـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- ● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- ● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٧هـ .

- -مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء.
- - المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ /٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.
- -مناقب الأسد الغالب: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- -مناقب آل أبي طالب: لأبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.
- -مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: للعلامة محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي،مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.
- - مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- - منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.
- - المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- -المنتخب من مسند عبد بن حميد: للحافظ أبي محمد عبد بن حميد بن نصر(٢٤٩هـ)، ت:أبو عبد الله مصطفى،داربلنسية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

- -المنتخب من معجم شيوخ السمعاني: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- -المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا ومصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- -المنتقى من مسموعات مرو: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ /٦٤٣هـ)،مخطوط .
- - المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.
- - منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- - منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- - من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- - منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- - منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- -المنهاج شرح صحيح مسلم: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،المطبعة المصرية ـ الأزهر،الطبعة الأولى ١٣٤٧هـ.

- -المنهيات: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- - موافقة الخبر الخبر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم ،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- - المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- - موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٩هـ.
- - موضح أوهام الجمع والتفريق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني(٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .
- - موطا: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.
- -المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،دار الكتب العلمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- - المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- المهذب في اختصار السنن الكبير: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـبيروت.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته.
- نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- النجم الوهاج في شرح المنهاج: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة علي خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- نزهة الألباب في الألقاب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،دار الفكر.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٣٨هـ.

- - نزهة المجالس أردو: ايچ ايم سعيد كمبني ـ كراتشي.
- - نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: عبد الله بن ضيف الله الرحيلي، مطبعة سفير ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.
- - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- - نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي (المتوفى قبل ٧٢٥هـ)، ت: مريزن سعيد مريزن عسيري، مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- - نصب الراية: للحافظ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.
- - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)، دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.
- - النقد الصحيح: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- - النكت الوفية بما في شرح الألفية: للعلامه برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر بن حسن البقاعي (٨٨٥هـ)، ت: ماهر ياسين الفحل، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)، ت: إسماعيل إبراهيم، مكتبة الإمام البخاري ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)، ت: توفيق محمود تكلة، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- - نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني (٥٤٨هـ)، أحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● -النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى١٣٨٣هـ.

● -النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● -النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دارالحديث.

● -نهاية المطلب في دراية المذهب: للإمام الحرمين أبي المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني (٤١٩هـ/٤٧٨هـ)،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● -نيل الأوطار: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● -الوسيط في المذهب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:محمد محمد تامر،دار السلام ـ مصر،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● -الهجرة والجهاد: لمرتضى المطهري، مترجم:محمد جعفر باقري،معاونية العلاقات الدولية ـ إيران.

● - الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

● - اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة ١٤٢٩هـ.